79

جواہر علوم قرآنی

ترجمہ

التاج المرصّع بجواہر القرآن والعلوم

مصنف — طنطاوی جوہری

مترجم — عبدالصمد صارم الازہری

24674

آزاد بک ڈپو * اردو بازار * لاہور
سرگودھا

ناشر ——— چوہدری بشیر احمد بٹالوی

بار اول ——— اپریل ۱۹۶۵ء

کاتب ——— منور حسین

مطبع ——— علمی پریس لاہور

قیمت ——— چار روپے

29673

بہ یادگار حضرت علامہ قبلہ والد صاحب (مرحوم)
قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی

صارم
سنہ ۶۵ء

Marfat.com

فہرست

جوہر نمبر	مضمون	صفحہ	جوہر نمبر	مضمون	صفحہ
١	عالم کے بارے میں میری ابتدائی فکر۔	١٦	١٥	یورپین لوگ اور مسائل انسانی و حیوانی۔	٤٣
٢	تقابل مذاہب	١٨	١٦	ڈاروِن کا مذہب کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔	٤٤
٣	عالم اور صانع	١٩			
٤	توحید	٢٠	١٧	فصل	٨٠
٥	قرآن میں غور و فکر	٢٢	١٨	پہلی دو دفعات	٨٥
٦	قرآن میں تدبر	٢٥	١٩	تدبیری اصل	٨٨
٧	شوقِ علم	٢٩	٢٠	علومِ قرآنی اور عرب و افرنگی محققین	٩٥
٨	کیا عالم منظم ہے؟	٣١	٢١	چند اسلامی مباحث	٩٨
٩	نظامِ عالم	٣٦	٢٢	عقل یا زندگی	١٠١
١٠	انگریزی کتابیں	٤٢	٢٣	قسمیں نتائج علوم ہیں	١٠٦
١١	تقابل علمائے مشرق و مغرب	٤٩	٢٤	معارفِ قرآنی	١١٣
١٢	قرآن، مسلمان اور اہلِ افرنگ	٦١	٢٥	مضراتِ عقل و مخالف عقیدہ	١١٦
١٣	سابقہ مباحث کا نتیجہ	٦٧	٢٦	عمرانیات و سیاسیات قرآنی	١٢٩
١٤	اسلام میں وجدان کی تربیت	٧٠	٢٧	فصل	١٤٢

Marfat.com

جوہر نمبر	مضمون	صفحہ	جوہر نمبر	مضمون	صفحہ
٢٨	نماز اور حج	١٥٨	٤١	دین کی علوم کی طرف توجہ	٢٠١
٢٩	زکوٰۃ	١٦١	٤٢	سورت فاتحہ	٢٠٥
٣٠	روزہ	١٦٣	٤٣	سورۃ بقرہ میں چودہ آیات ہیں۔	٢٠٩
٣١	معاملات، احکامات حدود و تعزیرات۔	١٦٤	٤٤	دوسری آیت	٢١٢
٣٢	شریعت میزان ہے	١٦٧	٤٥	تیسری "	٢١٥
٣٣	مقصود شریعت اور درجات امم	١٦٨	٤٦	چوتھی "	٢١٧
			٤٧	پانچویں "	٢١٩
٣٤	عقل اور شریعت	١٧٠	٤٨	چھٹی "	٢٢٤
٣٥	دین اور عقل	١٧٨	٤٩	ساتویں "	٢٢٦
٣٦	دین اور طبیعت انسانی	١٨١	٥٠	آٹھویں "	٢٢٧
٣٧	خوارق عادات	١٨٣	٥١	نویں اور دسویں "	٢٢٨
٣٨	بغیر غور و فکر کے علوم دینی کی تحصیل	١٩٠	٥٢	گیارھویں "	٢٤٠
				مصنف کے حالات	٢٤١
٣٩	دین میں غلو	١٩٢		مترجم	٢٤٦
٤٠	علوم عقلیہ کی تحصیل واجب ہے۔	١٩٤		آزمائشیں	٢٤٩
				تصانیف	٢٥٥

Marfat.com

مقدمہ برطبع ثانی

اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں نعمت علم اور حکمت وکشف عطا فرمایا کوئی بیس سال سے زائد ہو گئے جب میں یہ کتاب لکھ رہا تھا تو مجھے اس بات کا گمان بھی نہ تھا کہ یہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گی اور روس میں ترکی قازانی زبان اور اردو زبان میں ترجمہ کی جائے گی نہ مجھے یہ خیال تھا۔ کہ ملایا، جزائر ھند شرقی، ایرانی، ترکی شمالی افریقہ اور تمام دنیا کے مسلمان پڑھیں گے۔

اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری تائید فرمائی اور ایک نئی نسل امت اسلامیہ میں پیدا کر دی، اور وہ بھی میری زندگی ہی میں۔

کیا مجھے اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں یہ خیال آسکتا تھا کہ چینی جاپانی اور افغانستانی بھی اسے پڑھیں گے اور خوش ہوں گے۔ یا مجھے یہ خیال آسکتا تھا کہ چینی ترکستان میں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد نئے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ وہ میرے بتائے ہوئے راستے پر مدارس قائم کرینگے اور پرانے لوگوں کی تقلید کو ٹھکرا دیں گے۔ جو لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ عالم میں غور و فکر کرنا کفر کے مترادف ہے جو ظاہری توحید پر قانع تھے اور اسی میں مگن تھے۔

سرزمین تیرے نور سے منور ہو گئی۔ اس قدر جلدی انقلاب پیدا

ہوا ہے. نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔

سب سے ظاہر ریشن وہ نوجوان ہے جس کا نام منصور ابن خان ترکستانی ہے جس نے قاہرہ کی مجلسوں میں متعدد بار ذکر کیا کہ وہ ابتدائے شباب میں عجیب شکی حالت میں تھا. کہ یہ کتاب اس کے ہاتھ لگ گئی. تو اس کی راہ کھل گئی اور اس جیسے سینکڑوں نوجوان راہ ہدایت پر گامزن ہو گئے. آج کل یہ نوجوان قاہرہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے.

اخبار المقطم مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۱ء بیوم سہ شنبہ رقم طراز ہے

"جدید معلومات چینی ترکستان کے بارے میں اور سید منصور خان کے ساتھ ملاقات"

اس سرخی کے ماتحت سعید درویش نامہ نگار لکھتا ہے کہ جب وہ بیت المقدس کی موتمر اسلامی سے لوٹا تو مذکورہ بالا نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی. اس سے میں نے مندرجہ ذیل سوالات کئے.

س :۔ آپ نے اپنے وطن کو کیوں چھوڑا! کیا آپ نے مصر کے علاوہ اور کوئی اسلامی ملک بھی دیکھا ہے؟

ج :۔ میں کاشغر کے ثانوی مدرسہ میں پڑھتا تھا ہمارے ہاں جدید علوم بہت کم پڑھائے جاتے ہیں. اگرچہ اس دور میں علوم اسلامی اور ادب عربی و فارسی بہت ترقی کر چکا ہے.

زمانہ قدیم سے میرے ہم وطن جہالت میں مبتلا تھے جس کی میں اتنی ذرا سی ملاقات میں پوری طرح تشریح نہیں کر سکتا میں چاہتا ہوں کہ اپنے وطن کی شان کو بلند کروں اور انہیں علوم جدیدہ سے آشنا کروں جنہیں اب تک کفر و زندقہ سمجھا جاتا رہا ہے. ہمارے وطن

کے افق پر سعادت کا ایک سورج طلوع ہوا جس نے تھوڑے سے دنوں میں نوجوانوں کی جہالت کو زائل کر دیا۔ یہ سورج فیلسوف مشرق علامہ طنطاوی جوہری کی کتابیں تھیں۔ جو بہت جلد ہمارے وطن کے دماغوں پر چھا گئیں۔ انہوں نے علومِ قرآنی و علومِ عصری میں تطابق قائم کر کے ایک نئی راہ کھول دی اور شکوک و شبہات کو مٹا دیا۔ ہمیں صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ یہی عصری علوم عین مذہب ہیں۔ ان کی کتاب تاج مرصع جو انہوں نے میکاڈو شاہ جاپان کو ہدیہ دی تھی۔ نظام عالم و امم، تفسیر جواہر اور القرآن والعلوم العصریہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

میں ترکی کی جانب سفر کرتے ہوئے جس جگہ بھی پہنچا وہاں مجھے فیلسوف مشرق کے جاننے والے ملے بلکہ ان کے ہاتھوں میں آپ کی کوئی نہ کوئی تالیف ہوتی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کی تصانیف ہماری قوم میں ایسا ہی اثر پیدا کریں گی جیسا لوتھر کی کوششوں نے پیدا کیا تھا جس زمانے میں میں اپنے وطن میں تھا میرے ابنائے وطن اس کوشش میں تھے کہ فیلسوف جوہری کے نام پر ایک یونیورسٹی قائم کریں تاکہ ان کا نام زندہ رہے اور ان کے نام کی قدر و منزلت کا اظہار ہو۔

چینی ترکستان کے نوجوانوں میں ان کے ان آثار نے انقلاب پیدا کر دیا۔ جو صحرائے ایشیا میں حیران پھر رہے تھے۔ کہ نہ ان کا کوئی رہبر تھا۔ نہ مرشد مگر جب انہوں نے علامہ موصوف کی کتابیں پڑھیں تو وہ علوم عصری کی طرف دوڑے اور یورپین اور اسلامی

ممالک کے سفر پر آمادہ ہو گئے۔ تاکہ ان علوم کی تحصیل کریں۔ انہیں کتابوں نے ہمیں دنیا کے سفر پر آمادہ کیا۔ تاکہ ان علوم کو حاصل کریں جن سے ہمارے آباؤ اجداد محروم تھے، میں بھی ان نوجوانوں میں سے ایک ہوں۔ جو تحصیل علم کے لئے بیرون ملک کے سفر پر روانہ ہوئے، ہم کوئی تیس نوجوان تھے۔ ہمارے بعد ایک اور گروہ روانگی کے لئے آمادہ ہوا۔ یہ سب کچھ حضرت فیلسوف کی وجہ سے ہوا۔

س:۔ تم نے بیان کیا ہے کہ تمہارے ملک میں مسلمان ہیں، تو وہ کس قدر ہیں اور ان پر کون حکومت کرتا ہے؟

ج:۔ ہمارے ہاں کوئی دس ملین سے زیادہ مسلمان ترک ہیں جو قدیم ترکی لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔

چینی شہروں میں مسلمان ستر ملین ہیں جو چینی زبان بولتے ہیں اور چینی تہذیب رکھتے ہیں چینی حکومت ان پر حکومت کرتی ہے۔

س:۔ کیا حکومت مذہب میں دخل اندازی کرتی ہے؟

ج:۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔

س:۔ کیا آپ نے مصر اور ترکی کے علاوہ بھی اور شہروں کی زیارت کی ہے؟

ج:۔ ہاں میں نے افغانستان اور ایران کی زیارت کی ہے جبکہ میں ترکی جا رہا تھا۔

س:۔ کیا آپ افغانستان میں زیادہ مدت تک ٹھہرے؟

ج:۔ میں افغانستان میں کوئی چھ ماہ گھوما پھرا، میرا دوست امین کاشغری ایک افغانی مدرسہ میں داخل ہو گیا۔ جہاں امان اللہ خان

Marfat.com

کی زیر نگرانی مفت تعلیم ہوتی تھی۔ میں جب افغانی وزیر تعلیم سے ملنے گیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں کتاب نظام العالم والامم مؤلفہ طنطاوی جوہری کو فارسی میں افغانی نوجوانوں کے لئے منتقل کرنا چاہتا ہوں۔

س:۔ آپ نے بیان کیا کہ فیلسوف مذکور نے کتاب التاج المرصع میکاڈو شاہ جاپان کو ہدیہ دی تھی۔ تو کیا اس ملک میں اس کتاب کا کوئی مذکور ہے؟

ج:۔ جب التاج المرصع جاپان پہنچی۔ تو مسلمانان جاپان نے اسے اپنے سینوں سے لگایا۔ یہ لوگ عبد الرشید ابراہیم سیاح کے ہاتھوں پر حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے اور اب وہاں کوئی بیس ہزار مسلمان ہیں اب یہ کتاب وہاں ہاتھوں ہاتھ لی جانے لگی اور اس کے ترجمے نے بڑا بھاری اثر پیدا کیا۔

مذکورہ ترکستانی فاضل اپنی کتاب میں مشرق اقصیٰ کے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جب میں اس عظیم کتاب پر تقریظ لکھنے لگا۔ تو میری نگاہیں مشرق کی طرف بلند ہوگئیں۔ وہ مشرق جو مسکین، اسیر، ضعیف، قوی، عزت دار، ذلیل اور شریف ہے، وہ مشرق جو کبھی تمدن بشری کا منبع تھا۔ اور علوم و حکمت کا گہوارہ تھا ...."

میں ہمیشہ تجھے مشرقی نوجوان کہہ کر پکاروں گا۔ کیونکہ اے مشرقی نوجوان تو مشرق کی کنجی ہے۔ تیرا قلب صاف پاکیزہ اور شفاف ہے ....

اس عظیم القدر فلسفی نے وہ چیز ہمیں ہدیہ دی ہے جس کی ہمیں آرزو

Marfat.com

تھی. مگر ہم پاتے نہ تھے.

اے مشرقی نوجوان حرکت فکری کے دو طریقے ہیں. ایک تو بغاوت کی راہ اور دوسری سکون واصلاح کی راہ ; میں دیکھتا ہوں کہ مشرق میں دوسری راہ ترقی پر ہے. ان اصلاحات میں سب سے اہم اصلاح دینی ہے. جو حضرت فیلسوف مشرق طنطاوی جوہری نے قائم کی ہے. لہذا اے نوجوان مشرق ان کی کتابوں کو پڑھ اور اپنی قوم کی حیات سعادت کی طرف ہدایت کر. جو قرآنی راہ ہے.

انہیں پند و موعظت اور اخبارات کے ذریعے دعوت دے کہ قرآن انہیں موجودہ علوم کی طرف دعوت دیتا ہے. اگر وہ اس پر بھی اعتراض کریں تو تیرا ذمہ تبلیغ تھا سو وہ پورا ہو گیا. وہ برباد ہو جائیں گے اور خدا ان کی بربادی کی پرواہ بھی نہ کرے گا.

منصور چنگیز خاں ترکستانی
قاہرہ
۳۲-۷-۳

مقدمہ برطبع اوّل

بسا اوقات دل میں یہ خیال گزرا کہ میں علوم دینِ اسلامی کا ایک نمونہ پیش کروں۔ جن حقائق کے جاننے کا اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے اور جن حکمتوں کو پسند کرتا ہے حتیٰ کہ حکومتِ جاپان کی طرف سے ایک حرکت فکری پیدا ہوئی۔

میں نے اپنی قوتِ فکریہ کو عمل کا جامہ پہنایا۔ اور اس کتاب کا نام التاج المرصع بجواہر القرآن والعلوم رکھا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا ہے۔ بعد ازاں ایک مجلس علمی نے جس کے صدر میرے دوست محمود بکر سالم ہیں۔ اس کتاب کو انگریزی قالب میں ڈھالنا چاہا۔ اور مشرق و مغرب میں اس کی اشاعت کو پھیلانا چاہا۔ اللہ ان کی کوششوں کو بار آور کرے

ایک قازانی نوجوان اس کتاب کو ترکی زبان میں منتقل کر رہا ہے تاکہ اس کی اشاعت روس، ترک اور بلادِ عجم میں عام ہو جائے۔

اس کے بعد جاپان میں ۱۹۰۶ء کو ایک کانفرنس منعقد ہونی قرار پائی تو میں یہ سوچ رہا۔ آیا اس کتاب کو اسی طرح عربی زبان میں

بھیج دوں یا محمود بکر سالم کے ترجمہ کا انتظار کروں۔

میں اسی شش و پنج میں تھا کہ میرے ایک دوست نے کہا۔ آ
اسے شاہِ جاپان کی خدمت میں اسی طرح ہدیہ کر دیجئے تاکہ وہ ا
ارکانِ کانفرنس کو دکھائیں۔ یہ بات مجھے پسند آئی اور میں نے ایک
چیٹھی کے ساتھ یہ کتاب ان کی خدمت میں ارسال کر دی۔

جب کانفرنس کے انعقاد کے اوائل میں میری کتاب اور
چیٹھی وہاں پہنچ گئی۔ تو میں نے مناسب جانا کہ اس کتاب کو اپنے
اہلِ وطن کے لئے بھی عام کر دوں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں، تیرے نبی پر درود و سلام بھیجتا ہوں، اور تیری بلند بارگاہ کی جناب میں قربت حاصل کرنے کے لئے مشرق و مغرب میں دینِ اسلامی کے علوم کی نشر و اشاعت کر رہا ہوں۔ میں اہلِ مشرق و مغرب کی جانب دین کے جواہرات بھیج رہا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے بلند روح اور قوتِ قدسیہ کا طالب ہوں۔ حتیٰ کہ تجھ سے آملوں اور اپنی آرزوؤں سے بہرہ مند ہوں، اے اللہ اس کتاب کو اہلِ طلب و اہلِ افکار کے لئے شیریں چشمہ بنا دے۔ اب میں اپنے احوالاتِ قلبی و افکارِ ذاتی کو جواہر کے عنوان کے تحت پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

جوہر - ۱

عالم کے بارے میں میری ابتدائی فکر

میں بچپن سے نظام کائنات میں غور و فکر کا عادی رہا ہوں۔ میری یہ عادت تھی کہ میں آدھا دن جامع ازہر شریف میں تعلیم و تعلم میں گزارتا اور وہاں عربی قواعد اور مسائل فقہی پڑھتا۔ جب وہاں سے لوٹتا تو باقی دن کھیتوں کے کنارے غور و فکر میں گزارتا، وہاں مجھے ایک عجیب و غریب جمال حسین مناظر، تازہ حسن، اور فطرت کی جبار حکومت کا ظہور نظر آتا، میں نے کوئی درخت، کوئی جڑی بوٹی ایسی نہیں چھوڑی جس کا مطالعہ نہ کیا ہو، میں نے ان کی ظاہری اشکال تازہ خوبیوں؛ پاکیزہ خوشبوؤں اور خوش آیند رنگوں کو بغور دیکھا، میں کہا کرتا تھا۔ کیا ہمارے اسلامی مدارس کو اس نظر و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا وہ ذات جس نے آسمان کو بنایا، زمین کو بچھایا، دریا جاری کئے، گھاس پات اگائے، پھل پھول لگائے، اور انہیں زینت و خوشبو عطا کی اس نے اجرومیہ[1] کو پیدا نہیں کیا۔ اس نے نحو نہیں بنائی۔ نماز اور زکوٰۃ فرض نہیں کی، قرض اور بیع و شراء کے احکامات کا اجراء نہیں کیا میراث وغیرہ کی تعیین و تحدید نہیں کی اور کیا اس نے ہم پر یہ فرض نہیں

---

[1] نحو کی ایک کتاب جو ازھر میں پڑھائی جاتی ہے۔

Marfat.com

کیا کہ ہم اس کی مخلوق میں غور کریں۔

میں دن بھر یہی سوچتا رہتا۔ جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو میں ستاروں کے حسن میں غور کرنے لگتا آسمان و زمین کے بارے میں سوچنے لگتا۔ میں گزرے ہوئے زمانوں اور ان کی وحشیانہ رسومات کا تصور کرتا پھر میں ان تمام چیزوں کے خالق کے بارے میں سوچتا اور اس بات کو شدت سے محسوس کرتا کہ میرے استاد اس امر کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں کہ عالم حادث ہے اور حادث کے لئے ایک محدث کا ہونا ضروری ہے۔ مگر اس کی حکمت و آیات کی طرف التفات نہیں کرتے حتیٰ کہ جب وہ کسی کتاب میں مسائل طبعیہ دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اس فضولیات سے کنارہ بہتر۔ لہٰذا میں حیران رہ جاتا۔ دین تقلید، یقین اور اپنے غور وفکر کے بارے میں مبہوت رہ جاتا۔ عجیب بات یہ کہ میں علماء سے یہ بھی سنتا تھا کہ ایمان بغیر عقل و برہان کے درست نہیں ہو سکتا اور صرف تسلیم و اتقان سے کام نہیں بنتا۔ اب اگر میں اپنی لغیات کی طرف دیکھتا تو اسے بجز سراپا تقلید پاتا اور اگر اپنی فطرت کی طرف رجوع کرتا تو دیکھتا کہ وہ یقین کی طرف دوڑتی ہے۔

جوھر-۲

تقابلِ مذاہب

جس چیز سے میری آتشِ شوق اور زیادہ بھڑک اٹھی اور جستجو کی آگ میرے دل میں اور زیادہ مشتعل ہو گئی یہ بات تھی کہ میں نے ایک دن قرعۂ عسکریہ کے قانون میں پڑھا کہ عیسائی مذہب میں ایک خدا ہے جس کی جستجو وہ عقل و خرد سے کرنا چاہتے ہیں، یہ بات پڑھ کر میرے دل پر بجلی سی گری میں نے دل میں کہا یہ لوگ بھی ہماری طرح خدا کی تلاش میں ہیں اور وہ ہماری طرح خدا کو جانتے ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سا گروہ حق پر ہے اور کون قرین صداقت ہے میں اسی طرح بحرِ فکر میں غوطے کھاتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن مجھے امام غزالی المتوفی اوائل چھٹی صدی ہجری کی سوانح حیات مل گئی تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے بھی میری طرح بحرِ فکر میں غوطے کھائے حتیٰ کہ راہِ ہدایت پالی، انہوں نے اپنی حیرت کا راز اور ہدایت کا سر واضح طور پر بیان کیا تھا تو میں معاملہ سے اچھی طرح آگاہ ہو گیا۔

Marfat.com

جوہر ۔ ۳

عالم اور صانع

میں عالم و صانع کے بارے میں غور و فکر کرتا رہا۔ میرے دل میں ایک آتشِ شوق تھی جو دن بدن بھڑکتی ہی جاتی تھی تاکہ میں وجود و معرفتِ صانع حاصل کروں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح میرا دل اس طلب سے باز آ جائے اور یہ جذبہ بجھ جائے مگر نہ دل مانا نہ عقل مانی بلکہ میں نے جس قدر ان دونوں کو ادھر سے پھیرنا چاہا وہ اسی قدر اور زیادہ طالبِ حقیقت بن گئے۔ اب میرے سامنے دو ہی باتیں تھیں ایک تو یہ کہ میں اس امر کو بالیقین جان لوں کہ یہ عالم ایک مضبوط قانون کے تحت چل رہا ہے۔ لہذا میں ایک ایسے صانع کا اقرار کر لوں جو مدبر، قادر اور علیم ہو اور دوسرے یہ کہ میں اس امر کا یقین کر لوں کہ یہ کیف ما اتفق پیدا ہو گیا ہے اور اس کا کوئی محکم نظام نہیں ہے لہذا میں ایک بار سے نفی مانند ... کی طرح کھڑا رہ جاؤں اور میں موجوداتِ عالیہ کے بارے میں بالکل مایوس ہو جاؤں

Marfat.com

جوہر۔ ۴

توحید

میں نے اس حقیقت کی تلاش علم کلام کے ذریعے کی تو میں نے اس فن میں ایسے دلائل پڑھے جو علم ہندسہ کی اشکال کے مشابہ ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ مقدمات کو ترتیب دے کر نتیجہ نکالتے ہیں، انہیں عالم اس کے نظام اور حکمت و عجائبات و نوادرات سے غرض نہیں ہوتی۔ وہ توحید مفروضے قائم کر کے وجودِ صانع پر دلائل لاتے ہیں۔ مثلاً ان کی ایک دلیل یہ ہے، عالم حادث ہے۔ اور ہر حادث کے لئے ایک محدث کا ہونا ضروری ہے۔ خدا ایک ہے اگر دو ہوتے تو نظام عالم میں دخل پڑ جاتا، وہ قادر ہے پھر وہ قدرت سے بحث کرتے ہیں کہ ذات باری سے زائد ہے یا اس کی عین ذات ہے وہ موجود ہے تو پھر وجود اس کا عین ہے یا غیر ہے، اس طرح بحث کرتے چلے جاتے ہیں، اسی لئے خاص خاص مسلمانوں کی عقلیں بھی عالم سے پھری ہوئی ہیں۔ وہ اس کے جمال، ترتیب اور نظام سے غافل ہیں۔ بلکہ صرف مذکورہ بالا قسم کی دلائل پر اکتفا کرتے ہیں۔ انہی پر قانع ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم جان گئے۔ انہیں اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ عالم کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم اللہ کو پہچان لیں اور یہ کہہ دیں کہ

یہ مخلوق ہے مگر اس کے اتقان و ابداع سے ہمیں بحث نہیں ہاں بسا اوقات یہ لوگ علم کے ابداع و اتقان کا اجمالی ذکر بھی کرتے ہیں مگر بالقصد اور بالتفصیل ذکر نہیں کرتے۔

جب میں نے علم کلام پڑھا میری طبیعت ایک طرح سے مطمئن ہوگئی مگر دل نہ مانا اور کھوج لگانے کے در پے رہا تو میں نے قرآن عزیز کی طرف رخ کیا۔ اگرچہ لوگ اسے صرف برکت کے لئے پڑھتے ہیں معنی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

جوہر - ۵

قرآن میں غور و فکر

قرآن پر گفتگو کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں مقصود کی وضاحت کے لئے بطور تمہید کچھ عرض کر دوں جب قرآن نازل ہوا تو اصل عرب بدوی ذہنیت رکھتے تھے، قرن اول میں وہ فتوحات میں مشغول رہے دولت امویہ کے بعد دولت عباسیہ آئی اور فتوحات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئیں، تو ان کی حرکت میں سکون پیدا ہو گیا۔ اب وہ پچھلے دنوں کی کھیتی کے پھل توڑنے لگے۔ انہوں نے یونانی کتابوں کی طرف ہاتھ بڑھایا ان کا ترجمہ کیا۔ علمائے ایران سے سلسلہ میں مدد لی یہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے یونانی کتابیں لیں اور ترجمہ میں اہل فارس سے مدد لی، لوگ فلسفہ سے شغف رکھنے لگے جیسا کہ اخوان الصفا میں لکھا ہے فلسفہ کوئی آسان چیز نہ تھی، لوگوں نے کتب فلسفہ کا لغوی ترجمہ کر دیا، معنوی ترجمہ نہ کر سکے لہذا بڑی دشواریاں پیدا ہو گئیں اور لوگ ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے، اہل علم گمراہ ہو گئے ان کے دوست ان کو ہدایت کی دعوت دیتے مگر وہ راہ ہدایت نہ دیکھ سکے، ابن سینا اور فارابی جیسے زعمائے فلاسفہ پیدا ہو گئے، اور ابن رشد و غزالی ایک دوسرے کے مد مقابل بن گئے، میدان بحث گرم ہو گیا، اور لوگ یہ سمجھنے لگے کہ دین اور فلسفہ ایک دوسرے کے خلاف ہیں، عام مسلمان ادیب اور فقیہ کہنے لگے فلسفہ کفر ہے اور دین کا مخالف ہے، اس دور میں عقائد اسلامیہ اور علوم

29673

تکوینیہ کا یہ حال تھا۔

امام شافعی، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، صاحبین، مالک اور ابن حنبل جیسے لوگوں نے فقہ کی تدوین کی تاکہ عبادات معاملات، حدود و جنایات اور میراث کے مسائل کی تحدید و تعیین ہو جائے لہذا امت میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک فریق فلسفہ کے درپے ہو گیا اور دوسرا فریق فقہ کا گرویدہ بن گیا۔ فلاسفہ نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ انہیں فلسفیانہ مسائل سے فرصت ہی نہ تھی۔ اور چونکہ فقہاء نے اپنے اسلاف فقیہوں کے استنباط پر اکتفاء کیا لہذا وہ اجتہاد سے محروم ہو گئے۔ وہ صرف اپنے شیوخ کی تحریروں کے گرد چکر لگانے لگے چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اس زمانے کے احکامات تمام تر اگلے زمانے کے اجتہاد پر مبنی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ عام اور خاص مسلمان پے در پے لڑائیوں اور سلاطین کے مظالم کی وجہ سے قرآن کو چھوڑ بیٹھے۔ انہوں نے فلاسفہ کے علوم تکوینیہ پر اکتفا کر لیا۔ اور فقہ میں اپنے شیوخ کی تحریرات کو کافی سمجھ لیا حتیٰ کہ جس زمانے میں میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ تو دیکھا کہ لوگ قرآن کو صرف تبرک کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور اس میں اجتہاد کرنا گناہ تصور کرتے ہیں۔ میں نے اکثر اپنے اساتذہ سے سنا کہ طالب علم کو تفسیر کا پڑھنا حرام ہے جب تک کہ وہ اس فن کو کسی استاد سے نہ پڑھے۔ اب رہے اساتذہ تو وہ مولات کی کتابوں سے باہر قدم نہیں رکھتے بلا امام شافعی اور امام مالک کی کتابیں ہمارے لئے قرآن کی مانند ہو گئی ہیں کہ ان کا سمجھنا بھی دشوار ہو گیا اور اس طرح ہر طبقہ دوسرے طبقے کی نسبت سے مائل انحطاط ہوتا چلا گیا۔

Marfat.com

پھر ایک اور تیسرا فرقہ پیدا ہو گیا، انہوں نے دیکھا کہ لوگ ان دونوں فرقوں کے درمیان مدہوش سے کھڑے ہیں گو وہ مدہوش نہ تھے، بلکہ بحث وجدل کا عذاب ان پر طاری تھا، لہذا انہوں نے حدیثیں گھڑلیں اور رسول اللہ کی طرف منسوب کر دیں جیسا کہ فضائل سورِ قرآن کے بارے میں امام سیوطی الاتقان میں لکھتے ہیں، کہ بعض ایسے لوگوں سے دریافت کیا گیا کہ تم نے ایسی حدیثیں کیوں وضع کی ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہم نے یہ حدیثیں اس لئے گھڑی ہیں تاکہ لوگوں کو ابو حنیفہ جیسے لوگوں اور ان کے فقہ کی طرف سے پھیر کر قرآن کی طرف مائل کر دیں، جو کچھ وہ چاہتے تھے ہو گیا اور لوگ قرآن کو صرف تبرک کے لئے پڑھنے لگے معانی سے انہوں نے منہ موڑ لیا ہمارے زمانے تک یہی حالت رہی۔

Marfat.com

جوہر۔ ۶

قرآن میں تدبر

اس تمہید کے بعد اگر میں آپ کو قرآن کی ایسی آیتیں سناؤں جو ہجرت، ترقی اور تمدن سے تعلق رکھتی ہیں، اور مسلمان ان سے غافل ہیں، تو آپ کو تعجب نہ ہونا چاہیئے

اس پر بھی آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک امریکی عالم نے ایک خراسانی عالم سے دین اسلامی کے بارے میں بحث کی اور پھر وہ اسلام کا قائل ہوگیا، تو اس نے اخبارات میں اسلام کی خوبیاں لکھنا شروع کیں تو وہاں کے اخبارات نے اس کی تردید میں کہا "یہ مذہب وحشی بے تہذیب لوگوں کا ہے، اگر وہ ایسا ہی اچھا مذہب ہوتا، جیساکہ تم کہتے ہو تو یہ لوگ ترقی یافتہ ہوتے اور ان میں تہذیب کے اثرات نمایاں ہوتے۔ یہ لوگ تو بے اخلاق، جاہل و جامد ہیں، ہم نے یہ تمام باتیں اس ہفتے عالم اسلامی کے ایک اخبار میں پڑھی ہیں،

جو کچھ میں نے بیان کیا اس کے بعد اہل مغرب کو تعجب نہ ہونا چاہیئے اگر وہ ہم میں کجی اور جہالت دیکھتے ہیں، کیونکہ حق تو واضح ہو چکا ہے جب پوری قوم کا یہ حال ہے تو میرا کیا حال ہوگا، کیونکہ میں ایک ایسی قوم میں ہوں جنہوں نے قرآنِ حکیم کے نکات کو لوگوں پر حرام کر دیا ہے، لہذا جب میں نے قرآن سے ہدایت چاہی تو اپنے سامنے ایک مضبوط

رکاوٹ دیکھی تو میرے دل میں وہم و جہالت کے شیطان بیدار ہو گئے۔ جو میری عقل کو نور قرآنی سے روشنی حاصل کرنے سے روک رہے تھے میں نے ان بندھنوں کو توڑ دیا اور حقائق کی طرف قدم بڑھایا۔

میں اپنے قارئین سے صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ میں نے ان بندھنوں کو آہستہ آہستہ توڑ دیا، میں نے غزالی کو پڑھا تو اسے بحر بیکراں پایا، میں نے دیکھا کہ وہ شریعت و توحید کا جامع اور مصالح دنیوی و اخروی کا جامع ہے،

سب سے پہلے مجھے قرآن کے پڑھنے کے سلسلہ میں جو چیز نظر پڑی وہ یہ حدیث تھی کہ ایک گھڑی غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔ آج رات مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے اس شخص پر افسوس ہے جو اسے پڑھے اور غور نہ کرے افسوس ہے افسوس ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ان فی خلق السموٰت	آسمان و زمین کی پیدائش رات
والارض واختلاف اللیل	اور دن کے آنے جانے اور سمندر میں
والنهار والفلک التی تجری	چلنے والی کشتیوں میں جو مال تجارت
فی البحر بما ینفع الناس	لے کر چلتی ہیں، اور آسمانی بارش میں
وما انزل اللہ من السماء	جس نے زمین کو اس کے مرنے کے بعد
من ماء فاحیا به الارض	زندہ کیا اور زمین پر ہر قسم کے جانور
بعد موتها وبث فیها	پیدا کئے، ہواؤں کے چلنے اور بادلوں
من کل دابة وتصریف الریاح	کے زمین و آسمان کے درمیان
والسحاب المسخر بین	ہونے میں اہل عقل کے لئے

Marfat.com

السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔ — نشانیاں ہیں۔

میں نے اس آیت کو پڑھا اور اپنی عقل پر پیش کیا پھر میں آسمان، زمین، بادل، پانی، ہوا کے بارے میں غور کرنے لگا۔ قول و عمل میں موازنہ کرنے لگا اور ان عجائبات میں تفکر کرنے لگا۔ میں کہنے لگا۔ لوگ جیتے ہیں اور مر جاتے ہیں مگر ان حقائق پر غور نہیں کرتے۔ پھر میں اور اس قسم کی آیتوں پر غور کرتے لگا، تو میں نے دیکھا کہ اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں :-

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض	آپ کہہ دیجئے دیکھو زمین و آسمان میں کیا کچھ ہے۔

نیز فرماتے ہیں :-

او لم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض وما خلق اللہ من شیئٍ و ان عسی ان یکون قد اقترب اجلھم فبای حدیث بعدہ یؤمنون	کیا انہوں نے زمین و آسمان کے نظام میں غور نہیں کیا اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا اور قریب ہے کہ موت آ جائے تو اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

نیز فرماتے ہیں :-

ان فی السموٰت والارض لآیات للمومنین و فی خلقکم وما بث من	بے شک زمین و آسمان میں مومنوں کے لئے نشانیاں ہیں اور تمہاری پیدائش میں اور

Marfat.com

دابة آیات لقوم یوقنون واختلاف اللیل والنهار وما انزل الله من السماء من رزق فاحیابه الارض بعد موتها وتصریف الریاح آیات لقوم یعقلون تلک آیات الله نتلوها علیک بالحق فبای حدیث بعد الله وآیاته یؤمنون

جانوروں کی پیدائش میں یقین والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ رات اور دن کے آنے جانے آسمان سے رزق اترنے، پھر زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندگی بخشنے ہواؤں کے چلنے میں اہل عقل کے لئے نشانیاں ہیں یہ اللہ کی نشانیاں ہیں ہم آپ کو حق باتیں سناتے ہیں۔ اب اللہ اور اس کی نشانیوں کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے

میں ان آیات کو پڑھتا، ان کے معانی پر غور کرتا، کھیتوں، گھاس پھونس، درختوں پھلوں اور حیوانات کا مطالعہ کرتا۔

جوھر - ۷

شوقِ علم

جب میں نے یہ آیتیں پڑھیں اور انہیں عقل پر پیش کیا اور کائنات میں غور و فکر شروع کی تو شروع شروع بہت خوش ہوا پھر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ ایک منظم اقدار کے ماتحت ہیں مستدیر اشکال بیضاوی شکلوں اور ایک خاص مقدار والے پھلوں، ان کے مزوں، خوشبوؤں اور رنگوں کو دیکھتا تو مجھے پتہ نہ چلتا کہ کن اسباب کے ماتحت ایسا ہوا ہے ان کے وزن، شکلیں اور رنگ کیوں مختلف ہیں، علم، حکمت، طبعیت، فلسفہ، علم کیمیا، علم حیوان، انسان، تشریح النفس، ریاضی علم جبر و فلکیات، کی طرف میرا شوق بڑھتا ہیں از ہر شریعت میں قدیم فلسفہ پڑھنے لگا میں نے یونان والوں کے علم فلک، طبعیات، علم اراضی، معدنیات، نباتات، حیوانات، انسانیات معرفت خدا، صفات خداوندی اور یوم آخرت کے بارے میں پڑھا، میں نے دیکھا کہ وہ کہتے ہیں، تمام عالم کا سمجھنا انسان پر فرض ہے تاکہ انسان علیم و حکیم بن سکے، مگر میں نے ان مباحث کو تشنہ پایا، تو ایک اور سرچشمہ کی طرف رجوع کیا، خدا کی قدرت کہ میں دارالعلوم میں پڑھنے لگا، تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اس کے سوا عالم میں کوئی فلسفہ نہیں، اور جو کچھ ہم نے طبعیت و فطرت کے

Marfat.com

بارے میں پڑھا ہے وہی سب کچھ ہے۔ جیسا کہ ہمارے شیوخ نے ہمیں بتایا تھا میرا بھی یہی خیال تھا۔ کہ ہم تمام دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں، اور ہمارے سوا کوئی کچھ نہیں جانتا، جب میں دارالعلوم میں داخل ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی علم طبعیت و کیمیا کی تعلیم دیتے ہیں۔ تو میں اس کا طالب ہو گیا۔ حساب، ہندسہ، جبر و مقابلہ، اور فلکیات پڑھنے لگا۔ میں خیال کرتا تھا کہ میرا مذہب مجھ سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ میں ان علوم کو پڑھوں کیونکہ میں نے قرآن میں کوئی سات سو آیتیں اس قسم کی پڑھی تھیں لہذا میرے دماغ میں یہ بات راسخ ہو گئی۔ کہ جو شخص ان علوم کو حاصل کر سکتا ہے اس پر ان کی تحصیل فرض ہے، اور جو شخص حکمت پر اطلاع پا کر اس سے اعراض کرے اس کا برا انجام ہے۔

Marfat.com

جوہر ۔ ۸

کیا عالم منظم ہے؟

میں حقیقتِ عالم کے جاننے کے لئے اپنے نفس میں ایک شوق پاتا تھا۔ شروع شروع تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس کا کوئی مخصوص نظام نہیں۔ یونہی بے ترتیب ہے۔ میں صانع عالم کی حقیقت اور اس کے قائم کردہ نظام کے جاننے سے مایوس ہو چکا تھا۔ بسا اوقات میں کہا کرتا اگر میں یہ بات جان لوں کہ عالم منظم ہے اور مجھے اس کا یقین ہو جائے تو مجھے اس کی صانع کی رضا حاصل کرنی چاہیئے۔ اور مرتے دم تک اس کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔ اگر مجھے روشنی نہ ملی تو زندگی باعث خسران ہو جائے گی۔

میں بسا اوقات کھیتوں کی طرف چلا جاتا، وہاں پرندوں کو گاتے سنتا، پھولوں کو جھومتے دیکھتا پھولوں کو مسکراتے پاتا، عاشقانِ حقیقت کو غرقِ جستجو پاتا، بجلی کو زبانِ حال سے بولتا سنتا کہ وہ جمال و کمال کا بیان کرتی اور رعد علم کے لشکروں کو چمکا کر لاتا اور جہالت کے لشکروں کو شکست دیتا، گرج گرج کر بجھے ہوئے دلوں کو جگاتا، اور جاہلوں کو آیاتِ عبرت سناتا، قسم قسم کی نکتیں انہیں دکھاتا تاکہ ان کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرے اور انہیں دو فریقوں میں تقسیم کردے ایک فریق سعادت علم و نعیم سے بہرہ ور ہو اور دوسرا

Marfat.com

جہالت و جحیم کا شکار ہو۔

یہ محاسن و بدائع صرف صاف فطرت والوں ہی کے لئے روشن ہو سکتے ہیں ان نفوس کے لئے جو حکمت کے لئے مستعد ہیں اور پاکیزہ ہیں جنہوں نے حکمت کے نقوش اور جمال کی صورتوں کو اپنے اندر نقش کر لیا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ہوا کا جھونکا یا کسی شاخ کا ہلنا بے معنیٰ نہیں حکمت مصادرِ عالیہ سے ایسے معانی ان نفوس کی طرف بھیجتی ہے اور انہیں ایسے اسرار کا ادراک کراتی ہے۔ جن سے غافلوں کے نفوس بے بہرہ ہوتے ہیں، جب ایک دانا ان کلمات کو سنتا ہے تو اس کا نفس اس عالم کے اسرار کے جاننے کا اس سے مطالبہ کرتا ہے آیا یہ منظم ہے یا غیر منظم؟ آیا ہم یونہی زندگی گزار رہے ہیں یا یہاں کوئی مخصوص نظام ہے؟ یہ وہ حقائق ہیں جن کی وجہ سے گردنیں ماری گئیں اور بہت سے لوگ گم راہ ہوگئے۔ جو نحو، فقہ اور ادب عربی وغیرہ کے بڑے ماہر تھے ہمارا وجدان ہی ان حقائق کا طالب نہیں ہے۔ بلکہ قرآن حکیم بھی ان کا مطالبہ کرتا ہے۔

وان من شیئٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہٗ الا بقدرٍ معلوم۔

ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم انہیں ایک مقدار معلوم کے ساتھ اتارتے ہیں۔

والارض مددناھا و القینا فیھا رواسی و انبتنا فیھا من کل شیئٍ موزون

ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ بنائے۔ اور موزوں چیز اگائی۔

وكل شيئ عنده بمقدار عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال .	ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازے سے ہے ، عالم غیب شہادت ہے بہت بلند و بالا ہے ۔
والسماء رفعها ووضع الميزان الا تطغوا في الميزان واقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان	آسمان کو بلند کیا اور ترازو قایم کی ترازو میں کمی زیادتی نہ کرو انصاف سے تولو ، ترازو کو نہ جھکاؤ ۔

میزان نظام عالم کا نام ہے کہ اس میں کمی زیادتی کو راہ نہیں ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترازو میں کمی زیادتی نہ کرو تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے اعمال و معاملات میں اس کا لحاظ رکھیں جب کسی کو کچھ تول کر دیں تو کمی نہ کریں ، جس طرح عالم کا نظام ہے اس کے مطابق چلیں اور اس کے بندوں کے ساتھ انصاف کریں ۔

ان الله سريع الحساب وهو اسرع الحاسبين	اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ وہ بہت جلد تیزی سے حساب لینے والا ہے ۔
وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض	اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں وہی جانتا ہے وہ جانتا ہے جو کچھ بحر و بر میں ہے ، جو پتی گرتا ہے وہ جانتا ہے زمین کی تاریکیوں میں جو بھی دانا ہے ، تر اور خشک

Marfat.com

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین

سب واضح کتاب میں درج ہے۔

علم بر و بحر، علم ماتحت الثریٰ، علم رطب و یابس اور اس کے ایک کتاب میں درج کرنے کا یہی مطلب ہے کہ یہاں ایک خاص وضع ترتیب، نظام و ضبط اور سبب و مسببات کا سلسلہ ہے ورنہ نظام عالم بے ترتیب ہوتا، دیکھو اس کا علم ہی صحیح علم ہے۔

انا کل شئ خلقناہ بقدر وما امرنا الا واحدۃ کلمح البصر۔

ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ ہمارا حکم ایک پل جھپکتے ہوتا ہے۔

تقدیر و اندازہ کا یہ مطلب ہے کہ اشیاء کی ایک محدود معین مقدار ہے۔ ان کے اوضاع و اطوار معلوم اور ان کے احوال مرتب ہیں، پھر فرماتے ہیں ہمارا حکم پل جھپکتے ہوتا ہے۔ جیسے آسمانی بجلی، احوال قلوب اور امور غیبیہ ہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی سب کے سب اور امور کی طرح منظم و مرتب ہیں۔

لترکبن طبقا عن طبق فمالھم لا یؤمنون۔

تم طبقہ بہ طبقہ سوار ہو گے تو وہ کیوں نہیں ایمان لاتے۔

یعنی احوال عالم مرتب ہیں، اور ان کے درجات ہیں غیر منظم نہیں ہیں

والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون و من خفت موازینہ

اس دن سچائی کے ساتھ وزن کیا جائے گا جس کا پلہ بھاری ہوا وہ فلاح پا گیا۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوا

Marfat.com

فاولئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خالدون۔ وہ ٹوٹے میں مبتلا ہوا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قیامت کے دن سچائی کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو کیا سچائی کے ساتھ وزن کرنا بغیر میزان عدل کے ممکن ہے جس میں اعمال دینوی تولے جائیں گے۔

Marfat.com

جوہر-۹

نظامِ عالم

جب کبھی میں اس قسم کی آیتیں سنتا تو میرا شوق اور تیز ہو جاتا۔ میں کہا کرتا کوئی ہے جو مجھے اس نظام سے آگاہ کر دے، کوئی ہے جو مجھے بتا دے کہ ہر شئے کا ایک اندازہ کیسے ہے۔ میرا دل کیسے اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور کیسے اس حقیقت تک رسائی پا سکتا ہے۔
میں تمنا کرتا کاش میں ایک ایسے تہ خانے میں ہوتا جس کی کسی کو بھی پرواہ نہ ہوتی، مگر ان حقائق تک پہنچ سکتا اور اپنی آرزو کو پالیتا۔
میں سمندروں، نہروں اور دریاؤں کے کنارے گھومتا پھرتا۔ پتھروں کو دیکھتا، حیوانات کا مطالعہ کرتا۔ ان کے مضبوط نظام کو دیکھتا تاکہ اس محکم نظام کا کچھ پتہ چلا سکوں، کبھی میں چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے خطوط و الوان کو دیکھتا تو مجھے ان سے حکمت کی بو آتی، پھر میرا اشتیاق بڑا تیز ہو گیا، اور میں جھاڑیوں اور نباتات کو دیکھنے لگا، پھر میں نے پرندوں کا معائنہ کیا، کہ ان کے پر ان کے جسم سے ایک مناسبت رکھتے ہیں آگے سے کیسے لطیف ہیں ان کے رنگ کتنے مناسب اور حسین ہیں۔
اس زمانے میں مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ میں ایک عجیب و غریب عالم میں ہوں، پھر جس قدر علم مجھے حاصل ہوتا دنیا ایک عجیب غرابت و ندرت والی معلوم ہوتی، میں تمام علوم کا عاشق بن گیا پھر میں علم ریاضی

کی طرف جھکا اور اسرار فطرت کی طرف مائل ہو گیا۔

میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا جب میری ایک دوست سے نہر ابو الا خضر کے کنارے ملاقات ہوئی۔ اس نہر کے کنارے ایک باغ تھا جو ہمارے گاؤں کے پاس تھا۔ ہوا چل رہی تھی اور میں ایک دوست کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ میں اپنے شدت اشتیاق اور ضمیر کی آواز کا اظہار کر رہا تھا۔ میں اس سے کہہ رہا تھا یہ پتے میرے سامنے عناصر کی کہانی سنا رہے ہیں میں ان کی غذائی حالت کا معائنہ کر رہا ہوں اس سلسلہ میں میرا اشتیاق اب اس قدر بڑھ گیا ہے کہ میں اسی سال دارالعلوم میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم دونوں دارالعلوم میں داخل ہو گئے۔ اور علوم طبعیہ پڑھنے لگے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک سال جب کہ ہم اپنے گاؤں کی طرف لوٹے تو میں غزالی کی احیاء العلوم پڑھنے لگا۔ تو میں نے دیکھا کہ میں نے جو کچھ علوم طبعیہ کے بارے میں اس سال پڑھا تھا غزالی نے شکر کے عنوان کے تحت اس سب کو جمع کر دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ غزالی نے شہد کی مکھیوں اور ان کے گھر کے بارے میں بحث کی تو وہ کہتا ہے کہ "ان کے گھر کے خانے ان کے جسم کے مناسب ہوتے ہیں اور ان کے درمیانی خانے جو ہشت پہلو یا ہشت پہلو ہوتے ہیں۔ ایک خاص نسبت رکھتے ہیں شش پہلو خانے تو بڑے ہی متوازن ہوتے ہیں"

ہم نے یہ سب کچھ اسی طرح اپنے استاد سے پڑھا تھا۔ ہمارے مرحوم استاد فرانسیسی زبان جانتے تھے جب میں مدرسہ گیا تو میں نے استاد سے کہا آپ نے یہ بیان فرانسیسی زبان سے دیا ہو گا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا شاید ان لوگوں نے یہ مسائل اہل عرب سے لئے ہیں پھر میں

Marfat.com

نے احیاء العلوم کے مطالعہ کا واقعہ بیان کیا تو وہ کہنے لگے ایسا ہو سکتا ہے، پھر کیا تھا، یہ بات میرے دل میں راسخ ہو گئی۔ کہ ان علوم سے ناآشنا رہنا غلطی ہے کیونکہ ہمارا مذہب نماز اور ظاہری عبادات سے زیادہ ان کی ترغیب دیتا ہے۔

غزالی نے شہد کی مکھیوں کے ساتھ مکڑی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مکڑی عجیب غریب ہندسی اشکال بناتی ہے لہذا مجھے علم ہندسہ کا شوق پیدا ہو گیا۔ تاکہ اس دقیق نظام کو پہچان سکوں، غزالی نے اپنی کتاب کا نام احیاء العلوم الدین رکھا ہے۔ اور اس طرح ان تمام علوم کو اسلامی علوم قرار دیا گیا ہے، علمائے سلف کے بارے میں غزالی نے لکھا ہے کہ وہ چھلکوں سے یہ شغل کرتے تھے مغز سے انہیں سروکار نہ تھا، اس بات نے مجھے اور مہمیز لگا دی،

یونانی فلسفہ جو امور عامہ سے بحث کرتا ہے یا تقلیدی مذہب مجھے کیسے قانع کر سکتا تھا۔ کہ میں بس اس بات پر قناعت کرتا کہ عالم منظم ہے جب کہ میرا مذہب اور میرا ضمیر مجھ سے تحقیق کا مطالبہ کر رہے تھے میں نے بسا اوقات مکڑی کے جالے کا معائنہ کیا تو دیکھا کہ اس کی ساخت عجیب غریب ہے اور وہ ہندسی اشکال پہ بنا گیا ہے میں اسی پر قانع ہو جاتا۔ کہ ایک دن میں نے ایک نوجوان کے پاس انگریزی کی ایک کتاب دیکھی، جس کے شروع میں مکڑی کے جالے کی تصویر تھی، اس کتاب کا نام رائل ریڈر تھا، میں اس زمانے میں انگریزی سے حرف آشنا تھا۔ میں نے کتاب لے کر اس تصویر کو بغور دیکھا۔ اور اس نوجوان سے کہا، مجھے اس کا ترجمہ سناؤ۔ اس نے ترجمہ کیا تو میں حیران رہ گیا، مجھے اہل مشرق

Marfat.com

کی جہالت اور اہل مغرب کے علم پر تعجب ہوا۔ میں نے کہا کتاب کے بقیہ ابواب کا بھی کچھ حصہ سناؤ۔ اس نے جستہ جستہ سنایا تو مجھے کتاب کے مطالب سے کچھ آگہی ہوگئی۔ اور میرے تعجب میں اور اضافہ ہوگیا۔ میں نے دل میں کہا۔ ہماری کتاب کے طرز پر انگریز تعلیم حاصل کر رہے ہیں مگر ہم بالکل جاہل ہیں۔ قرآن ہمیں تمام اشیاء کے بارے میں غور کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور غزالی جیسا بڑا صاحب علم و نظر بھی کہتا ہے کہ اسلام اس سے بہت بلند ہے۔ جسے لوگ سمجھتے ہیں۔ میں نے سوچا ایک شکل کو جسے ایک حیوان بناتا ہے میں انگریزی کتاب سے سمجھ سکا ہوں تو کیوں نہ انگریزی پڑھوں تاکہ انگریزوں کے افکار و آراء سے واقفیت پیدا کر کے علوم قرآنی پر منطبق کر دوں۔

ایک دن میں ایک انگریز مدرس سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک درسی کتاب تھی۔ جس میں سیاہ و سپید خطوط کچھ ٹیڑھے اور کچھ سیدھے بنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا یہ شہاب ثاقب کے ٹوٹنے کی شکلیں ہیں۔ میں نے دریافت کیا کیا آپ لڑکوں کو اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں والدین بچوں کو کھیتوں اور باغوں وغیرہ میں لے جا کر پھول وغیرہ اور ان کی اشکال و الوان کا مطالعہ کراتے ہیں اور ان کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تو ہماری دینی تعلیم ہے۔ تو وہ ماننے سے انکار کرنے لگا۔ وہ کچھ عربی جانتا تھا۔ میں نے کہا آپ کیوں تعجب کرتے ہیں۔ سنئے اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے پوچھئے۔

الم تر ان اللہ انزل من	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ

Marfat.com

السماء ماءً فاخرجنا به ثمرات مختلفاً الوانها ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود ومن الناس والدوآب والانعام مختلف الوانه کذلک انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ ان اللہ عزیز غفور۔

نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کر ڈالے اور پہاڑ کالے سرخ اور سفید مختلف رنگ کے ٹیلوں والے اور انسان حیوان، چوپائے مختلف رنگوں والے۔ ہاں اسی طرح، اللہ سے علما ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

پھر میں نے کہا اللہ اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ جو کوئی ان عجائبات کا مطالعہ کرے، پھلوں رنگوں پہاڑوں اور ان کے اشکال و خطوط کو دیکھے نباتات حیوانات اور انسانوں کے عجائبات کا مشاہدہ کرے۔ وہی عالم ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور یہی لوگ خاصانِ خدا ہیں باقی تو جاہل عوام ہیں بتائیے یہ بات بغیر ان علوم کے جانے کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ تو وہ کہنے لگا، پھر تم لوگوں نے یہ روش کیوں نہ اختیار کی؛ میں نے کہا ہمارے علوم امت کے ضعف کی وجہ سے مردہ ہو گئے۔ اور اب وہ نوجوان ہو کر لوٹے ہیں۔ وہ کہنے لگا تب تو ہم مسلمان ہیں نہ کہ تم، وہ شخص میرے ساتھ نہایت سچائی سے گفتگو کرنے کا عادی تھا، کیونکہ اسے میرے اوپر پورا بھروسہ تھا جب میں نے اس سے یہ بات سنی تو میں خاموش ہو گیا، اور میری حیرت میں اور اضافہ ہو گیا، پھر کیا تھا میں کتابیں لکھنے لگا اور مقالات شائع کرانے لگا۔ جب سے میرا یہی

طریقہ کار ہے۔

پھر ایک دن اس انگریز نے میرے سامنے ایک حدیث پیش کی، علو الہمۃ من الایمان اور اس کی تشریح چاہی، میں نے کہا آپ ہی تشریح کیجیے، وہ کہنے لگا بلند ہمتی اسلام ہے۔ میں نے کہا اکثر علما نے یہی تشریح کی ہے، اس نے کہا اس کے علاوہ بھی کوئی حدیث ہے میں نے کہا ہاں ایمان تصدیق کا نام ہے اور کسی چیز کی تصدیق بغیر اچھی طرح جانے نہیں ہو سکتی۔ دیکھیے جو شخص تجارت کو جانتا ہے، وہ اس کا مشتاق ہو جاتا ہے، اور اس کی ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نور بافی، زراعت، سیاست اور دین کا حال ہے، کہ جو کوئی ان میں سے کسی کی حقیقت کو جان لیتا ہے، اس کی ہمت بلند ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے اثرات کو پا لیتا ہے لہذا پہلا درجہ معرفت کا ہے اور دوسرا عمل کا۔ وہ کہنے لگا، یہ تو عجیب غریب حقیقت ہے مگر تم نے یہ بات کہاں سے جانی! میں نے کہا دولت عباسیہ کے زمانۂ شباب کی کتابوں سے، جبکہ ہماری حکومت تمہاری حکومت کی طرح جوان تھی، اور ہمارا علم تمہارے علم کی طرح جوان تھا اس نے دریافت کیا کیا اس شہر میں کوئی اس کا ماننے والا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں، مگر بہت کم، وہ کہنے لگا عجیب بات ہے تمہارے نبی نے یہ دیکھا کہ اہل عرب بکریاں چراتے ہیں، تو ان کی عقلوں کو غور و فکر کی طرف ملتفت کر دیا۔ پھر اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا گویا تمہارا نبی کہتا تھا دماغ دماغ، عقل، عقل، پھر عمل، تو انہوں نے پہلے سمجھ بوجھ اور پھر عمل کی ترغیب دی اور اس طرح انہیں بیدار کر دیا۔

Marfat.com

جوہر۔ ۱۰

انگریزی کتابیں

میں نے سوچا کہ مجھے انگریزوں کی کتابیں پڑھ کر ان کے افکار و آراء معلوم کرنے چاہئیں تاکہ میں مشرق و مغرب کے افکار سے اچھی طرح مستفید ہو کر دین اسلام پر غور کر دوں،

میں جس زمانے میں جامع الازھر میں پڑھتا تھا مجھے ایک سانحہ پیش آیا، میری یہ عادت تھی کہ چھٹیوں کے زمانے میں اپنے گاؤں آتا اور کائنات کا مطالعہ کیا کرتا، ایک دن شام کے وقت میں ریل کے ایک پل پر کھڑا ہوا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا میں الازھر میں پڑھتا ہوں اور کائنات کے مطالعہ میں مصروف ہوں اور یہ راہ آہن اور ریل یورپ والوں نے بنائی ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ اس کائنات کے بارے میں کیا کہتے ہیں، شاید ان کے پاس کوئی نئی چیز مل جائے ایک مدت تک مجھے یہی خیال دامن گیر رہا، اب میں کہتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کی کتابیں پڑھ لی ہیں، میں نے انگریزی سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جانے والی کتابیں پڑھ لی ہیں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ لوگ اس کائنات کو سمجھنا چاہتے ہیں، یہی بات اسلامی تعلیمات میں مطلوب ہے، بشرطیکہ یاد الٰہی اس کے ساتھ ہو۔

جب میں نے علامہ جان لیک المعروف لارڈ افبری کی کتابیں پڑھیں

Marfat.com

تو مجھے میرا مقصود مل گیا، میں نے ان کی کتابیں بڑی محنت سے پڑھیں، جب بھی میں کوئی باب یا کوئی کتاب پڑھتا تو عجیب و غریب باتیں پاتا۔ کاش مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ میری طرح ایک قوم کائنات کے سمجھنے کے درپے ہے، میں نے کھیتوں، باغوں، پھولوں، نہروں سب کو چھان مارا اور ہر عجیب غریب چیز کا مطالعہ کیا، تو ان سب کی تشریح انگریزی کتابوں میں دیکھی، جب میں نے ان کی کتاب زندگی کی مسرتیں پڑھی تو پہلی فصل میں لکھا تھا، علمائے مذہب نے ہمیں بہت کم ان چیزوں کی طرف متوجہ کیا ہے جنہیں ہم دیکھتے اور جنہیں اپنے کانوں سے سنتے ہیں، ہم نشانیاں دیکھتے ہیں اور غفلت سے گزر جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ وہ ہمیں بیدار کرتے ہیں اور ہماری عقلوں کو جھنجھوڑتے ہیں مگر کھانے پینے، پہننے وغیرہ کے مسائل کی طرف متوجہ کرتے ہیں، جن میں ہمارے شریک چھوٹے چھوٹے حشرات الارض اور حیوانات بھی ہیں انہوں نے ہمارے شعور کو اس حد تک بیدار کرنا نہیں چاہا کہ ہم اپنے ماحول کے حسن و جمال سے لطف اندوز ہو سکیں اور کھیتوں باغوں وغیرہ کے نوادرات حسن کو دیکھ سکیں۔ حالانکہ اس جمال و جلال کا اندازہ انسان ہی لگا سکتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ وہ خدا کی رحمت و لطف کا اندازہ لگا کر اس کا دل سے گرویدہ بن سکتا ہے۔

وہ ہمیں عبادت کا حکم تو دیتے ہیں مگر بند حجروں میں، وہ ہمیں کھیتوں اور مناظر قدرت کی صنعت و حرفت کی طرف مائل نہیں کرتے البتہ انہوں نے ہمیں صرف نفس کے عیبوں پر مطلع کیا ہے۔

جب میں نے یہ باتیں پڑھیں تو کہنے لگا کوئی ہے جو مصنف کو بتائے

Marfat.com

کہ قرآن یہی کہتا ہے۔

اولم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض وما خلق اللہ من شیئٍ وان عسیٰ ان یکون قد اقترب اجلھم فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔

کیا انہوں نے زمین و آسمان کے نظام میں غور نہیں کیا۔ کہ اللہ نے کیا کچھ پیدا کیا ہے، ہو سکتا ہے ان کی موت قریب ہو تو اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

یہ آیت انسان کو علوم سماوات وارض میں غور و فکر کرنا سکھاتی ہے جس کو ملکوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انہیں موت سے ڈرایا گیا ہے۔ کہ کہیں تمہارا وجود ہی نہ مٹ جائے، گویا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ان چیزوں کو نہیں سمجھتے ان کی زندگی موت کے مشابہ ہے اور کوتاہ ہے، کیونکہ بغیر علوم کے زندگی کی کوئی ساکھ نہیں لہذا بربادی طاری ہوگی اور جب مادہ ہوگا۔ اور علم نہ ہوگا، تو انسان جہلاء کی طرح زندگی گذارے گا۔ نہ انہیں زندگی کی قدر ہوگی نہ ان کی عقول بارآور ہوں گی، لہذا ان کی زندگی گویا ایک دن کی ہے۔ کیونکہ عالم کی ایک دن کی زندگی جاہل کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے، قومیں افراد کی مانند ہیں، اگر قوم علوم قرآنی نہ پڑھے گی اور کائنات میں غور نہ کرے گی۔ تو اس کی بری حالت ہو جائے گی، وہ گمراہ ہو جائیں گے ان کی عمریں کوتاہ ہو جائیں گی۔ ان کے نفوس بجھ جائیں گے، اور ان کا انجام برا ہوگا۔ یہ ہے آیت کا مفہوم و مقصود، وہ انگریز کہنے لگا۔ اس سے سچی اور بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ اس پر ایمان لانا چاہیئے

اور اس کی تصدیق کرنی چاہیئے۔

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض -	دیکھو آسمانوں اور زمینوں میں کیا ہے۔
وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون وفی السماء رزقکم وما توعدون -	زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور تمہارے نفوس میں بھی کیا دیکھتے نہیں ہو اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو۔
وکاین من آیۃ فی السموٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون	آسمانوں اور زمینوں میں کتنی نشانیاں ہیں جن سے وہ منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور آیتیں اور حاشیں ہیں۔ جب یہ سطریں لکھ رہا ہوں مجھے تعجب ہے اہل مشرق و مغرب پر اور اہل یورپ پر کہ وہ کیسے اس دین سے غافل رہے جو ان کی عقول و مشرب کے مطابق ہے یہ ایک ایسا مذہب ہے کہ جس نے بھی اسے پڑھا علوم و معارف کا انبار دیکھا جیسا کہ میں عنقریب اسے واضح طور پر آگے چل کر بیان کروں گا^ل^ اور یہ بیان

ل میں نے ان علوم کا خلاصہ کتاب الجواہر فی تفسیر القرآن میں کر دیا ہے جس کو میں نے اس کتاب کے سترہ سال بعد تالیف کی اور کوئی دس سال خرچ کئے اب اس کے ۲۴ جز شائع ہو چکے ہیں جس میں سینکڑوں تصویریں بھی ہیں۔ یہ کتاب

کروں گا، کہ اسلام نے کس قدر تحصیل علوم اور مکارم اخلاق پر زور دیا ہے۔ اور اس کے تمام قصص و مواعیظ کا مرجع یہی دو باتیں ہیں، یہی حال عبادات کا ہے، (آگے تفصیل آتی ہے)

مجھے تعجب ہے کہ اہل مشرق کیسے غافل سا ہے اور اہل مغرب نے کیوں کفر اختیار کیا۔

میں جس زمانے میں جان بیک کی کتاب پڑھ رہا تھا، ساتھ ساتھ اپنی پسند کی چیزیں نوٹ کرتا جاتا تھا، میں نے ان کی کتاب کا خلاصہ الزھرۃ کے نام سے شائع کیا تھا، اس کتابچہ میں کچھ ان کے جملے اور کچھ غزالی کے کلمات لکھکر ایک خط کی صورت میں انہیں بھیجے تھے، جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"سلام قبول ہو ایک مشرقی کی جانب سے جو ایک مغربی عالم کا شیدا ہے، مجھے اور آپ کو حقیقت کی تلاش، جمال کی جستجو اور حکمت و فلسفہ کے رابطے نے یکجا کر دیا ہے، میں یہ سطور لکھ رہا ہوں اور اپنے دماغ میں جمالِ ماضی و حسن مستقبل کو سمیٹے ہوئے ہوں اول الذکر سے میری مراد عربی حکمت یورپین افکار اور کتب فلاسفۂ اسلام ہیں جیسے ابن رشد، غزالی، ابن سینا، اور فارابی کی کتابیں، اور مؤخر الذکر سے مراد آپ کی بعض کتابوں کی دستیابی ہے جسے جمالِ طبیعت اور زندگی کی مسرتیں، مجھے مشرق و مغرب کے اس تطابق پر تعجب ہے اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے، کہ جو چیز مجھ میں لڑکپن سے تھی کہ کائنات اور اس کے جمال

---

۲۵ جلدوں میں شائع ہوگی۔

میں غور و فکر کر دوں، وہ آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے، میں نے انگریزی آپ ہی کی کتابوں کے سمجھنے کے لئے پڑھی تھی۔ عجیب بات ہے کہ میں آپ کا گرویدہ ہوں اور میرے ملک والے میری تحریروں کے گرویدہ ہیں اس سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں مشرق و مغرب کے درمیان وسیط بننے کا شرف حاصل کر سکوں گا۔ اور دونوں کے ڈانڈے ایک دوسرے سے ملا دونگا۔ اور ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے ذخیروں سے مطلع کر دوں گا مجھے امید ہے کہ میں اس کام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دوں گا تاکہ ایک مشرقی کو مغربی کا پہچاننا اور ایک مغربی کو مشرقی کا پہچاننا آسان ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا نفس جمال و جلال سے بھرپور ہو چکا ہے اور مجھ سے مطالبہ کر رہا ہے کہ میں اہلِ مشرق کے لئے وہ چیزیں لکھوں جنہیں میں پسند کرتا ہوں،

میں دیکھ رہا تھا کہ اسلامی ممالک کے بہت سے لوگ اس قسم کی تحریروں کے منتظر ہیں، جب مجھے آپ کی چند ایک تحریرات کا اچھی طرح علم ہو گیا تو میں نے دوات قلم سنبھالا اور چند ایک اچھے اچھے لطیفے آپ کی کتاب جمالِ طبیعت سے نقل کئے پھر قرونِ اولیٰ کے بعض مسلمان علماء کے اقوال سے ان کا مقابلہ کیا، اور پھر اپنی کتاب مقدس کی آیات درج کیں، مجھے بڑا تعجب ہوا کہ مجھے ایسا احساس کیوں ہوا، پھر ان باتوں کو میں نے عربی کتابوں میں پڑھا اور پھر قرآن سے دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ بعینہٖ یہی آپ کی راہ ہے، میرے ملک کے اکثر باشندے اس سے غافل ہیں، لہٰذا میں یہ چیزیں اپنے ملک میں نشر کر رہا ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، تعارف کے سلسلہ میں جنبانی کرتا ہوں، امید ہے کہ آپ کی آراء سے استفادہ کر سکوں گا، تاکہ اپنے ملک کے لوگوں کو وہ چیزیں دکھا

سکوں جوان کے آباؤ اجداد کا ورثہ ہے، اور آپ کے تبرکات ہیں"۔

موصوف نے میری گزارش کو قبول کیا اور شکریہ کا خط لکھا اپنی کتاب
جمال الطبیعۃ مجھے ہدیہ دی، اور بڑی خوشی سے اس کے ترجمہ کی اجازت
دی، اس کتاب کے جو اچھے اچھے مضامین تھے، میں نے ترجمہ کر کے نظام
العالم والامم کے پہلے حصہ میں انہیں شامل کر دیا، یہ کتاب شائع ہوئی اور
ہم دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی، الزھرۃ میں جو کچھ میں نے
لکھا ہے، وہ ملاحظہ ہو۔

جوہر - ۱۱

علمائے مشرق و مغرب کا تقابل

عجیب بات ہے کہ اس معاملہ میں مشرق و مغرب کا اتحاد ہے۔ تو کیا آپ ذرا میری طرف التفات کریں گے اور اس مشرقی عالم کے بارے میں کچھ سنیں گے جس نے اوائل قرن ششم میں وفات پائی یعنی غزالی کے بارے میں اور اس مغربی عالم کے بارے میں جو اب تک زندہ ہے۔ میری مراد جان لیک سے ہے۔ پھر آپ دیکھیں کہ یہ دونوں کیسے متفق الرائے ہو گئے ہیں کیا یہ عجیب اتفاق نہیں کہ اس کتاب کا لکھنے والا جو مشرق و مغرب کے اتحاد کا متمنی ہے ایسی چیز پا لے

مجھے آپ سے اے قاری کریم بڑی توقعات ہیں پہلے حجۃ الاسلام امام غزالی کی بات سنئے پھر ہمارے دور کے عالم کی رائے سے مطابقت کریں گے

غزالی رحمۃ اللہ علیہ محبت کے بارے میں کہتے ہیں :۔

"جتنے بھی مدارک انسانی ہیں سب اللہ کی طرف سے دیتے ہیں انسان اپنے لڑکپن میں اور ابتدائے عقل کے زمانے میں اس بات کا اچھی طرح احساس کرتا ہے پھر اس میں [illegible] عقل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ شے [illegible] نظر آتی ہے [illegible] بات

Marfat.com

سے اچھی طرح مانوس ہو جاتا ہے لہذا اس کے دل سے ان کی وقعت جاتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ اچانک کوئی عجیب وغریب حیوان یا نبات یا افعال الٰہی میں سے کوئی عجیب وغریب چیز دیکھتا ہے تو وہ بے ساختہ سبحان اللہ پکار اٹھتا ہے، وہ رات دن اپنے نفس واعضاء اور حیوانات کو دیکھتا ہے جو سب کے سب اللہ پر گواہ ہیں، مگر ان سے مانوس ہونے کی بنا پر ان کا احساس نہیں کرتا اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ ایک دم عاقل بالغ ہو جائے اور اچانک اس کا پردہ غفلت دور ہو جائے، اور اس کی نگاہیں آسمان، زمین، درخت، نباتات اور حیوانات کی طرف ایک دم اٹھ جائیں تو اس کی عقل زائل ہو جائے کیونکہ وہ ان عجائب خلائق کی تاب نہیں لا سکتا بس اس جیسے اسباب اور انہماک شہوات نے مخلوق کو معرفت کے نور سے محروم کر دیا ہے، لوگ معرفت الٰہی کی طلب میں اس مدہوش کی مانند ہیں جو سکر کی حالت میں اپنے گدھے پر سوار رہے اور گدھے کو تلاش کرتا ہے، کیا کیا جائے جب اجلیٰ بدیہیات کی تلاش کی جاتی ہے تو وہ اور دشوار ہو جاتی ہیں یہ ہے اس بات کا راز اسی لئے شاعر نے کہا ہے :-

لقد ظهرت فلا تخفى على احدٍ
الا على اكمهٍ لا يعرف القمرِ

تو ظاہر ہے کسی پر پوشیدہ نہیں
الا یہ کہ کوئی اندھا چاند کو بھی نہ دیکھ سکے

Marfat.com

لکن بطنت بما اظہرت محتجباً
فکیف یعرف من بالعرف قد سترا
لیکن تیرا ظہور تیرے مخفی ہونے کا سبب بن گیا ہے
تو اسے کون پہچان سکے جو پہچان ہی کے پردے میں چھپا ہوا ہو

علامہ جان بیک لکھتے ہیں:۔

"جمالِ کائنات میں غور کرنے والے کتنے سعادت مند ہیں کہ ان کے سامنے کائنات اپنے پورے حسن و جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں سال کے موسم ان کے قدیم دوست ہیں جو ان کے لئے لذتوں کی تجدید اور سعادت کا اعادہ کرتے ہیں جب وہ سیر کرتے ہیں تو ان کے لئے فطرت آنکھوں کی ٹھنڈک پیش کرتے ہیں۔ ان کے سامنے پھول تبسم کرتے ہوئے سرزمین سے منہ نکالتے ہیں، پرندے نغمے الاپتے ہوئے ان کے سرسبز پتوں اور متبسم غنچوں کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، پھر جب یہ دن گذر جاتے ہیں تو اپنی خوشگوار یاد چھوڑ جاتے ہیں جس سے ان کا ضمیر اور ان کا تخیل سکون محسوس کرتا ہے۔ وہ حسین ماحول اور گزرے ہوئے پرلطف دنوں کے درمیان مسرور ہوتے ہیں اور لوگ غفلت میں ڈوبے ہوئے زمانے کے دستِ کرم میں ہوتے ہیں کہ اس کے حوادثات سے بچ نہیں سکتے۔"

یہ بات گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے لی ہے:۔

مثلهم كمثل الذی	ان کی مثال اس شخص کے مانند ہے
استوقد نارا فلما	جس نے آگ روشن کی اور جب
اضاءت ما حوله ذهب الله	اس کے ارد گرد روشنی پھیل گئی تو

Marfat.com

بنورهم وتركهم في ظلمات لا يبصرون ۔ — اللہ نے اس کا نور سلب کر د... گھٹا ٹوپ تاریکی میں انہیں چھو...

بعد ازاں وہ لکھتے ہیں :۔

" فطرت سے محبت یہ نہیں ہے جس کے عام لوگ عادی ہیں
کہ پھول انہیں پسند آگیا اسے توڑ دیا اور پھر خاک میں ملا دیا۔ اس
حسن ظاہر اور جمال متبسم کی کس طرح تحقیر کی جا سکتی ہے ؟ کیا
حسن فطرت ہے اور یہی فطرت سے محبت ہے، یہ تو بڑا غلط فہ...
ہے۔ جمال کا ضائع کر دینا اور اس کی توہین سب سے بڑا گنا...
اور سب سے بڑی توہین ہے۔ اگر ہم یہ تصور کر لیں کہ ہماری دنیا کے
بڑے طویل ہو گئے اور طلوع وغروب کے حوادثات کم ہو گئے کہ کبھی
صبح و شام آتی ہے تو انسان طلوع وغروب سے بہت ہی محظوظ ہو اور دیکھ...
ہوئے سنہرے بہت ہی خوش ہو سورج کے طلوع وغروب کو حسن...
ایک ایسی سعادت ہے جس کا حسن صبح و شام بساط ارض پر بکھر جا...
ہے۔ مگر ہم اس حسن و جمال کی طرف اس لئے التفات نہیں کرتے کہ
وہ صبح و شام ہمارے سامنے جلوہ گر رہتا ہے۔ لہذا ہر وقت پیش نظر رہنے
سے اس کی کوئی وقعت نہیں رہی۔ سینیکا ارسطو سے نقل کرتے ہوئے
کہتا ہے اگر ہم کسی ایسی قوم کا تصور کریں جو تحت الثریٰ حسین و جمیل
مکانات میں رہتی ہے۔ اور ہر قسم کے حسن و جمال سے بہرہ ور ہو کر
دیکھنے والے انہیں انتہائی سعید اور ترقی یافتہ تصور کریں ان کے متعلق
اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ زمین پھٹ جائے اور وہ باہر نکل آئیں تو
یہ بات یقینی ہے کہ وہ اپنے ارضی گھرانوں اور ان کے عیش و عشرت کو

بھول جائیں گے اور جلدی سے باہر نکل پڑیں گے، پھر وہ کس نظر سے ورکس قدر مسرت سے اس سرزمین اس کے حسن و جمال اس کے سمندروں اس کی وسعتوں، نہروں، دریاؤں، ہواؤں، بادلوں، سورج اور اس کی روشنی و حسن، عظمت خالق اور چاند کے گھٹنا و بڑھنا کو دیکھیں گے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:-

المؤمثل هلال حين تبصره

يبدو دقيقا ضئيلا ثم يتسق

انسان ھلال کی مانند ہے، کہ جب تم اسے دیکھتے ہو تو وہ باریک ہوتا ہے۔ پھر بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے

يزداد حتى اذا اتم اعقبه

كرالجديدين نقصا ثم ينمحق

جب مکمل ہو جاتا ہے تو دلوں کے آنے جانے سے وہ گھٹنا شروع ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ غائب ہو جاتا ہے

ستاروں کے آسمان میں خوشی سے جھلملانے اور ان کے طلوع و غروب ہونے کے حساب کے سمجھنے کے بعد جب وہ ان چیزوں پر غور کریں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ اس دنیا کا یقیناً کوئی خالق ہے۔ جو بڑی قدرت والا۔ غالب اور منتظم ہے:

میں یہ کہتا ہوں کیا یہ اس آیت کا اقتباس نہیں ہے!۔

ولئن سألتهم من خلق	اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے زمین
السموٰت والارض ليقولن	و آسمان کو پیدا کیا تو کہیں گے عزیز و الحکیم
خلقهن العزيز الحليم الذى	نے جس نے تمہارے لئے زمین کو
جعل لكم الارض مهدا وجعل	گہوارہ بنایا اور تمہارے لئے اس میں

Marfat.com

لكم فيها سبلا لعلكم تهتدون
والذي نزل من السماء ماءً
بقدرٍ فانشرنا به بلدة ميتاً
كذلك تخرجون والذي خلق
الازواج كلها وجعل لكم من
الفلك والانعام ما تركبون
لتستووا على ظهوره ثم تذ
كروا نعمة ربكم اذا استو
يتم عليه وتقولوا سبحان
الذي سخرلنا هذا
وما كنا له مقرنين وانا
الى ربنا لمنقلبون۔

راہیں بنا دیں تاکہ تم ہدایت پاؤ ا
وہ جس نے اتارا آسمان سے ایک اند
سے پانی تو زندہ کر دیا ایک مردہ بستی
اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے اور وہ ذ
جس نے تمام جوڑے پیدا کئے اور تمہا
لئے کشتیاں اور چوپائے سواری کیلئے
بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر آرام
سے بیٹھو پھر اپنے پروردگار کی نعمت
کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات
جس نے انہیں ہمارا فرماں بردار بنا
دیا اور ہم اس کے اہل نہ تھے ہمیں اپنے
پروردگار کی جانب لوٹ جانا ہے۔

نیز قول الٰہی :-

ولئن سألتهم من خلقهم
ليقولن الله فانى يؤ
فكون۔

اگر آپ ان سے پوچھیں تمہیں کس
نے پیدا کیا تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے
تو پھر کہاں سے پھر جاتے ہیں۔

یعنی کس مقام سے پھرے جاتے ہیں جبکہ تمام خاصانِ انسانی کا اس امر پہ اتفاق ہے، تو وہ کہاں جا سکتے ہیں، یہ آیت بھی ملاحظہ ہو:-

قل الحمد لله وسلام على
عباده الذين اصطفى آ
لله خيرا ما يشركون امن

آپ کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ کے
لئے ہیں اس کے برگزیدہ بندوں پر
سلام ہو کیا اللہ بہتر ہے یا یہ ٹھہرائے

Marfat.com

خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السماء ماءً فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم یعدلون امن جعل الارض قراراً وجعل خلالها انهاراً وجعل لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزاً ءاله مع الله بل اکثرهم لا یعلمون۔

ہوئے شریک، آیا جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے خوب صورت باغ اگائے تم درخت اگا نہیں سکتے تھے۔ کیا اللہ کا کوئی شریک ہے۔ یہ لوگ بے راہ رو ہیں، آیا وہ ذات جس نے زمین کو لیسٹ بنایا اور اس کے درمیان میں نہریں جاری کر دیں پہاڑ بنائے اور دونوں سمندروں کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے بلکہ ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے۔

ان عجائبات کے ذکر کرنے کے بعد جن سے اہل عرب شغف رکھتے ہیں یہ بھی بتا دیا کہ وہ قوم دنیا پر مسلط ہوتی ہے۔ جو ان علوم سے واقف ہوتی ہے اور جو قوم ان سے بے بہرہ ہوتی ہے وہ دوسری اقوام کا شکار ہو جاتی ہے چنانچہ اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءاله مع الله قلیلاً ما تذکرون۔

کون پریشان کی پکار سنتا ہے اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے کیا اللہ کا کوئی شریک ہے؟ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

Marfat.com

دیکھئے ان عجائبات جمیلہ کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت ارضی کا ذکر کیا ہے اے برادر! میں نے اسلاف علماء اور معاصر علماء کے اقوال کے ذکر کے بعد تیرے سامنے آیات قرآنی پیش کر دیں دیکھو کیسی حکمت بالغہ اور نصیحت نامہ ہے۔ اس پر بھی غور کرو کہ جب اسلامی حکومت کا شباب تھا تو یورپین لوگ کن خرافات اور فضول تعلیمات میں مبتلا تھے اب اسلاف اور ان کے فرزندوں کے موقف کو دیکھو اور دونوں کا تقابل کرو تاکہ آپ کو ان دونوں کا صحیح موقف معلوم ہو جائے۔

پھر میں نے اس طویل گفتگو کے بعد کہا اے میرے سردار اب آپ قرآنی آیات پڑھیے۔ اور اس وقت کی مغربی اقوام کا تصور کیجئے کہ وہ یہ آیات پڑھ رہے تھے۔

خلق السموٰت والارض بالحق الی قولہ ان اللہ لغفور رحیم

جس کا مطلب یہ ہے

"پیدا کیا آسمان و زمین کو حق کے ساتھ وہ شریکوں سے برتر ہے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ جھگڑا کرنے لگا اور جانور پیدا کئے جن سے تم گرمی حاصل کرتے ہو اور تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو تمہارے لئے ان میں جمال ہے جب کہ صبح و شام انہیں چراگاہ لے جاتے ہو وہ تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں ایسے شہروں کی جانب کہ تم ان تک بڑی مشقت سے پہنچ سکتے تھے تمہارا پروردگار رحم کرنے والا مہربان ہے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہارے لئے باعث زینت بھی ہیں۔ وہ

پیدا کرتا ہے جنہیں تم جانتے بھی نہیں۔ اللہ ہی گمراہی اور ہدایت دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا۔ اسی نے آسمان سے پینے کا پانی اتارا اور اسی سے درخت چرانے کے لئے اگتے ہیں اسی سے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا، سورج چاند اور ستاروں کو تابع فرمان بنایا اپنے حکم سے۔ اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اسی نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے تر گوشت کھاؤ اور زیورات کے لئے موتی نکالو اور تم ان میں کشتیاں چلتی دیکھتے ہو تاکہ اس کے فضل کی تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔ زمین پر پہاڑ پیدا کئے کہ وہ متزلزل نہ ہونے پائے۔ اور نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور بھی نشانیاں ہیں اور ستاروں سے تم راہ پاتے ہو۔ کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو پیدا نہیں کرتا برابر ہو سکتے ہیں کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

یہ اور اسی جیسی حکمتیں عام عرب مسلمانوں کے یہاں معروف ہیں۔ ہر ایک ان آیتوں کو پڑھتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے بندوں پر آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے احسان رکھا ہے کیونکہ انسان کے بڑے مشاہدے و مناظر یہی ہیں۔ پھر چونکہ انسان ان دونوں کا سب سے بڑا تجربہ ہے تو اس کا ذکر اس کے بعد کیا ہے۔ عجائب مخلوقات میں سب سے

بڑی دلیل یہ ہے کہ اسے ناپاک نطفے سے پیدا کیا پھر وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہو گیا، حالانکہ اسے اپنے مبداء پر غور کرنا چاہیئے، اور زمین و آسمان پر غور کرنا چاہیئے، پھر اپنی بہت سی نعمتیں شمار کرائیں، اور حیوان و نبات اور بارش کا ذکر کیا جو ان دونوں کے لئے نافع ہے اور دونوں چیزوں کی مختلف اقسام ذکر کیں جن سے وہ نفع حاصل کرتا ہے پھر آسمان کے عجائبات، پہاڑوں، ستاروں، رات اور دن کے منافع کا ذکر کیا اور ان سے راہ پانے کا ذکر کیا۔

میں اور زیادہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اللہ نے اس آیت میں ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اپنے بندوں پر کیں کہ جانور پیدا کئے انہیں ان کی روزی بنایا اور انہیں سے لباس پیدا کیا کہ گرمی اور جاڑوں کے کپڑے بناتے ہیں اور بدوان سے اپنے خیمے تیار کرتے ہیں، پھر وہ دور دور ہمارے سامان لے جاتے ہیں، علاوہ بریں وہ ہمارے لئے باعث زینت بھی ہیں کہ ان سے زینت حاصل کر کے جاہ و جلال حاصل کرتے ہیں، اور بھی اس کی بہت سی مخلوقات ارضی و سماوی ہے جن سے ہم واقف نہیں، ہمارے علوم ہمارے منافع سے بہت قاصر ہیں تو اگر ہم ایسی چیزوں سے بحث کریں جنہیں ہم نہیں جانتے تو یہ بڑا ظلم ہو گا۔

پھر یہ ذکر کیا کہ ہم نے آسمان سے پانی اتارا جو ہمارے پینے، پاکی حاصل کرنے، کھیتوں، جانوروں کے سیراب کرنے اور کھیتی اگانے کے لئے ہے، وہ دانے اگائے جن سے ہم غذا حاصل کرتے ہیں، جیسے گیہوں اور جَو وغیرہ، گیہوں کو اس لئے سب سے پہلے ذکر کیا کہ اسی

Marfat.com

سے ہماری زندگی قائم ہے اس کے بعد زیتون کا ذکر کیا کیونکہ اس
میں سالن، تیل اور برکت ہے۔ پھر کھجور کا ذکر کیا کیونکہ اس کا پھل غذا اور
میوہ دونوں کام دیتا ہے آخر میں انگوروں کا ذکر کیا کیونکہ وہ تغذیہ اور
تفکہ دونوں کے کام آتا ہے، جیسے کھجور پھر اجمالاً بقیہ پھلوں کا ذکر کیا، پھر
چونکہ اجرام علوی ان مخلوقات کے نشوونما کا سبب ہیں اور ان سے ہم راہ
پاتے ہیں، تو اس کے بعد ان کا ذکر کیا کہ رات سورج، چاند اور ستاروں
کو ہمارا مسخر کر دیا قسم ہے حق کی اگر کوئی شخص ان عجائبات پر حیران نہ
ہو اور پروردگار عالم پر ایمان رکھتا ہو، وہ عقل سے بہت دور ہے۔ جس
قدر مشرق مغرب سے دور ہے، کیونکہ ان میں سے بعض میں بھی چہ جائیکہ
سب میں ایسے دلائل ہیں جو ان کے پیدا کرنے والے کی مہارت، اس کے
جمال اور قدرت پر واضح شاہد ہیں۔ خدا آپ کو محفوظ رکھے، کھیتوں کے
رنگوں پر غور کرو کہ وہ سماوی روشنیوں، پانی، عناصر، ہوا اور زمین کے
ایک جیسے ہوتے ہوئے مختلف رنگ کے ہیں، ہم اپنے سامنے کی چیزوں
سے کس قدر غافل ہیں، کوئی انتہائی سرخ ہے، کوئی بہت زرد، کوئی
نیلا کنج، کوئی سرسبز شاداب، کوئی سفید فام اور کوئی سخت سیاہ ہے۔
ہر ایک کے مختلف رنگ اور مختلف اشکال ہیں، سبحان اللہ!

پھر یہ سمندر کیسی بڑی دلیل اور کیسے عجیب ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے
سمندر کے پانی میں نمک شامل کر دیا ہے ورنہ وہ سڑ جاتا اور ایک
جگہ پڑے رہنے سے خراب ہو کر ہوا کو فاسد کر دیتا۔ ہم ان آیات کی
تشریح میں مزید طوالت سے کام نہیں لیتے، ان کی شرح جو محمدی قرآن
میں وہ تمام علوم ہیں جو رات دن نئے نئے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور

Marfat.com

اللہ کے اس قول کی تصدیق کرتے رہتے ہیں :-

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم۔ — ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور خود ان کے نفسوں میں دکھائیں گے۔

نیز اس قول میں :-

سادیکم آیاتی فلا تستعجلون — میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا جلدی نہ کرو۔

کیا آپ ان آیتوں میں غور کرتے نہیں کہ اللہ نے کس طرح آسمانوں کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد تخلیق انسان، اور تخلیق حیوان ونبات کا ذکر، پھر ہر عالم کا تنہا تنہا بیان کیا اور پھر ان سے ایک نتیجہ نکالا کہ ان کا کوئی صانع ہے۔

اس کے بعد یونانیوں کے جھگڑالو دیوتاؤں کے قصے پڑھو کہ ایک نے دوسرے کے خلاف مکاریاں کیں اور رحمت کے دیوتا کو قتل کر دیا لہذا رحمت کا ان سے خاتمہ ہوگیا[1]۔ خدا آپ کو سلامت رکھے، دیکھو ان کے بعد ان کے خلف آئے اور انہوں نے علم کی مہار تھامی اور فنون قرآنی کو سیکھا، غور و فکر کیا اور سوچا، مگر ہم ہیں کہ ہمارے پاس صرف بھانسی رہ گیا ہے گویا وہ ہمارے آباؤ اجداد کے وارث ہوئے اور ہم ان کے آباؤ اجداد کے وارث ہوئے، تو ہم نے ان کے بزرگوں کی تقلید کی، اور انہوں نے ہمارے بزرگوں کی اب ہمارے پاس سوائے اندھے دعوے اور اس فخر کے کچھ بھی نہیں رہا کہ ہم اپنے آپ کو متبع قرآن کہتے ہیں۔

---

[1] دیکھو الزھرہ۔

جوہر۔ ۱۲

قرآن، مسلمان اور اہلِ فرنگ

ذرا اے برادر! ان لوگوں پر غور کرو جو سینیکا روحانی فلسفی کا اتباع کرتے ہیں وہ اپنی کتابوں میں اس کے ارشادات کو سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں، اور ان کی تعظیم کرتے ہیں اس کے اقوال کی اقتدار کرتے ہیں اور اس کی آراء پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد قرآنی آیات کو دیکھو کہ وہ ہمارے پاس ہیں اور اس کے ارشادات سے زیادہ واضح، عمدہ اور قلب و روح کی تسکین کا باعث ہیں، اب میں سینیکا کی کچھ باتیں نقل کرتا ہوں پھر آپ کو بد اس قوم کا فیصلہ چھوڑتا ہوں جس نے اپنی نفیس ترین متاع کو ضائع کر دیا، اور دوسری اقوام سمندروں میں گھس گئیں، جنگلات کو انہوں نے قطع کیا، گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اور صحراؤں کو چھان مارا اور آیاتِ بشری سے استمداد کرنے لگے۔

سینیکا کہتا ہے:۔

"اگر تمہیں کوئی انسان ایک وسیع زمین، درختوں، باغوں، کھیتوں اور چوپاؤں والی دے دے، کیا تم اسے احسان عظیم نہ سمجھو گے اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے، کہ زمین کی وسعت اس کے پہاڑ

اور دریا سب سے بڑا خوب صورت عطیہ پروردگار عالم کا ہیں اگر کوئی شخص تمہیں کچھ درہم و دینار دے تو تم اسے بڑا بھاری عطیہ اور احسان سمجھو گے تو کیا وہ ذات جس نے چٹانوں کے اندر معدنیات پیدا کیں اور زمین کی تاریکیوں میں سونا چاندی جیسی دھاتیں پیدا کیں یہ سب سے بڑا عطیہ اور سب سے خوب صورت جب نہیں ہیں اگر کوئی شخص تمہارے لئے خوب صورت سنگِ مرمر کا محل بنا دے، اس کی چھت کو مختلف قسم کے عجیب غریب رنگوں سے آراستہ کر دے اور سونے اور ہیرے سے مزین کر دے تو کیا تم اسے حسین تحفہ شمار نہیں کرو گے؟ کیا اللہ نے تمہارے لئے ایک مضبوط قصر پختہ ستونوں والا، محکم نہیں بنا دیا ہے جو آگ اور باد و باراں سے محفوظ ہے جس کی چھت حسین ترین رنگوں سے مزین ہے، چمک دار مزینوں، روشن چاند اور سورج سے مرصع ہے اس نے رات اور دن کو مزین کر دیا اور نور پھیلا دیا، جہاں وہ سب کچھ ہے جس کے انسان و حیوان محتاج ہیں، جہاں ہمارے سانس لینے کے لئے ہوا، کام کے لئے روشنی ہے، اور ہم سیدھی راہ دیکھتے ہیں، خون پیدا ہوتا ہے جس پر زندگی کا دار و مدار ہے اور غذا پیدا ہوتی ہے جو ہمارے جسموں کو قائم رکھتی ہے اللہ پاک نے زمین میں ہر قسم کے جانور بکھیر دئے اور نباتات کے ہر قسم کے جوڑے پیدا کر دئے جو ہمارے اور ہمارے چوپاؤں کے لئے باعث تمتع ہیں اللہ نے بنی آدم کو مکرم بنایا اور انہیں صنائع و علوم الہام کئے۔ انہیں مختلف لہجے دیئے اور مختلف آوازیں پیدا کیں تاکہ ہم ان سے مختلف قسم کی موسیقی پیدا کریں کیا ہم نے اپنے نفوس میں اصولِ علوم و صنائع خود رکھی ہیں یا اللہ نے

پیدا کی ہیں؟ اللہ نے ہمیں تاریک مٹی سے نورِ عقل بخشا اور یہ سب صنائع، علوم و فنون اور حسین و جمیل موسیقی ایک بے قدر پانی سے پیدا کیے ایک بے قدر نطفہ سے"!

یخرج الحی من المیت۔ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے۔

یہاں تک سنیکا فلسفی کا قول نقل کیا گیا۔

ان کے بعض بڑے مصنفین نے لکھا ہے۔

"اس دنیا کے اکثر لوگوں کے منہ پر آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھ نہیں سکتے، کان ہیں مگر سن نہیں سکتے۔ سب سے بڑا کرم یہ ہے کہ اس نے فہم و نگاہِ عبرت عطا کی پھر یہ کہ انسان اپنے مشاہدات کو عبارات میں پیش کر سکتا ہے"

کیا اس قول کا ابتدائی حصہ اللہ کے اس قول کے مشابہ نہیں ہے:۔

ولقد ذرأنا لجهنم كثيراً من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم آذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغافلون۔	ہم نے جہنم کے لیے بہت سے انسان اور جن پیدا کیے ہیں ان کے دل ہیں مگر سمجھ نہیں سکتے، آنکھیں ہیں پر دیکھ نہیں سکتے، کان ہیں پر سُن نہیں سکتے یہ لوگ حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں۔

اور کیا اس کا آخری حصہ اللہ کے اس قول سے نہیں لیا گیا۔

الرحمان علم القرآن خلق الانسان علمه البيان۔	رحمان جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اس کو قوتِ بیان دی

Marfat.com

اگر آپ کو اس امر کا اندازہ ہو جائے کہ وہ کس قدر ان فلسفیوں کی تعظیم کرتے ہیں تو آپ امت اسلامیہ پر تعجب کریں کہ وہ نفائس قرآنی اور بدائع حکم سے کس درجہ غافل ہیں جب کہ قرآن وہی کہتا ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں اور جب یورپ کے اکابر ان لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں تو ان کا کیا حال ہو گا جب وہ ایسی قسم کی آیتیں قرآن سے دیکھیں گے۔

ان فی خلق السمٰوٰت و الارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔

بے شک زمین و آسمان کی تخلیق، رات اور دن کے آنے جانے اور سمندر کی کشتیوں کے چلنے میں جو مال تجارت لے کر چلتی ہیں اور آسمانی بارش میں کہ اللہ نے اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور ہر قسم کے جانور بکھیر دیئے، ہواؤں کے چلنے اور معلق بادل میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے واسطے۔

اور دیکھئے اس کے قریب قریب ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:

اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم وسخر لکم الفلک

اللہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ آسمان سے پانی اتارا اور اس سے پھل پیدا کئے جو تمہارے لئے رزق ہیں اور تمہارے لئے کشتیاں

لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنہار وآتکم من کل ما سألتموہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا ان الانسان لظلوم کفار۔

مسخر کیں اپنے حکم سے اور مسخر کئے دریا اور سورج، چاند جو ایک خاص راہ پر چلتے ہیں اور رات دن کو مسخر کیا اور دیا جو تم نے مانگا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک انسان سخت ظالم اور سخت کافر ہے۔

خاص خاص لوگوں کے لئے بطور اختصار فرما دیا ہے۔

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استویٰ الی السماء فسوّاھن سبع سمٰوٰت وھو بکل شیئ علیم۔

اس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے پھر وہ آسمان کی طرف بڑھا تو انہیں سات طبق بنا دیا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

پھر عقلاء کے لئے تین کلمات ہیں اس سے بھی مختصر طور پر فرما دیا۔

بدیع السمٰوٰت و الارض۔

آسمان اور زمینوں کا مُبدع۔

پھر صرف ایک کلمہ البدیع میں، علیٰ ہذا القیاس!

قرآن نے سب کچھ بتایا اور مسلمانوں نے پس پشت ڈال دیا۔

کیونکہ علمائے نے سمجھا کہ سعادت، حیات اور دین کے لئے صرف فقہ کافی ہے، حتیٰ کہ اہل فرنگ اٹھے اور وہ ادبیات و مادیات میں ہم

ے سبقت لے گئے جیسا کہ ہم پچھلی آیات کے ضمن میں ذکر کر چکے ہیں
کیا ہم اس بات کے مستحق نہ تھے کہ ہم قرآن کی بات کو سنتے اور سبقت
لے جانے کی کوشش کرتے، اسی لئے میں نے کتاب نظام العالم
والامم لکھی ہے۔

Marfat.com

جوہر - ۱۳

سابقہ مباحث کا نتیجہ

سابقہ مباحث کا نتیجہ اور جو کچھ میں نے جدید کتب تصانیف میں پڑھا یہ ہے کہ عالم منظم ہے الحمد للہ کہ یہ بات میرے دل میں قرار پا گئی ہے۔ جیسا کہ کتاب مقدس قرآن نے بیان کیا اور یونانی مباحث سے ثابت ہے اور جو ابن سینا، فارابی، اخوان الصفا، ابن رشد اور غزالی نے ان سے نقل کی ہیں، مجھے یقین تھا کہ عالم نباتات و حیوانات کے لئے ایک قوتِ غاذیہ، قوتِ نامیہ، قوت مولدہ اور قوتِ مصورہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس، اور قوتِ نامیہ ایک خاص نظام و شکل میں جسم کو موبخشتی ہے، جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، یہ ایک مبہم و مجمل سی بات تھی حتیٰ کہ موجودہ اہل علم کے اقوال سے یہ ثابت ہو گیا کہ نباتات و حیونات کی اگر تحلیل کی جائے تو اس کے عناصر کی ترکیب مخصوص ذرات سے ہوتی ہے جو ایک خاص وضع پر قائم ہیں، انہوں نے اس کے لئے اشکال وحسابی جدولیں بنائی ہیں جیسا کہ ہم نے اس کی تشریح اپنی کتابوں اور خصوصاً نظام عالم الزھرہ میں کی ہے وہاں ہم نے یہ بتایا ہے کہ جوار، گیہوں اور روٹی تینوں کے مواد ایک جیسے ہیں، جیسے پوٹاشیم اور سوڈا مگر ایک روٹی بن گئی اور ایک گیہوں کیونکہ مقادیر میں اختلاف

Marfat.com

تھا، یہاں سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وضاحت ہوتی ہے :-

وکل شیئ عندہ بمقدار عالم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال۔

ہر چیز کی اس کے ہاں ایک مقدار ہے، وہ غیب و شہود کا عالم ہے بڑا اور سب سے بلند ہے۔

تعجب ہے میں اس حقیقت تک کس طرح پہنچا، جس سے میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان بُعد مشرقین ہے، یہی حال کیمیاوی اجزاء کا ہے جیسے پانی کی تحلیل آکسیجن اور ہائیڈروجن کی طرف کی جاتی ہے، اور اللہ کے اس قول کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

وکل شیئ عندہ بمقدار۔

ہر چیز اس کے ہاں ایک مقدار سے ہے۔

نیز یہ قول :-

والارض مددنا ھا والقینا فیھا رواسی وانبتنا فیھا من کل زوج بھیم تبصرۃ وذکری لکل عبد منیب۔

زمین کو ہم نے دراز کیا اور پہاڑ پیدا کئے اور ہر قسم کے خوبصورت جوڑے بنائے تاکہ بصارت و موعظت حاصل ہو رجوع لانے والوں کے لئے۔

اور یہ آیت :-

ھوالذی مدّ الارض سے لآیات لقوم یعقلون تک جس کا ترجمہ یہ ہے :-

"وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا، پہاڑ اور دریا پیدا کئے اور ہر قسم کے

Marfat.com

پھل جوڑے جوڑے بنائے، رات دن پر چھپا جاتی ہے بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں، اور زمین میں ایک جیسے قطعے ہیں، اور باغ انگوروں کے، کھیت اور کھجوریں۔ جوڑی دار اور بے جوڑ، سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ بعض بعض سے مزے میں اعلیٰ ہیں، بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

یہ علوم وہ ہیں جن کا قرآن مطالبہ کرتا ہے مجھے تعجب ہے کہ یہ کتاب جس قوم کے ہاتھوں میں ہے وہ اہل مغرب کی معلومات کی متلاشی ہے آیا کوئی ہے جو علمائے مذاہب میں سے اس بات کے لئے کھڑا ہو جائے اور میری اس کتاب کو جاپانی علماء تک پہنچا دے یا ان لوگوں تک جو ان کی طرح دین حق کے متلاشی ہیں یہ مقام تشریح علوم اور مزید تفصیل کا نہیں ہے، کیونکہ ہم نے یہ کتاب ان لوگوں کے لئے لکھی ہے جنہوں نے یہ علوم پڑھے ہیں، ان باتوں کی طرف ان کے واسطے اشارہ کافی ہے۔ شرح و تفسیر ان کا کام ہے ہم بھی اپنی کئی کتابوں میں ان کی تشریح کر چکے ہیں۔

جوھر - ۱۴

اسلام میں وجدان کی تربیت

اھلِ مشرق نے اس نہج کو چھوڑ دیا ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا، اور اہلِ افرنگ نے اس کا اتباع کیا جیساکہ میں نے ان کی کتابوں میں دیکھا، مگر دونوں کے طریق کار ناقص ہیں، صحیح طریقۂ کار یہ ہے کہ بچوں کو یہ چیز بشرطِ ذکر ربی پڑھائی جائیں تاکہ ان کے دلوں میں اس کی محبت جاگزین ہو، اور وہ اس سے ڈریں، جو بھی عجیب بات یا کوئی قانون طبعی انہیں بتایا جائے اس کے ساتھ اس کے خالق کی عظمت کا بھی ذکر کیا جائے تو نوجوان طبقہ ان علوم کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بدیع کائنات کا گرویدہ ہوتا چلا جائے گا۔
چنانچہ ہمارے پیغمبرؐ فرماتے ہیں:۔

"ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے نہ شروع کیا جائے بے کار ناکارہ اور خراب ہے"

آپ کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ آپ جب بھی اس کی مخلوق کو استعمال کریں، اسے کھائیں، یا اس کا مطالعہ کریں یا اس میں غور و فکر کریں، تو یہ خیال کریں کہ وہ اس کے جلال کا ایک اثر ہے اور اس کی نعمتوں کو یاد دلانے والا ہے اس لئے آپ

Marfat.com

قرآن کی ہر سورت کو دیکھیں گے کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کی گئی ہے تاکہ اس امر کی مشق کرائی جائے اور اس راہ کی تلقین کی جائے اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اللہ کو ہر شجر و حجر کے پاس یاد کرو۔"

اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شجر و حجر کے دیکھنے یا مطالعہ کرنے کے وقت یہ ملحوظ رکھو کہ اس نے ہی اسے پیدا کیا ہے اس طرح انسان میں قوت دین و وجدان اور حب صانع عالم پیدا ہوگی وہ اس کے لئے عمل کرے گا، اور اس کے بندوں کے حقوق کی حفاظت کرے گا، یہی بات اسپنسر نے کہی ہے، کہ تعلیم صرف دلائل کے ذریعہ مفید نہیں ہوسکتی بلکہ محادثہ و مذاکرہ کے ذریعہ وجدان کو تربیت دینے سے مفید ہوسکتی ہے، یہی قرآنی اور اسلامی طریقہ ہے، گو مسلمانوں کا یہ طریقۂ عمل نہیں ہے قرآن محاسن عالم سورج اور اس کے طلوع و غروب، کواکب، اور ان کے طلوع و غروب وغیرہ کے ذریعہ تذکیر کرتا ہے۔ رہا مسلمانوں کا طرزِ تعلیم تو وہ نوجوانوں کو فضول باتوں میں مبتلا کر دیتا ہے، اور یونانی فلسفہ کی تشریح و تردید میں لگا دیتا ہے ان لوگوں کی تردید میں جو مر چکے ہیں اور ختم ہو چکے ہیں، وہ ان کی قبروں میں ان سے جھگڑے کر رہے ہیں، اور پروردگار کی تخلیق و ابداع کو ٹھکرا رہے ہیں، انہیں پتہ بھی نہیں کہ علمائے مغرب بہت آگے بڑھ چکے ہیں اور ان کے دین قدیم کے قریب قریب پہنچ چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم فقر و ذلت کے شکار ہو گئے۔ اور دشمنوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اے اہل مغرب تو وہ زمین

کے وارث ہوگئے۔ گو ان کا علم بہت ناقص ہے ان کی تہذیب زوال کی طرف جا رہی ہے کیونکہ انہوں نے پروردگار کی نافرمانی کی اور علم کو مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں کیا۔ قسم بخدا اگر وہ یہ اعتقاد کر لیتے کہ یہ علوم، عبادت ہیں اور نمازوں کی طرح ہیں اور یہی حقیقتاً دین ہیں جیسا کہ عنقریب میں سینکڑوں دلائل سے اسے ثابت کردوں گا۔ تو ان کی تہذیب سب سے مضبوط تہذیب ہوتی، گناہ کم ہو جاتے اور شر مٹ جاتا، اور خوف الٰہی اس طرح قلوب پر چھا جاتا جیسے خیال ذہن کے ساتھ اور تصور عقل کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ — اللہ سے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔

جوہر۔ ۱۵

یورپین اور مسائلِ انسانی و حیوانی

مجھے یاد ہے ایک دفعہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حیوانات کی ترتیب، صفات اور غرائب و عجائبات ہمہ گیر غور کروں تو میں نے منطق و فلسفۂ یونانی و عربی کو ٹٹولا، وہ لکھتے ہیں کہ حیوانات کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر نوع کی ایک خاص تعریف ہے انسان حیوان ناطق ہے۔ فرس حیوان صاہل ہے اور کتا بھونکنے والا جانور ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ میں نے دیکھا کہ میرا دل اس سے زیادہ وضاحت کا طالب ہے رات ہو چکی تھی اور میں چھٹیوں میں فارغ تھا۔ دارالعلوم میں پڑھتا تھا، میں نے ایک لومڑی کھیتوں میں جاتے دیکھی تھی۔ تو میں اس کے بارے میں سوچنے لگا، میں نے کہا اس کی بھی مخصوص طبیعت، صفات اور حالات ہیں، یہ مکار ہے اور وہ بلید، یہ بزدل ہے اور وہ حسین، یہ جبار و جبری ہے۔ اور ہر ایک کو ایک گونہ طاقت جسم اور اعضاء عطا ہوئے ہیں جو اس کی استعداد کے مناسب ہیں جیسا کہ ہم اس کی تشریح ایک اور مقام پر بڑی وضاحت کے ساتھ کر چکے ہیں، جو ان علوم سے شغف رکھتے ہیں وہ

ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، یہ تفصیل کا مقام نہیں کیونکہ یہ باتیں ہم اہل علم کے لئے لکھ رہے ہیں،

بقدر ضرورت ہر حیوان کی ایک سمجھ بوجھ اور طبیعت ہے اور انسان کو عقل اور مناسب اعضا بقدر ضرورت دیئے گئے ہیں، پھر میں کہنے لگا انسان سے محاسبہ ہوگا، اور ان سے کوئی محاسبہ نہیں، انسان کو عذاب ہوگا اور انہیں کوئی عذاب نہیں۔ میں نے اس سوال کو میزان الجواھر میں واضح کر دیا، اور وہاں اس کا جواب بھی لکھ دیا ہے جس کی تفصیل طویل ہے اور یہاں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، پھر میں نے بعض یورپین اور اشتراکیوں کے حالات پڑھے جو یورپ اور روس وغیرہ میں پائے جاتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کی فرانس، جرمن اور انگلستان نے گرفت کی اور جان لیا کہ یہی وہ نقطۂ اولی ہے جس کی وجہ سے وہ ہماری حکومت کی مخالفت کرتے ہیں، ملوک، امراء اور عظماء کو قتل کرتے ہیں، قوموں کو تباہ اور امراء کو برباد کرتے ہیں، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ارباب مذاہب ناحق قبضہ جمائے بیٹھے ہیں، نہ ان کے پاس کوئی دلیل نہ سند اور نہ ہدایت ہے یہ عذاب اور حساب حساب پکارتے ہیں، حالانکہ ان حیوانات کا بھی ایک نظام، ایک قانون اور ایک گونہ سیاست ہے جیسا کہ چیونٹیوں، شہد کی مکھیوں، مکڑیوں، پرندوں، شیروں، چیتوں وغیرہ کا ایک نظام ہے ہم بھی ان کی طرح ایک امت ہیں تو ہم کیوں اٹھائے جائیں گے اور کیوں عذاب دیئے

Marfat.com

جائیں گے ؛ یہ ہیں ان کے شبہات، ان کا مذہب اور ان کے افکار۔ یہ لوگ مخلوق کے سامنے انسانیت، مساوات، حقوق اور انسانی برادری کی نقاب اوڑھ کر آتے ہیں، بات یہ ہے کہ یہ لوگ مذاہب پر ایمان ہی نہیں رکھتے، لہذا یہ چاہتے ہیں کہ سب مذہب مٹ جائیں اور قومی فرقہ بندی اٹھ جائے کیونکہ ان کے سامنے جو مذاہب ہیں ان کی بنیاد امتیاز و ظلم پر ہے۔

میں نے شیرازی کی کتاب الاسفار پڑھی اس نے لکھا ہے "کہ ہر حیوان اور انسان بلکہ ہر وہ چیز جو نفس نباتی کی مالک ہے بلکہ ہر وہ چیز جو معدنی شکل رکھتی ہے فناہ ہونے کے بعد اٹھائی جائے گی"۔

اس کا یہی مطلب ہے کہ جو چیزیں روح رکھتی ہیں ان کی روحیں کبھی فنا نہیں ہوتیں، ان کا ایک مناسب عالم میں حشر ونشر ہوگا، اور ان کی ایک خاص صورت ہوگی۔ گویا یہ عالم جسے ہم دیکھ رہے ہیں فنا ہو جائے گا مگر اس کا اثر باقی رہ جائے گا، لہذا انسان و حیوان اپنی روح کے ساتھ، ترقی یافتہ اپنی ترقی کے ساتھ، ذلیل اپنی ذلت کے ساتھ، شریر اپنے شر کے ساتھ، بچھو اپنے ڈنک کے ساتھ، اور شیر اپنی جرأت کے ساتھ باقی رہے گا۔ اور ان کے افکار و صفات ان کی روحوں میں باقی رہیں گی، جس طرح کہ ارواحِ انسانی نعیم یا عذاب میں اپنی صفات کے ساتھ رہیں گی۔

شیرازی نے یہ بات اپنی کتاب میں لکھی ہے جو اللہ کے اس

Marfat.com

قول کی تصدیق کرتی ہے۔

وما من دابة فی الارض و لا	ہر چوپایہ اور ہر پرند تمہاری طرح
طائر یطیر بجناحیہ الا امم	ایک امت ہیں ہم نے کتاب میں
امثالکم ما فرطنا فی الکتاب	کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر وہ اپنے
من شیٔ ثم الی ربھم یحشرون	رب کی طرف اٹھائے جائیں گے

آیا کوئی ہے جو ان اشتراکیوں اور ان جھگڑالو گروہوں کو قرآن کا جواب سنا دے اور جو کچھ وحی الٰہی نے تیرہ سو سال پہلے ان کے شبہات کی تردید میں کہہ دیا ہے، وہ گوش گزار کردے، یہی وہ لوح محفوظ ہے جس میں ما کان و ما یکون لکھ دیا گیا ہے، لہذا ہم کسی حیوان کو اس کے نقص کی بنا پر یا کسی انسان کو اس کے فضل کی بنا پر نہیں چھوڑیں گے۔

ثم الی ربھم یحشرون ۔ پھر وہ اپنے پروردگار کی جانب اٹھائے جائیں گے۔

Marfat.com

جوھر - ١٦ فصل

ڈاروِن کا مذہب کوئی نیا مذہب نہیں ہے

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ میں نے شروع شروع حیوانات پر کیوں غور کیا، اور منطقی تعریفوں پر کیوں اکتفا نہیں کیا جس نے دیکھا کہ یورپین لوگوں نے ان سے بحث کی ہے اور ان پر کتابیں لکھی ہیں، اور انہیں ایک سلسلہ قرار دیا ہے خیر جو کچھ بھی ہوا تعجب اس بات پر ہے کہ میں نے اس موضوع پر عربی کتابوں میں سب کچھ دیکھا، جیسے ابن خلدون کی کتاب میں، تہذیب الاخلاق لمسکویہ اور رازی وغیرہ کی کتابوں میں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے کائنات کا ایک دائرہ بنایا ہے اور اس کا نام دائرۂ وجود رکھا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنی مملکت کو بنایا، تو پہلے کو پیدا کیا، پھر جمادات کو، پھر معدنیات کو، پھر نباتات کو، پھر حیوان کو اور پھر انسان کو۔ گویا سلطنت الٰہی کی یہ شکل ہے۔

(شکل اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

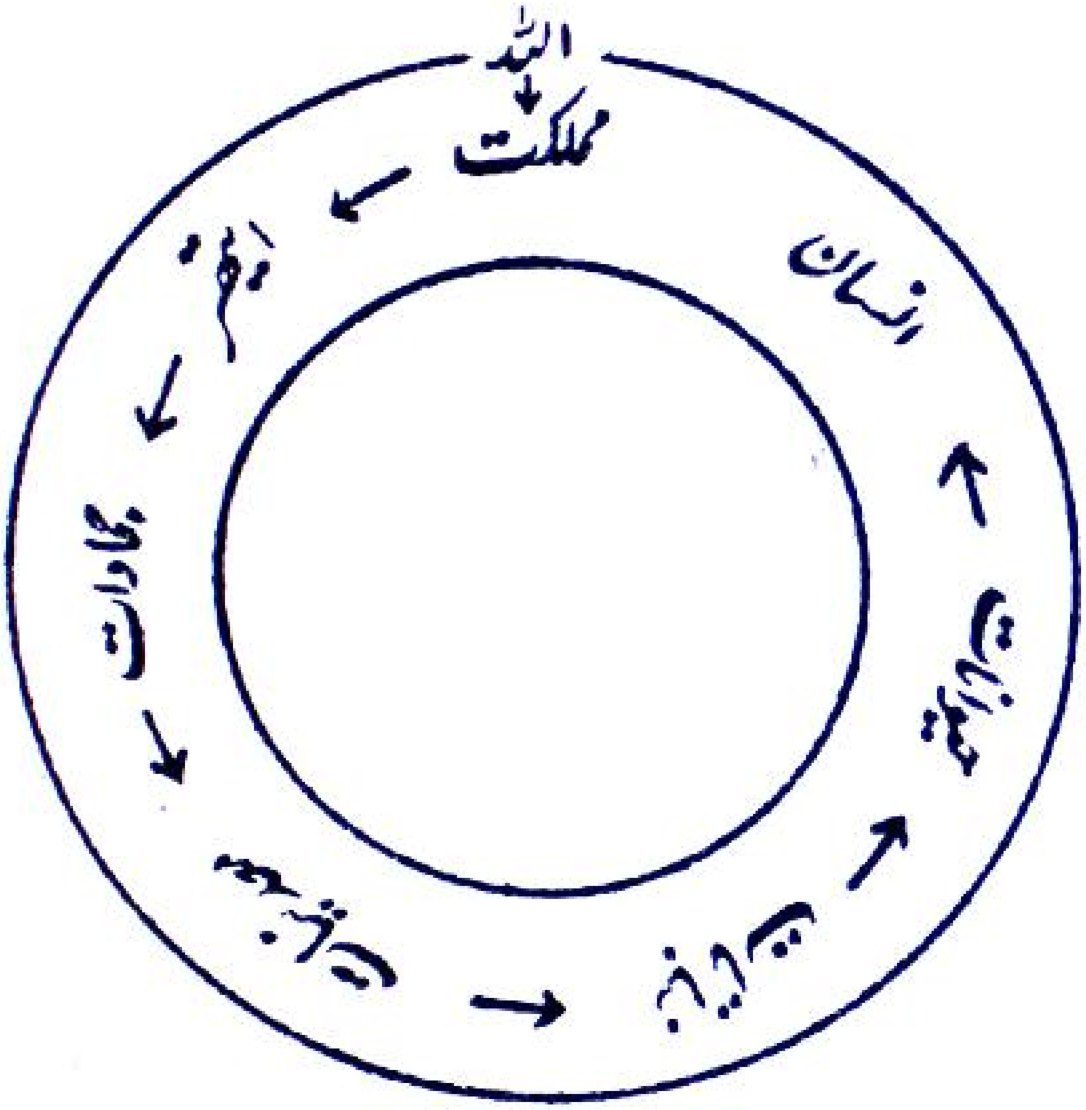

انہوں نے بیان کیا ہے، کہ جمادات معدنیات سے کم درجہ پر ہیں
اور معدنیات مراتب میں بعض بعض پر فوقیت رکھتی ہیں، سب سے
بلند سونا ہے پھر چاندی، علیٰ ہذاالقیاس ساتوں معدنیات، سونا سب
سے گھٹیا نبات کے قریب ہے پھر نباتات میں درجات ہیں، سب
سے بلند کھجور ہے، کیونکہ وہ تمام دس معروف نباتات کی تکمیلات
پر حاوی ہے جیسے اس کی چربی اور پٹھے وغیرہ یہ ضروری ہے کہ
ہر دو قسم کی مخلوق ایک دوسرے سے کچھ مشابہ ہو ان سب کے بعد
حیوان ہے وہ تدریجی ترقی کرتا ہوا درندوں تک پہنچ جاتا ہے،
پھر وہ حیوانات ہیں جو انسان سے کچھ سیکھ سکتے ہیں جیسے کتا۔ آخری
درجہ بندر کا ہے اور انسان اس کے متصل ہے کہتے ہیں کہ بندر شکل و
صورت اور تقلید کر سکنے کی بنا پر حیوان و انسان کی درمیانی کڑی

بن گیا، ہاتھی ذکاوت میں رابطہ بن گیا، گھوڑا ادب میں، مور جمال میں اور بلبل حسن آواز میں، پھر انہوں نے کہا کہ اطراف عالم کے انسان بندروں سے مشابہ ہیں جیسے زنگی اور شمالی روسیا والے، انسان جس قدر منطقۂ معتدلہ سے قریب ہوتا جاتا ہے، متمدن بنتا جاتا ہے حتیٰ کہ ان اطراف تک پہنچ جائے جہاں انبیاء، حکماء اور علماء پیدا ہوئے یہ لوگ ملک الہٰی سے زیادہ قریب ہیں،

میں نے اس بات اور ڈارون کے نظریہ میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا، فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے عالم کو ایک منظم ہار کی شکل دی ہے گویا کہ وہ ایک دائرہ ہے جس کا اول اس کا آخر ہے ان سب کو انہوں نے جمال احکام، حسن نظام اور خوبصورتی و اتقان کا نمونہ قرار دیا ہے، رازی نے قدیم حکماء کے اس اختلاف کی طرف اشارہ بھی کیا ہے، آیا یہ تمام انواع بعض بعض سے پیدا ہوئی ہیں یا ایک دوسرے سے منفصل ہیں، مجھے تعجب ہے کہ اہل فرنگ اہل عرب سے اس سلسلۂ اتصال میں کیسے سبقت لے گئے، جب میں نے ایک انگریز فلسفی سے اس امر پر گفتگو کی تو وہ تعجب کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔

"آسمان کے نیچے کوئی بھی بات نئی نہیں ہے" یہ ایک مشہور مثل ہے۔

Marfat.com

جوہر۔ ۱۷

فصل

اللہ تعالیٰ یورپ کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا کہ وہ اس بارے میں غور و خوض کریں گے، اور حیوان و انسان کے صفات، عادات اور سیاست کے اشتراک کو دیکھیں گے اہل مذاہب سبقت لے گئے اور حکمائے سلف بھی جب کہ ان سے لوگوں نے حیوان اور اس کی زندگی، انسان اور اس کی تعریف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا بڑا فرق ہے اور دونوں میں کوئی مناسبت نہیں کیونکہ حیوان کالعدم ہے اور انسان ملائکہ کرام سے قریب ہے بلکہ بعض نے اسے اس قدر معظم ٹھہرایا کہ لوگوں نے اسے معبود بنا لیا، اور فراعنۂ مصر کی طرح انہیں خدا تسلیم کر لیا، چنانچہ فرعون کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:۔

الیس لی ملک مصر و ھذہ الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون۔	کیا میں ملکِ مصر کا والی نہیں اور یہ دریا میرے نیچے بہتے ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

اور اس کا یہ قول:۔

ما علمت لکم من الٰہٍ غیری۔	مجھے معلوم ہے کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود ہے۔

Marfat.com

یہ تھا جواب گزشتہ امتوں کے لئے اور یہ تھا فلاسفہ متقدمین کا جواب کہ انسان و حیوان میں بڑا فرق ہے حتیٰ کہ جب علم و فلسفہ کی ترقی کا زمانہ آیا تو عالم کے لئے ایک دین جدید کی بنیاد پڑ گئی کہ جب وہ کسی چیز کا انکشاف کریں تو اس کی طرف رجوع کریں نظامِ حیوانی، اس کی سیاست، اس کے حیلوں اور علوم و معارف کا بالتفصیل مشاہدہ کریں۔ پھر ان لوگوں نے جب حیوانات کے عجائبات دیکھے، ان کی راحت اور جنگلوں میں ان کی عزت و سطوت دیکھی تو وہ ان پر رشک کرنے لگے، کہ نہ وہ عبادات و تکالیف کے ذمہ دار ہیں، نہ ان پر کوئی مسلط ہے، نہ ان کے طبقات کے درمیان کوئی فرق ہے۔ پھر ان کے ارباب مذاہب نے کہہ دیا کہ ہم ہیں اور ان میں صرف مقداری فرق ہے۔ اور یہ سب عبادات و احکامات افسانہ و ایجاد بندہ ہیں۔

جب انہوں نے یہ اساس بنا لی تو وہ مضبوط قلعے تعمیر کرنے ایک یہ کہ شہوات کے روکنے پر کوئی پابندی نہیں، محرمات پر کوئی گناہ نہیں، کسی کام پر گناہ نہیں اور نہ دین ایمان کوئی چیز ہے، دوسرے قیود و حکومتوں اور نوعِ انسانی کے درمیان امتیازوں کو اٹھا دیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک انسان دعویدار الوہیت ہوگی غرور و عظمت ہے لہذا چونکہ وہ اللہ سے نسبت رکھتا ہے، وہ انتہائی ناز، غرور اور جبر کرتا ہے، اور باقی عام جاہل لوگوں سے کہتا ہے کہ وہ اللہ کی چہار دیواری میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ ہم پجاریوں اور مقربین

Marfat.com

بارگاہِ خداوندی کے آگے نہ جھکیں،

قرآن آیا تو اس نے اس اساس کو توڑ ڈالا۔ ان دونوں محلوں اور ان کے اصل و فرع کو اکھاڑ پھینکا، وہ بنیاد جسے قرآن نے فاسد قرار دیا ہے یہ ہے کہ وہ حیوانوں کے ذکر میں کہتا ہے، کہ وہ بھی انسان کی طرح بولتے ہیں، دیکھو قصہ سلیمان :۔

یاایھا الناس علمنا منطق الطیر سے الیٰ سبا بنباٍ یقین۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ حیوان بھی انسان کی طرح بولتا ہے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ اس بات کی چھان بین کریں تاکہ اس امر سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ انہیں بھی سب کچھ ملا ہے، گویا اللہ تعالیٰ اس قصے میں اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انسان جب علوم حیوانی سے واقف ہو جاتا ہے، تو وہ ترقی کر جاتا ہے، پھر ہد ہد اور چیونٹی کی بات بیان کی اس سے مقصود صرف حکایت ہی نہیں، بلکہ تنبیہہ کرنا ہے اور علوم کی طرف ملتفت کرنا ہے جیسے کنایہ میں ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے،

دیکھو ہد ہد وہ بات جانتا تھا جو سلیمان نہ جانتے تھے، یہی بات تو اباحی اور اشتراکی لوگ کہتے ہیں، یا ڈارون کے متبعین کہتے ہیں، بلکہ انہوں نے حیوانات میں وہ عجیب و غریب صنعت دیکھی، جس کے سامنے انسانی صنعت ہیچ ہے، میں نے ایک انگریزی کتاب میں لکھا دیکھا، کہ چیونٹی اور مکڑی کی صنعت انسان کی صنعت و حرفت

Marfat.com

سے بہت زیادہ خوب صورت اور عمدہ ہے دنیا کی کوئی بنی ہوئی چیز
اور کوئی تعمیر مکڑی کی تعمیر کے مماثل نہیں، ہم نے کسی مکڑی کو جالا بننے میں
غلطی کرتے نہیں دیکھا اور نہ کسی شہد کی مکھی کو راہ گم کرتے دیکھا، نہ
اس نے اپنے چھتے میں کبھی کوئی ٹیڑھی دیوار بنائی جب کہ انسان
غلطی بھی کر جاتا ہے حالانکہ وہ علم ہندسہ کی باقاعدہ تحصیل کئے ہوئے
ہوتا ہے۔ مگر جب بنانے بیٹھتا ہے تو غلطی کر جاتا ہے اور بھول
جاتا ہے۔ تو جو کچھ ہمیں انکشافات سے معلوم ہوا قرآن نے پہلے
بتا دیا تھا۔ خبردار جو آپ میری بات کو عام باتوں کی طرح سمجھیں،
اور اسے بھی ایک بات کی طرح جانیں۔ یہ اسرار ہیں ان کا مغز
چاہتا ہوں چھلکے نہیں۔ ان کے ظاہر جاہلوں کو مطمئن کرنے والے
اور باطن علوم حکمت ہیں۔ آپ اس سے بچیں کہ آپ ایک
درمیانی انسان ثابت ہوں، نہ مقلد عوام سے ہوں اور نہ حکمائے
محققین سے کیونکہ محدود ذکاوت والا ضائع ہو جاتا ہے۔ محدود
ذکاوت سے تو بلادت ہی بھلی۔ قرآن میں ان سے علاوہ
اور بھی آیتیں ہیں۔

فبعث الله غرابا یبحث	اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کرید
فی الارض لیریه کیف	رہا تھا تاکہ اسے بتائے کہ بھائی کی
یواری سوأة اخیه قال	نعش کو کیسے چھپائے۔ اس نے کہا
یا ویلتی اعجزت ان اکون	مجھ پر افسوس ہے میں اس کوے
مثل هذا الغراب فاواری	جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی
سوأة اخی فاصبح من	کی نعش کو چھپا سکوں، تو وہ

Marfat.com

النادمین۔ نادم ہوگیا۔

اس دوسری بات نے انسان کو اس کے طغیان سے روک دیا اور اسے اس کا صحیح مقام دکھا دیا ہے، اور اسے بتا دیا کہ وہ ایک گونگے حیوان سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ ہم اس بیان کو خود پسند نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ اب حیوان قدمیوں اور اشتراکیوں کی پہلی اصلی جڑ سے برباد ہو گئی۔ اس کے ستون اور چھت وغیرہ سب گر پڑے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ دین جدید میں بھی انسان و حیوان کے درمیان ایک نسبت ہے، دنیا میں بھی جیسا کہ آیات سے واضح ہے اور آخرت میں بھی جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

وما من دابة في الأرض
ولا طائر يطير بجناحيه
إلا أمم أمثالكم ما فرطنا في
الكتاب من شيء ثم إلى
ربهم يحشرون۔

تمام چوپائے اور پرند تمہاری طرح
ایک امت ہیں ہم نے کتاب
میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر وہ
اپنے پروردگار کی طرف اٹھائے
جائیں گے۔

اس کے بعد کس تفصیل کی ضرورت ہے ان کی سب بنیادیں گر پڑیں اور ان کی چھت انہیں پر آپڑی، اب ہمیں دوسری خرافات سے بحث کرنی چاہیئے۔

توضیح ۱۸

پہلی دو توضیحات

ان دونوں توضیحات میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اتباعِ شیطانی میں اور مذہب کو فنا کر دیا جائے اور حیوانوں کی سی قدرت ثابت کی جائے اور یہ خیال کیا جائے جس طرح ان کا حشر و نشر نہ ہو گا ہمارا بھی نہ ہو گا، اور یہ کہ ہم مٹی ہو جائیں گے

ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وما لھم بذلک من علم ان ھم الا یخرصون

بس یہی دنیاوی زندگی ہے ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں زمانہ ہمیں ہلاک کر دیتا ہے حالانکہ انہیں اس بات کا علم نہیں وہ تو یونہی اٹکل چلاتے ہیں

جب ہم اعمال کو ترک کر دیں گے تو ساری تعلیم ختم ہو جائے گی۔ ہم اس کی مزید توضیح کئے دیتے ہیں کہ ہر مخلوق اپنے اتفاق و ادراک پر ترشحہ ذات کے اعتبار سے ارتقا کرتی جائے گی۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ عالم میں مخلوقات ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ تک ترقی کرتی ہے یعنی مدرسہ حیات اور مدرسہ برزخ سے۔ حیوان جاہل ہے اس کی تعلیم ابتدائی مدرسے میں ہی ختم ہو جاتی ہے اور تیسرے اغنیاء کے درجے تک نہیں پہنچ پاتا مگر اس کا بھائی انسان جب بہت سے عقبات سے میں تعلیم پا سکتا ہے۔ اپنے رب ان کو لطیف

بنا سکتا ہے، جمال عالم کا مشاہدہ کرسکتا ہے، اس کے احکامات کو جان سکتا ہے، معاصی سے دور ہو سکتا ہے تا کہ اس کی روح ناپاک نہ ہو، جب وہ مسافروں کے میدان میں آجاتا ہے اور امتحان میں امتیازی شان حاصل کر لیتا ہے تو وہ مدرسہ ثانوی برزخی سے گزر جاتا ہے یہ ایک ایسا شرف ہے جس کا حیوان خواب بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان کی روح خالص ہے اور ان کی ارواح شہوانی ہیں، جو درندگی اور بہیمیت سے پُر ہیں۔

یہ قول اگرچہ عقلیات میں مشابہ بالفرض ہے۔ مگر یہ ایسا حل ہے کہ انسان اپنی زندگی کے اعتبار سے اس کی طرف مائل ہے جیسا کہ انہوں نے لا بلاس کا فرضیہ منشا کے عالم اور اس کی پیدائش کے بارے میں قبول کیا ہے، کہ یہ ایک پوڈر کی شکل میں کرہ تھا پھر گھومتے گھماتے اس سے سورج، چاند اور زمین پیدا ہوگئی، الی آخرہ۔

اس پر انہوں نے بہت سے علمی نظریات واعمال کی بنیاد رکھی، اس قول کی بنیاد اصل تورات کا سفر تکوین ہے، تو یہی کتاب مابعد الموت کے بارے میں بھی مرجع عقلاً بننی چاہیئے تھی، تاکہ انہیں اطمینان وراحت میسر آتا اور ان کے لئے یہ دین اور یہ آیت سند بنتی۔ علاوہ بریں یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے بلکہ اس پر عقلی دلائل قائم ہو چکے ہیں، اور فلسفہ وحکمت نے اس کی تائید کی ہے۔ یہ مقام ان دلائل کے ذکر کرنے کا نہیں ہے کیونکہ جس نہج پر ہم نے یہ کتاب لکھی ہے یہ بات اس کے خلاف ہے، ہم تو آسان ترین اور اقرب

Marfat.com

ترین راستے سے پہنچنا چاہتے ہیں، مگر جسے عقلی براہین قائع نہ کرسکیں اور وہ شک، حیرت اور وہم ہی میں مبتلا رہے تو وہ تاجر صانع زارع اور فوجی کی جانب کیوں نہیں دیکھتا، کیونکہ یہ لوگ نفع اندوزی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں، رات دن صبر کرتے اور سفر کرتے ہیں کوئی اس لئے نہیں کہ ان کی کوششیں بارآور ہو ہی جائیں گی، بلکہ صرف اس گمان پر کام کرتا ہے کہ اس کی کوششیں ہو جائیں گی، کتنے مسافر ایسے ہیں کہ انہیں سمندر نے گھیر لیا اور کتنے کسان ہیں کہ بجلی نے ان کی کھیتیوں کو برباد کر دیا۔ ان کے کھیتوں کا پانی خشک ہوگیا۔ اور ان کی زمین بنجر ہوگئی، کہ اب اس سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی یہ اس امر کی دلیل ہے کہ کوششوں کا بارآور ہوجانا یقینی نہیں ہوتا پھر بھی تمام عقلاء اس طرف دوڑتے ہیں اور صبر کرتے ہیں، تاکہ انہیں منافع حاصل ہوں، لہٰذا معلوم ہوا کہ شک عمل سے مانع نہیں ہے کیونکہ ظن کا اعمال انسانی میں بڑا مرتبہ ہے، تو یہ حشر ونشر جس کا انسان سے وعدہ کیا گیا ہے کیوں نہ عمل پر اکسانے والا ہو۔

عدمی، اجتماعی، اباحی، اور کمیونسٹ ان نظریات پر کیوں غور نہیں کرتے اور حیوان سے کیوں استدلال نہیں کرتے کیونکہ حیوان بھی ترقی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جیسے تمام موالید پیدا کئے گئے ہیں، یہاں تک اصل ثانی پر بحث ختم ہو چکی ہے۔

Marfat.com

جوہر۔ ۱۹

تیسری اصل

عدمی، اجتماعی، اباحی اور اشتراکی کہتے ہیں حشر و نشر نہیں ہے، جیسا کہ بہائم کے لئے نہیں ہے تو پھر کس لئے ان بڑے بڑے لوگوں کو مانیں جو ہمارے روح و جسم پر قبضہ کئے ہوئے ہیں، وہ ہم پہ حکومت اور قہر کرتے ہیں، اور حرام کو حلال کرتے ہیں ہم کیوں نہ حیوانات کی طرح زندگی گزاریں، ہم ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں، بلکہ حیوانیت و نطق میں شریک ہیں، یہ فطرت شمس و قمر، زمین، ہوا اور پانی ہر طرف سے ہمیں احاطہ کئے ہوئے ہے تو وہ ہم سے کیوں بلند ہوں اور ہم ان سے کیوں پست ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں ہر مذہب کو لازم ہیں، لہذا انہوں نے مذہب کو چھوڑ دیا، مگر انہوں نے دین مسیح کے سوا اور کون سا مذہب دیکھا تھا۔

یاایھا الناس انا خلقناکم
من ذکر و انثیٰ وجعلناکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک
مؤنث سے پیدا کیا اور تمہیں گروہوں
میں تقسیم کر دیا، تاکہ تم آپس میں متعارف
ہو سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں
سے عزت دار وہ ہے جو متقی ہے

معلوم ہوا کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ، نیکی، صلہ رحمی اور

Marfat.com

نفع عام کی بنا پر فضیلت ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔
"کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں مگر تقویٰ سے"
نیز فرمایا۔
اے فاطمہ! بنت محمد میں تجھے خدا سے نہیں بچا سکتا ذرہ برابر بھی۔
اے انسان تجھ پر تعجب ہے تو اپنی ملکوت میں اس قدر بلند و برتر ہوا کہ جو زار تک پہنچا، بلکہ تو نے اپنے آپ کو خدا کہلایا چنانچہ فرعون نے لوگوں کو جمع کر کے کہا۔ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔ پھر قرآن حکیم میں سلیمان علیہ السلام کی زبانی کہا گیا ہے۔

یاایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیئ	اے لوگو! ہم منطق الطیر دیئے گئے ہیں اور ہمیں ہر ایک چیز بخشی گئی ہے۔

دیکھو فرعون نے لوگوں کو جمع کر کے اعلان الوہیت کیا اور سلیمان نے چونکہ نفس کشی کی تھی لہذا اپنی تیزی کو توڑ کر اس قلعہ کو گرا دیا جسے انسان نے بنایا تھا۔ انہوں نے حیوانات کو جمع کیا اور پکار کر کہا۔ میں نبی ہوں مجھے علم عظیم دیا گیا ہے۔ طیور کی زبان عطا ہوئی اور ہر نعمت دی گئی ہے۔
انسان نے اپنی قدر کو پہچانا اپنی حد پر قائم رہا تب باطن دخلات کو دور کر کے کوے کو اپنا استاد مان لیا۔ اور اپنے آپ پر ملامت کی اور اظہار حسرت کیا کہ میں اس جیسا کام بھی نہ کر سکا۔

یا ویلتیٰ اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب	افسوس میں اس بات سے بھی عاجز آ گیا کہ اس کوے جیسا ہوتا

Marfat.com

فاواری سوأۃ اخی فاصبح من النادمین۔ — ہو سکا کہ بھائی کی لاش کو چھپا دوں پھر وہ بہت نادم ہوا۔

قرآن نے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا ہے۔ اور انبیاءؑ نے عجز و انکساری سے کام لیا ہے۔ لہذا ان کے لئے تواضع کرنا ضروری ہو گیا۔

فتوحاتِ مکیہ میں ابن عربی نے تو اس سے بھی آگے قدم بڑھا دیا ہے کیونکہ حیوان کو اعلیٰ درجے اور بلند مرتبے والا مانا ہے کیونکہ ان کے علوم، معارف، نظام اور احکامات بہت اچھے ہیں، اس نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ یہ بھی دلیل دی ہے کہ انسان ان کی خدمت کرتا ہے۔ ان کا فضلہ اٹھاتا ہے اور ان کا محتاج ہے بلکہ اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ مینڈھا اسماعیل کی جگہ قربان کیا گیا، کسی نبی کا فدیہ ٹھہرنا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے! بسا اوقات انسان نے حیوان کو اپنا استاد اور رہبر بنایا ہے، ہمارا مقصود ان باتوں سے یہ ہے کہ ہماری شریعت نے انسان کو ایک خاص درجہ دیا ہے اسے نہ تو اتنا بڑا درجہ دیا ہے جیسا کہ بعض مقربین خاص کو دیا ہے اور نہ اتنا گرایا ہے کہ وہ حیوانوں سے بھی گر جائے اور نہ اسے الوہیت کا مرتبہ دیا ہے۔

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ہم فی البر والبحر ورزقنا ہم من الطیبات وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا — ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا اور انہیں بر و بحر میں سوار کیا انہیں پاکیزہ رزق دیا اور بہت سی مخلوقات پر

تفضیلا ۔ فضیلت دی ۔

دیکھئے انسان کس قدر متوسط مقام پر ہے کہ وہ سب بھائی بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

قل یااھل الکتاب تعالوا	آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب
الی کلمۃ سواء بیننا	آؤ ایک متفقہ بات کی طرف یہ کہ
وبینکم الا نعبد الا اللہ	ہم اللہ ہی کی عبادت کریں اور
ولا نشرک بہ شیئا ولا	کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ایک
یتخذ بعضنا بعضاً	دوسرے کو معبود نہ بنائیں
اربابًا من دون اللہ فان	سوائے اللہ کے پھر اگر
تولوا فقولوا اشھدوا	وہ پشت پھیریں تو کہہ
بانا مسلمون ۔	دو کہ ہم مسلمان ہیں

قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ عبادت اور خضوع اللہ کے سوا کسی کے واسطے نہیں ہے اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے بلکہ تمام انسان برابر ہیں چاہئے کہ مشورے سے کام کریں، قرآن میں یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے :۔

اتخذوا احبارھم ورھبا	انہوں نے اپنے مذہبی عالموں اور
نھم اربابًا من دون اللہ	تارک الدنیا لوگوں کو خدا بنا لیا ہے
والمسیح ابن مریمؕ و	اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح بن مریم کو
ما اُمروا الا لیعبدوا اللہ	حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ
الٰھا واحدًا لا الٰہ الا ھو	وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اُسکے
سبحانہٗ عما یشرکون ۔	سوا کوئی معبود نہیں وہ شریک سے پاک ہے ۔

رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ احبار و رہبان کی کیسے عبادت کرتے ہیں تو فرمایا کیا وہ ان کے لئے نئی نئی سنتیں اور شریعتیں نہیں گھڑتے سنو عقائد کو سوچنا چاہیے اور بلند احکام کو غور کرنا چاہیے۔ کہ توحید کا حکم ہے اصنام کا توڑنا مطلوب ہے اور تثلیث کو پس پشت ڈال دینا ہے یہ سب باتیں قیود غلامی کو توڑنے کے لئے ہیں اور نوع انسان کو ایک دوسرے سے قریب لانے کے لئے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان آیتوں کا کیا اثر ہوا۔ یہ اثر ہوا کہ رسول اللہ نے تمام عالم کے سلاطین کو پیغام بھیجا قیصر، کسریٰ اور شاہ حبش کو چٹھیاں لکھیں۔ چنانچہ قیصر کو لکھا۔

"محمد بن عبداللہ کی طرف سے قیصر عظیم روم کی جانب۔ السلام علیکم اما بعد اسلام لے آ یا سلامت رہے گا اللہ تجھے دہرا اجر دے گا اگر تو نہ مانے تو تجھ پر تیری رعیت کا گناہ بھی پڑے گا اے اہل کتاب آؤ ایک متفقہ کتاب کی طرف یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ شرک کریں اور ایک دوسرے کو معبود نہ بنائیں، اگر وہ نہ مانیں، تو تم کہہ دو کہ ہم تو مسلمان ہو چکے"

یہ ہے وہ چٹھی جو قیصر کو رسول اللہ نے بھیجی تھی۔

دیکھئے توحید و سیاست ایک تھے یہی عہدیوں اشتراکیوں، اباحیوں اور اجتماعیوں کا سیاسی مقصود ہے، دیکھئے اسلام ایک عمرانی اور سیاسی مذہب ہے کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ توحید خالق نے انسان سے حکومت کا حق سلب کر لیا اور تمام عظمت و کبریائی مدبر عالم کے لئے رکھ دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

Marfat.com

"ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں اللہ تین میں کا ایک ہے ،
اللہ تو ایک ہی ہے اگر وہ اس بات سے باز نہ آئے تو کافروں
کو سخت عذاب لگے گا کیا وہ اللہ سے توبہ نہیں کرتے اور
استغفار نہیں کرتے اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے مسیح
ابن مریم ایک رسول تھا ان سے پہلے بھی رسول گزرے
ہیں ان کی ماں صدیقہ تھی ، دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھئے
ہم کس طرح نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھیے وہ کہاں
سے پھر جاتے ہیں "

اللہ تعالیٰ نے تثلیث کو ٹھکرا دیا ہے کہیں بشر خدا نہ بن بیٹھے ،
تاکہ سیاست گمراہ نہ ہو جائے جیسا کہ یورپ کے پادریوں نے کیا
مگر وہ تو اللہ نے فوراً اسلام بھیج دیا تھا کہ لوگوں کی نگاہوں سے بھی پردہ
ہٹ گیا ، اور اس نے بھی امتیاز بشری و نسلی کو ختم کرنے کے لئے آواز
بلند کی . دیکھئے نبی علیہ السلام کے بعد خلافت تیس سال رہی اور اسی
نقشے پر چلتی رہی کیا جبلہ بن ایہم کا قصہ آپ کے اطمینان کے لئے
کافی نہیں ہے . اور حضرت عمر کا قصاص پر آمادہ ہونا جبکہ ایک بدو کے
تھپڑ مارنے سے دانت گر گیا تھا . آپ نے اس سے یوں فرمایا
تھا اسلام نے تمام انسانوں کو مساوی بنایا ہے بعض لوگوں نے حضرت
عمر سے کہا جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اگر ہم آپ میں ذرا بھی
کجی دیکھیں گے تو اپنی تلواروں سے درست کر دیں گے ، اسی طرح
عمرو بن العاص کے بیٹے نے قبطی کے بیٹے کو مارا ، اور کہا میں شریف
زادہ ہوں ، حضرت عمر کو پتہ چلا تو آپ نے دونوں کو طلب کر لیا .

Marfat.com

اور ابن قبطی نے ابن عمر کو تمام صحابہ کے سامنے چپت مارا تاکہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر حضرت عمر نے عمرو بن العاص سے پوچھا تم نے کب سے اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے؟

جب تیس سال بیت گئے، خلافت بادشاہت سے بدل گئی، تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر امت اسلامی طبقاتی امتیاز کو ملحوظ رکھے اور شوریٰ کی پرواہ نہ کرے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ دین کو چھوڑ چکے ہیں

علما کی یہ عادت ہے کہ وہ اس نظام پہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کیا کرتے ہیں وامرھم شوریٰ بینھم، ہم کہتے ہیں اگر ہم چوتھائی قرآن بھی پڑھ لیتے تو طبقاتی امتیازات کو یقیناً اٹھا دیتے۔

سلیمان علیہ السلام کا قصہ دیکھو بلقیس کہتی ہے :-

"اے لوگو! مجھے میرے معاملہ میں مشورہ دو کیونکہ میں کسی بات کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتاب جو رسول اللہ لائے ہیں تمام عالم کو مساوات حقوق کی طرف دعوت دیتی ہے، اور دعوت حق میں انہیں شامل کرتی ہے اگر زمین پر کوئی مذہب باقی رہے گا تو یہی مذہب باقی رہے گا، جو حقیقی سیاست عالمی کے مطابق ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے :-

هو الذی ارسل رسوله با — وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت دے کر
لهدیٰ ودین الحق لیظهره — بھیجا اور اسے دین حق دیا تاکہ تمام مذاہب
علی الدین کله ولو کره المشرکون — پر اسے غالب کرے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں

ہم سیاست کے بیان میں اس کی تفصیل کریں گے جو اصحاب فطانت کیلئے شافی ہو گی۔

Marfat.com

جوہر ۲۰

علوم قرآنی اور عرب و افرنگی مصنفین

قرآن نے دین و دنیا کے مصالح کو ایک قرار دیا ہے اس لئے توحید اور حب الٰہی کے بارے میں ایسی آیتیں آئی ہیں جو حکمت خلق، حسن عالم، اور اس کے نظام پر بھی حاوی ہیں، تو جہاں مبتدی انہیں معرفت الٰہی کے لئے مطالعہ کرتا ہے وہاں ایک ذکی انسان عالم کے عجائبات و نظام پر ذوق و شوق سے غور کرتا ہے بلکہ بہت سی آیات ان کی مشکلات کو حل کر دیتی ہیں، اور ان لوگوں کو ڈانتی بھی ہیں، جو علوم کونیہ اور قوانین تخلیق سے اعراض کرتے ہیں، فلکیات طبعیات، کوہ و دریا، نباتات، حیوانات، انسان اور روح کے مسائل سے منہ موڑتے ہیں، قرآن نے ان لوگوں کو عار دلائی ہے، جو ان سے اعراض کرتے ہیں، اور ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو انہیں جانتے پہچانتے ہیں، قرآن نے ایسے بہت سے مسائل کی توضیح کر دی ہے جن کا اب جدید علماء نے انکشاف کیا ہے، اور متقدمین نے انہیں درخور اعتنا نہ سمجھا تھا، چنانچہ ناموس ترقی کے بارے میں کہتا ہے۔

انزل من السماء ماءً فسالت — آسمان سے پانی اتارا تو ندی نالے
اودیة بقدرھا فاحتمل — بھر پڑے اور سیلاب نے جھاگ

السیل زبداً رابیاً ومما
یوقدون علیہ فی النار ابتغاء
حلیۃ او متاع زبد مثلہ
کذلک یضرب اللہ الحق والباطل
فاما الزبد فیذھب جفاءً
واما ما ینفع الناس فیمکث
فی الارض۔

ٹھا لیتا ہے اور جس چیز کو وہ آگ میں
زیور بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں اس
پر بھی اسی جیسے جھاگ ہیں اللہ
اسی طرح حق اور باطل کی مثال دیتا
ہے رہا جھاگ تو وہ بیکار چلا جا
ہے اور جو لوگوں کے لئے سود مند ہے
وہ زمین پر رہ جاتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن نے اس چیز کو جو بے سود ہے اگرچہ وہ کتنی ہی معروف مشہور کیوں نہ ہو پانی کے جھاگ سے مثال دی ہے یا جو ہانڈی کے جھاگوں سے مشابہ ہے یا جو معدنی آرائش کی چیزوں پر آگ میں پگھلانے سے جھاگ ہو جاتے ہیں، پھر جو لوگوں کے لئے نافع ہے وہ باقی رہ جاتا ہے، اور باقی اڑ جاتا ہے۔ جیسے علم جب کہ وہ پردہ جہالت میں چھپ جائے، تو پانی، سونا اور خالص چاندی باقی رہ جاتے ہیں، اسی طرح اقوام، اشخاص اور علوم میں سے وہ چیزیں باقی رہ جاتی ہیں، جو لوگوں کے نفع، زندگی اور حاجتوں کے لیے صالح ہوتی ہیں، اور بیکار چیز ضائع ہو جاتی ہے اس کی تفصیل آپ اگلے بابِ علوم میں پڑھیں گے

دین اپنی اصل وضع کے اعتبار سے دنیا ہی ہے زندگی کی ترقی، مادہ اور روح کی ترقی ہے، مصالح دنیا کی مثال روح و جسم اور لفظ و معنی کی مانند ہے، عقلیں علمیت کو کیسے پا سکتی ہیں، اور نور فہم سے کیسے منور ہو سکتی ہیں اور کس طرح ان میں معرفتوں کے سورج طلوع ہو سکتے ہیں، جب کہ ان پر یہ انوار منکشف نہ ہوں جو کائنات سے

Marfat.com

مشاہدے سے حاصل ہوتے ہیں، یہی عالم اس کی غذا ہیں، اور یہی اس کی دوا ہیں، انہیں سے معارف حقہ پہونچتی ہیں اور دل حکمت و معرفت سے بھر جاتے ہیں، یہی اپنے مواد کے ذریعہ جسموں کی غذا ہیں، اور یہی اپنے معانی کے وسیلہ عقول کے مخزن ہیں، لہٰذا یہ بنا جسم کی بنیاد ہیں، اور ان کے معانی غذائے روح و علوم و بصارت ہیں۔

قرآن میں کوئی سات سو آٹھ سو آیتیں کائنات اور اس کے احاطہ کے بارے میں آئی ہیں، اتنی ہی آیتیں آداب، محاسن اخلاق اور تہذیب نفس کے بارے میں آئی ہیں مجھے عربی اور انگریزی مصنفین پر تعجب ہے کہ انہوں نے بس کے معاملات، عبادات، جمعیات، اور احسانات کی تعریف کی ہے مگر ان میں سے کوئی بھی ان کے علوم کے گرد نہیں پھٹکتا، ہاں علامہ غزالی نے ضرور اپنی تصانیف میں بہت سے نکات بیان کئے ہیں۔ نیز فلسفہ یونان اور علم جدل و مناظرہ نے جو پردہ ڈال دیا ہے اور عقلوں کو علوم سے پھیر کر فضولیات پر لگا دیا ہے اس کا بھی اظہار کر دیا ہے۔

جوہر۔ ۲۱

چھ اسلامی مباحث

اسلامی مباحث چھ ہیں۔

۱۔ ہر قسم کے علوم، اس بارے میں کوئی سات سو آیتیں ہیں،

۲۔ علوم کی بربادکرنے والی خرافات، گمراہیاں، بدعتیں، اوہام جیسے اصنام، جھاڑ پھونک، آگ سے داغ دینا۔ اور بدخامی لینا، ایسی آیتیں ہزار سے زیادہ ہیں،

۳۔ عمرانیات، احوالِ امم وسیاسیات میں غوروفکر، اکثر قرآنی قصے اسی سے متعلق ہیں۔

۴۔ آداب، ایسی کوئی سات سو سے زیادہ آیتیں ہیں۔

۵۔ عبادات، یہ عبادتیں دراصل آداب ہیں۔

۶۔ جمعیتِ انسانی کا نظام ازقسمِ عقوبات واحکام وحدود، ان تمام کا مرجع دراصل نظامِ دنیوی سے ہے، اور دین سے بالتبع ہے، غزالی نے اس کی تصریح کی ہے۔

اس قسم اور اس پہلی دو قسموں سے کوئی ڈیڑھ سو آیتیں متعلق ہیں، جن لوگوں نے مذہب پر کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے اکثر لوگوں نے بس اسی پر لکھا ہے، خدا کرے میرا قلم اس امر سے

Marfat.com

محفوظ ہے کہ دین کے پچیس[25] اجزاء میں سے چوبیس[24] کو چھوڑ کر ایک ہی جزو کے لئے وقف ہو جائے اور ساری زندگی اسی میں گزار دے کیونکہ ایمان صرف انہی عبادتوں کا نام ہے۔ ہرگز نہیں یہ تو اسلام نہیں رہا ایمان، سو وہ ان علوم، آداب اور عمرانیات کا نام ہے جو ان عبادتوں کے ساتھ مخلوط ہیں، ہم ہر مقام کو اس کا حق دیں گے۔ میں اپنی زندگی کو باعث سعادت سمجھوں گا۔ اگر اہلِ عقل کے ذہنوں کو اس طرف پھیر دوں، کہ وہ ان علوم اور معارف کو نیہ کو دین سمجھ کر حاصل کریں، پھر جو شخص اس بات پر ایمان لے آئے گا، وہ انہیں حاصل کرے گا، اور ان کی تحصیل کو عبادت سمجھے گا، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ ہمارے علماء لکھتے ہیں، کہ تمام اعمالِ دنیوی جب کہ ان کا دینی مقام پہچان لیا جائے عبادت بن جاتے ہیں۔ ہر حرکت اور ہر سکون پر اجر ہے۔ بلکہ جب کہ ایک فلسفی اپنے حجرے میں سو یا ہوا ہوتا ہے، تو اس کا ہر سانس عبادت ہوتا ہے، اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کی نگاہیں ملاحظات، کلمات اور قدم سب اعلیٰ علیین میں لکھے جاتے ہیں، لہٰذا اس کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں، کہ ایک گھنٹے کا سوچ چار ہزار سال عبادت سے بہتر ہے۔ بلکہ ایک لمحہ فکریہ غافل انسان کی پوری زندگی سے برتر ہے۔ بے علم عابد بے ثمر درخت کی مانند ہے۔ بسا اوقات ایک دینی بے بصارت والا یہ سمجھتا ہے، کہ علم سے مراد نماز اور روزے وغیرہ کے احکامات کا علم ہے، ہرگز نہیں یہ تو صرف عبادت عملی کا علم ہے، وہ علم جو

مقصود و مطلوب ہے، وہ دراصل آیات کونیہ، ان کے احکامات، ان کے اثرات اور ان کی مستریں ہیں، یہ جو کچھ ہم نے ابھی ابھی بیان کیا اس اس پر اس سے بہتر دلیل اللہ کے اس قول کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ — اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں،

یہ جملہ جبال، انہار، ثمرات، الوان، حیوانات اور چوپاؤں میں غور و فکر کرنے کی تلقین کے بعد آیا ہے۔

Marfat.com

جوہر ۲۲

عقل یا زندگی

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مذہب نظر و فکر اور تعقل کا حکم دیتا ہے، چنانچہ اللہ فرماتے ہیں :-

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ۔

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال اس چراغ دان کی مانند ہے جس میں چراغ ہو۔

اللہ تعالیٰ عقل کی تعریف کرتا ہے اور اسے نور قرار دیتا ہے اور اس سے جو علم استفادہ ہوتا ہے اسے روح، وحی اور زندگی بتاتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے :-

وکذٰلک اوحینا الیک روحاً من امرنا ۔

ہم نے اسی طرح تیری طرف اپنے حکم سے روح کی وحی کی۔

نیز فرمایا :-

اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا ۔

کیا وہ جو مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا، اور اس کے لئے ایک نور بنا دیا، جس سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص کی مانند ہے جو تاریکیوں میں ہو، اور جہاں سے نہ نکل سکتا ہو۔

اللہ تعالیٰ علم کی تعریف کرتا ہے کہ وہ حیات و نور ہے اور جہالت کی مذمت کرتا ہے، کہ وہ تاریکی ہے احادیث میں ہے، "اے لوگو! پروردگار کو سمجھو اور دانائی کی نصیحت کیا کرو تو جو کچھ تمہیں امر و نہی کیا گیا ہے اسے اچھی طرح پہچان سکو گے، اچھی طرح جان لو کہ عقل تمہیں تمہارے پروردگار سے خبردار کردے گی، جان لو کہ عقل مند وہ ہے جو اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے، اگرچہ وہ بدصورت کم رو، کم درجہ اور پھٹی پرانی حالت میں ہو، جاہل وہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے، اگرچہ وہ حسین، شان دار، بڑے مرتبے والا، اچھی ہیئت والا، فصیح، شیریں گفتار ہی کیوں نہ ہو۔

نیز فرمایا:۔

سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا، اور اس سے کہا آگے بڑھ وہ آگے بڑھی پھر کہا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی، پھر اللہ نے فرمایا قسم ہے میری عزت کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ پیاری پیدا نہیں کی، تیری بناء پر ہی اجر دوں گا، اور تیری بنا پر ہی سزا دوں گا، تیری ہی بنیاد پر مواخذہ کروں گا اور تیری ہی وجہ سے عطا کروں گا،

نیز فرمایا:۔

"انسان اپنے حسن اخلاق سے صائم و قائم کا درجہ پالیتا" کسی شخص کے اخلاق تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اس کی عقل کامل نہ ہو، تب ہی ایمان مکمل ہوتا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا فرماں بردار اور اپنے دشمن ابلیس کا نافرمان ہوتا ہے۔"

Marfat.com

ایک مقام پر آپ نے فرمایا:۔

ہر چیز کے لئے ایک ستون ہوتا ہے، مومن کا ستون اس کی عقل ہے۔ بقدرِ عقل عبادت ہے۔ کیا تم نے دوزخیوں کا یہ قول نہیں سُنا:۔

وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ — اگر ہم سنتے اور عقل رکھتے تو ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔

حضرت عمر نے تمیم الداری سے دریافت کیا، تم میں سرداری کس چیز سے ہے؟ کہا عقل سے، فرمایا تو نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ سے بھی یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا تھا، پھر فرمایا میں نے جبریل سے دریافت کیا، کہ سرداری کیا ہے؟ تو کہا، عقل!

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے:۔

"انہوں نے بیان کیا ہے، کہ ایک دن رسول اللہ سے بہت سی باتیں دریافت کی گئیں، تو آپ نے فرمایا اے لوگو! ہر چیز کی ایک سواری ہوتی ہے اور مومن کی سواری عقل ہے، تم میں سے حسن دلالت و معرفت والا وہ ہے جو عقل زیادہ رکھتا ہے"

حضرت ابوھریرہ سے منقول ہے:۔

"انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ غزوہ احد سے واپس لوٹے تو آپ نے لوگوں کو کہتے سنا فلاں فلاں سے زیادہ بہادر ہے اس نے ایسے بہادری کے جوہر دکھائے جو دوسروں نے نہیں دکھلائے اور بھی اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں تو آپ نے فرمایا انہوں نے

Marfat.com

بقدرِ عقل جہاد کیا اور بقدرِ عقول فتح و ظفر پائی اور ہر ایک کو ایک مقام دے دیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا، تو وہ اپنی نیتوں کے مطابق اور عقول کے موافق مراتب پائیں گے۔"

براء بن عازب روایت کرتے ہیں :۔

"کہ آپ نے فرمایا فرشتوں نے کوشش کی اور عقل کے ذریعہ طاعت الٰہی میں جدوجہد کی اور بنوآدم میں سے بھی بعض لوگوں نے بقدرِ عقول کوشش کی، اطاعت الٰہی پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ عقل والا ہے۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :۔

"انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا یا رسولِ خدا لوگ دنیا میں کس بناء پر صاحبِ فضیلت ٹھیرتے ہیں؟ فرمایا عقل سے میں نے کہا اور آخرت میں؟ فرمایا عقل سے، میں نے عرض کی کیا وہ اپنے اعمال کے مطابق جزا نہیں دیئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہر چیز کے لئے ایک آلہ اور سامان ہے، اور مومن کا آلہ عقل ہے اور ہر چیز کے لئے سواری ہے اور مومن کی سواری عقل ہے اور ہر چیز کا ستون ہے، اور دین کا ستون عقل ہے، اور ہر قوم کی ایک غایت ہے اور بندوں کی غایت عقل ہے، اور ہر قوم کے لئے ایک داعی ہے، اور عابدوں کی داعی عقل ہے، اور ہر تاجر کی ایک متاع ہوتی ہے، اور مجتہدین کی متاع عقل ہے، اور ہر خرابے کی ایک تعمیر ہے اور آخرت کی تعمیر عقل سے ہے، اور ہر آدمی اپنے پیچھے کوئی یادگار چھوڑ جاتا ہے، جس سے اسے یاد کیا جاتا ہے، اور

صدیقین کی یادگار جس سے انہیں یاد کیا جاتا ہے عقل ہے اور ہر سفر کے لئے ایک ترازو ہے اور مومنوں کی ترازو عقل ہے[1]۔

جب رسول اللہ کے نزدیک عقل کا یہ مرتبہ ہے اور ایمان دین، دنیا آخرت اور علم اسی سے ہیں، تو یہ دین، دین عقل و فکر ہونا چاہیئے، نہ تقلید محض، اسی لئے انسان علما کی نظر میں محض سن لینے سے مومن صادق نہیں بنتا جب تک عقل سے نہ جانے اور تصدیق نہ کرے۔

علما کہتے ہیں جب عقل نقل سے ٹکرائے تو عقل کو ترجیح دی جائے گی، اور نقل کی تاویل کی جائے گی، ورنہ اسے علم الٰہی پر محمول کر دیا جائے گا اور اللہ جسے چاہے راہ ہدایت دکھا دیتا ہے۔

---

[1] یہ حدیثیں احیاء العلوم سے منقول ہیں ان میں سے بعض ضعیف ہیں، علما نے فضائل اعمال میں انہیں جائز قرار دیا ہے۔

Marfat.com

جوہر-۲۳

قسمیں مفاتیحِ علوم ہیں

معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات کی قسم کھائی ہے یہ وہ چیزیں ہیں جن کا نفع عام ہے، خوب صورت اور حسین ہیں انسان جب کبھی قسم کھاتا ہے تو وہ ایسی چیزوں کی قسم کھاتا ہے جو اسے انتہائی عزیز ہوتی ہیں، یا اس کی جو اس پر غالب اور بالا ہوتا ہے، چنانچہ اولاد عموماً اپنے ماں باپ کی اور رعیت اپنے حاکم کی قسم کھاتی ہے، فوجی اپنی عسکریت کی اور وزراء اپنے بادشاہوں کی قسم کھاتے ہیں، اسی طرح لوگ اپنی آنکھوں کی قسم کھاتے ہیں، کیونکہ وہ ان کی منفعت و زینت کو دیکھتے ہیں، اللہ نے بہت سی ایسی چیزوں کی قسم کھائی ہے جن کو اس نے نہائیت حسین و جمیل پیدا کیا نفع بخش بنایا، جیسے سورج، چاند اور ستارے اس کا ان چیزوں کی قسم کھانا کوئی اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ ان سے ڈرتا ہے یا وہ ان مخلوقات کا محتاج ہے، اس نے ان چیزوں کی قسم اس لئے کھائی ہے۔ کہ اس نے دیکھا انسان ان چیزوں کی قسم کھاتا ہے جو زیادہ سود مند اور عزیز ہوتی ہیں، لہٰذا اللہ نے قسم کھا کر انہیں اپنی مخلوقات کی طرح متوجہ کیا ہے، تاکہ وہ انہیں پہچانیں، کوئی اس لئے نہیں کہ وہ

Marfat.com

ان کی عبادت کرنے لگیں، کیونکہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ تو قسمیں ان کے شرف کے اظہار کے لئے ہیں۔ اس لئے بھی نہیں ہیں کہ وہ ان کا مالک بن جائے کیونکہ ان چیزوں کا حصول انسان کے لئے ناممکن ہے البتہ وہ ان کا علم حاصل کر سکتا ہے، لہذا انسان کی اس پر حکومت تو ہو نہیں سکتی۔ حکومت تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ لہذا قسموں سے مقصود ان کی عظمت سے متعارف کرانا ہے، انہیں اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ حرکات فلک کو دیکھیں، روشنی کا علم اور اس کا حساب جانیں اور مشرق و مغرب کی چھان بین کریں۔ ان اجسام کی تحلیل و تشریح کریں اور ان کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کریں تاکہ ان کے نفوس علو و شرف تک پہنچ سکیں، آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بیس قسمیں اجرام علوی ان کے خواص، ان کی روشنیوں اور ان کے مقامات کی کھائی ہیں، فجر، اس کے طلوع ہونے، صبح، سورج، چاشت، دن، عصر اور رات کی قسم کھائی ہے، جب کہ وہ مخلوقات پر چادر کی طرح چھا جاتی ہے۔ اور جب رات چلتی ہے تو وہ دن کے پیچھے پیچھے کرہ ارض کے اردگرد چلتی ہے اور دن اس کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اللہ نے دس راتوں کی بھی قسم کھائی ہے۔ جو عربی مہینے کی پہلی دس راتیں ہوتی ہیں، کیونکہ ان کی تاریکی ان کی روشنی پر غالب ہوتی ہے ستاروں کے لوٹنے کی بھی قسم کھائی ہے تاکہ لوگ ان کے طلوع و غروب پر غور کریں۔ ستاروں اور ان کے مقامات کی قسم کھائی اور ان دائروں کی بھی جن میں وہ واقع ہیں پھر فرمایا، اگر تم لوگ

سمجھو تو یہ بڑی بھاری قسم ہے، چونکہ قسم بڑی چیز ہے، اور اللہ نے ان چیزوں کی قسم کھائی ہے لہذا ان قسموں سے یہی مقصود ہے کہ لوگ انہیں پہچانیں، ان کے ابعاد، حرکات اور سکنات کو دیکھیں۔

قرآن میں ہے فلا اقسم برب المشارق والمغارب یعنی طلوع وغروب کے مقام کی قسم کھاتا ہوں، شفق، رات اور جو کچھ رات میں ہے اس کی قسم کھاتا ہوں، اللہ نے چاند کی اور بروج والے آسمان کی بھی قسم کھائی ہے تاکہ لوگ انہیں پہچانیں، سالوں، مہینوں اور دنوں کو پہچانیں، آسمان کی قسم کھائی اور بتایا کہ وہ ستاروں کی راہوں والا ہے، چاند کی جب کہ وہ نور سے بھر جاتا ہے، آسمان کی اور اس چیز کی جس سے آسمان بنایا، ان ستاروں کی جو اپنے ہم شکل دائروں میں جو کمانوں کے مشابہ ہیں شہاب برساتے ہیں تو گویا ستارہ انسان ہے، دائرہ قوس ہے اور شہاب ساقط، تیر ہے، یہ بھی ذکر فرمایا کہ وہ تیز رفتار ہیں، سورج کی طرح سال میں اپنا دورہ ختم کر لیتے ہیں، فالمدبرات امراً، یہ وہ ستارے ہیں جو نظام عالم کی تدبیر و تنظیم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کواکب، ان جہازوں اور ان کے مقامات کو اس لئے ذکر کیا تاکہ سننے والوں کو ان سے متعلق بحث و تحیص پر ابھارے تو وہ فلک، اوقات، حساب کواکب، ابعاد، اجرام، ان کی تحلیل و اعداد کو بقدر استطاعت جانئے اور فطرت کی روشنی سے بحث کرے۔

پھر اللہ نے دوسری چیزوں کی جو فلک سے نیچے ہیں اور کرۂ ارض سے محیط ہیں قسم کھائی ہے، چنانچہ بکھرنے والی ہواؤں اور

Marfat.com

پہاڑوں کی قسم کھائی چنانچہ فرمایا والذاریات ذرواً فالحاملات وقراً۔ یعنی قسم ہے ان ہواؤں کی جو بدلیاں اٹھائے پھرتی ہیں، اور اشیاء کو بکھیر دیتی ہیں، زمین اور اس کے پھیلاؤ کی قسم کھائی پہاڑ کی قسم کھائی، تو فرمایا۔ وطور سینین، نباتات کی قسم کھائی تو فرمایا۔ والتین والزیتون، شہر کی قسم کھائی تو فرمایا۔ وھذا البلد الامین، گھوڑوں کی قسم کھائی تو فرمایا۔ والعادیات ضبحاً۔ یعنی قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں گویا ہر محسوس اور ہر غیر محسوس کی اس نے قسم کھائی ہے، اور ہر ناطق و صامت کی قسم بھی کھائی ہے، چنانچہ فرمایا۔ وشاھد ومشھود قیامت و روز جزا، اور یوم میعاد کی بھی قسم کھائی، کتب منشورہ مکتوبہ کی بھی قسم کھائی، سمندر کی بھی قسم کھائی، پھر ہر مخلوق کی قسم کھائی۔ چنانچہ فرمایا۔

افسم بما تبصرون — قسم کھاتا ہوں ہر اس چیز کی جسے

وما لا تبصرون۔ — تم دیکھتے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے۔

تو گویا اس نے ہر چیز کی قسم کھائی کیونکہ عالم کی دو قسمیں ہیں وہ جو دیکھا جاتا ہے اور وہ جو دیکھا نہیں جاتا ہے، اس بارے میں اور زیادہ تعمیم کر دی تو فرمایا جوڑے اور طاق کی، ظاہر ہے کہ عدد یا جفت ہوگا یا طاق، یہ کل بیس قسمیں ہیں جن میں ہوا، زمین بادل، پہاڑ، نباتات اور حیوانات ہیں، پھر ان میں انسان کو خصوصیت سے لیا ہے، کہ فرمایا۔ ووالد وما ولد۔ یعنی میں قسم کھاتا ہوں آدم کی اور اس کی اولاد کی پھر اس کے بعد اور زیادہ تعمیم کر دی،

Marfat.com

فرمایا۔ ونفس وما سوّاھا۔ قسم ہے نفوس کی اور ان کے درست بنانے کی تو دیکھئے اس نے عالم کی تمام بڑی بڑی چیزوں کی قسم کھائی ہے اور آخر میں ہر مخلوق کی قسم کھائی ہے خواہ وہ دکھائی دے یا نہ دے یہ قسمیں بیس علویات اور بیس سفلیات سے متعلق ہیں، گویا مطلب یہ کہ اللہ نے علویات اور سفلیات دونوں میں برابر برابر غور کرنا فرض کیا ہے، حساب، ہندسہ، علم طبیعت و کیمیا، علم عمرانیات، علم النفس اور تمام علوم ان میں داخل ہیں، کیونکہ مذکورہ بالا اقسام سے کوئی بھی خارج نہیں ہوا، تو گویا جس امت نے ان چیزوں سے منہ موڑا اور غفلت برتی، ان کا حق ادا نہیں کیا اور حکم پروردگار سے منہ موڑا۔

ہم نے ان قسموں کو مفاتیح علوم قرار دیا ہے، کیونکہ ان میں جواہر اشیار کا ذکر کیا گیا ہے، تاکہ عقلوں کو ادھر ملتفت کریں، علمار اور اُمم کو ان سے بحث کرنے پر بھڑکائیں، انشاء اللہ ہم ہر جوہر کو اس کا پورا پورا حق دیں گے، جب آپ ان آیات پر بحث سنیں گے تو آپ کو بڑا تعجب ہوگا۔ کہ ہمارا مذہب علم و حکمت والا ہے، دینِ امران و نظام اور دینِ مدنیت حقہ ہے۔ دینِ ترقی نفوس اور دینِ ارتقائے نفسِ انسانی ہے، یہ ایک ایسا دین ہے جو ایک کنزِ مخفی ہے جس کا علمائے معاصرین نے انکشاف نہیں کیا، ایک ایسا مذہب ہے جس پر نسیان کی مکڑیوں نے جالا تن دیا ہے، اور وہ غفلت کے پردوں میں گھر گیا ہے، البتہ صرف اس کے عبادات و معاملات کی توضیح کی گئی ہے

Marfat.com

مجھے توقع ہے کہ میری یہ کتاب اس کے پورے جلال کو جلوہ گر کردے گی، اس کے جمال کو عریاں اور اس نکات کو واضح کردے گی، اور ہر چیز کو کھول کر بیان کردے گی۔ میں مسبب الاسباب، مدبرا لخلائق، قادرِ حکیم سے مدد چاہتا ہوں، کہ وہ مجھے درست الہام فرمائے اور مجھے توفیق عطا فرمائے جیسا کہ اس نے مجھے الہام کیا ہے۔ کہ وہ میری دعا قبول فرمائے گا، وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

معارفِ دینِ اسلامی

ہم یہاں ان کا ذکر کرتے ہیں اگرچہ ان کا کچھ تذکرہ بعض فوائد کی بنا پر پیچھے آ چکا ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ معارف اسلام کی چھ قسمیں ہیں۔

۱۔ علوم کونیہ اور یہ اہم ترین ہیں، ان میں توحید الٰہی بھی داخل ہے۔

۲۔ ترکِ خرافات جیسے بتوں کی عبادت اور شرک۔

۳۔ حسن اخلاق جیسے سچائی، امانت اور مسلمان کی مسلمان سے محبت۔

۴۔ عمرانیات اور احوالِ امم میں غور و فکر۔

۵۔ عبادات، یہ دنیا میں اجزائے سابقہ کی تکمیل کرتی ہیں، اور آخرت میں انسان کو پروردگار تک پہنچاتی ہیں۔

۶۔ احکام، حدود اور عقوبات، ان کا تعلق احوالِ دنیا اور اس کے نظام سے بالذات ہے اور آخرت سے بالتبع۔

ہم ان اقسام کا ذکر اجمالی طور پر کتاب اللہ سے کریں گے، تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ اصلی کتابِ مقدس میں دین کی کیا صورت ہے، اور وہ اس پر اجمالی طور سے آگاہ ہو جائیں، پھر بقدرِ استطاعت ہم اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کریں گے، اور مناسب تنبیہات کا اضافہ بھی کریں گے تاکہ قارئین کی تذکیر ہو جائے، شاید ہم ان کی اچھی طرح تفصیل بھی کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔۔

جوھر۔ ۲۴ پہلی قسم

معارف قرآنی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر علوم کونیہ کی معرفت فرض کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض ۔ (۱۰۔ ۱۱۱) دیکھو آسمان و زمین میں کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کا حکم دیا ہے۔ یہ نہیں کہ آسمان کی طرف دیکھ لینا ہی کافی ہو۔ ایسا تو ہر شخص کرتا ہے۔ دراصل دیکھنا تو نگاہِ بصیرت سے ہے۔ اور دل کے ساتھ غور کرنا مقصود ہے۔ جب ایک قوم نے اس سے اعراض کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے توبیخ و ملامت کی اور اُسے عذاب سے ڈرایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

اولم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض وما خلق اللہ من شئی وان عسیٰ ان یکون قد اقترب اجلھم فبای حدیث بعدہٗ یومنون (۷۔ ۱۸۵)

کیا انہوں نے آسمان و زمین کی ملکوت میں غور نہیں کیا اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہو سکتا ہے ان کی موت قریب ہو۔ تو پھر اس کے بعد کس بات پہ ایمان لائیں گے !

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس بات سے ڈرایا کہ انہوں نے اس دنیا اور اس

Marfat.com

کے عالموں میں غور نہیں کیا تو وہ سب کے سب جہل کی وجہ سے فنا ہو جائیں گے
اور جہنم رسید ہو جائیں گے۔ فرماتے ہیں:۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنہار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار (۳۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰)

بے شک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کو اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یاد کرتے ہیں اور خلق سموٰت والارض میں غور کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے کار پیدا نہیں کیا تو پاک ہے ہمیں بچا عذاب نار سے۔

نیز فرمایا:۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔
(۲۔ ۱۶۰)

نیز فرمایا:۔

ان فی خلق السموت والارض لآیات لقوم یعقلون۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

وفی خلقکم وما یبث من دآبۃ آیات لقوم یوقنون واختلاف الیل والنہار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا وتصریف الریاح آیات لقوم یعقلون۔
(۴۵۔ ۳۔ ۴۔ ۵)

Marfat.com

یہ پانچ آیتیں ہیں جو کشتی، بادل، پانی، ہوا، حیوان، اس کی تشریح، جہازوں اور ان کے نظام پر مشتمل ہیں۔ اب وہ آیت بھی دیکھ لیجئے۔ جو تمام جہانوں پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ نحل:-

خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين الى قوله وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الله لغفور رحيم۔ (۱۶-۸۳)

اب میں قسم اول پر اکتفا کرتا ہوں، باقی بیان ہم قسم ثالث کی تفصیل پر چھوڑتے ہیں۔ اے قادر کریم دیکھئے آپ کا میری اس تفصیل کے ذکر کرنے سے پہلے کیا حال تھا۔ اور اب دیکھئے کس طرح تصدیق و ایمان آپ کے قلب میں بھر گئے۔ کیا آپ نے وہ قسمیں نہیں سنیں جو اللہ تعالیٰ نے اجرام عالم علوی و سفلی کے بارے میں کھائی ہیں۔ جن سے نفوس عاقلہ، قلوب مفکرہ اور نفوس ذکیہ بحث و نظر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ابھی آپ نے چند ایک آیتیں سنیں جو ساڑھے سات سو آیتوں میں سے صرف چھ ہیں۔ یہ سب کی سب علوم روحانی، جسمانی، علوی اور سفلی پر بھڑکاتی ہیں۔ معلوم نہیں آپ کا کیا حال ہوگا۔ جب ہم آپ کو وہ آیتیں سنائیں گے۔ جن سے موجودہ دور کے مسلمان بالکل غافل ہیں لہذا وہ دنیا میں ذلیل اور کمزور ہو گئے کیونکہ انہوں نے سب سے بڑی چیز اور اصول کو چھوڑ دیا۔ اور جن حرکات جسمانیہ کا کرنا آسان تھا صرف انہیں لے لیا۔ اور عقلیت و ادبیت سے کنارہ کش ہو بیٹھے۔

لے ترجمہ کے لئے دیکھو جواہر ۱۱ -

جوھر ۲۵ دوسری قسم

مضرات عقل و مخالف عقیدہ

اللہ تعالیٰ جاہلوں کو عبادتِ اصنام پر توبیخ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

۱۔ افرأیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثۃ الاخریٰ
کیا تم نے لات عزیٰ اور منات کو نہیں دیکھا؟ (۵۳ - ۱۹)

لات، عزیٰ اور منات کی یہ لوگ عبادت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یہ تینوں حقیر بت ہیں؟

نیز فرمایا:۔

۲۔ اتعبدون ما تنحتون و اللہ خلقکم وما تعملون۔ (۳۷ - ۹۳)
کیا تم اپنے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے ہو حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو۔

اللہ کہتا ہے تم کیسے اپنی مصنوعات کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں اللہ نے پیدا کیا۔ اور ان بتوں کو بھی پیدا کیا۔

نیز فرماتے ہیں:۔

۳۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون (۲۱ - ۶۷)
تم پر افسوس ہے اور ان چیزوں پر جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ان سے کہتے ہیں۔ دور ہو جاؤ تم اور تمہارے معبود کیونکہ معبود تو ایک ہی ہونا چاہیئے۔

۴۔ وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انیٰ یؤفکون (۹-۳)

یہود کہتے ہیں عزیز اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح ابن اللہ ہیں یہ باتیں وہ اپنے ہی منہ سے پکارتے ہیں۔ ان کا یہ قول پہلے کافروں کے قول سے کس قدر مشابہ ہے۔ اللہ انہیں قتل کر دے کہاں سے پھر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ کے لئے بیٹا ٹھہرایا جیسے نصاریٰ اور یہود نے اور فرمایا کہ یہ لوگ پچھلی امتوں کی سی باتیں کرتے ہیں۔ بعض بڑے لوگوں کی بے حد تعظیم کرتے ہیں کہ انہیں خدا کا بیٹا بناتے ہیں۔ پھر انہیں بددعا کی اور فرمایا اللہ انہیں مار ڈالے۔ اس میں ان کے لئے لعنت اور ذلت ثابت کی ہے۔ نیز فرمایا وہ کہاں سے لوٹ جاتے ہیں یعنی عذاب سے کیسے بچیں گے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولقد آتینا ابراھیم رشدہ الیٰ آخرہ - (۲۱-۵۱)

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا۔

قال بل ربکم ورب آبائکم الاولین الیٰ آخرہ (۲۶-۲۸)

ان آیتوں میں ابراہیم اور ان کی قوم، موسیٰ اور فرعون کی گفتگو کو ذکر کیا ہے اور قرآن میں یہ باتیں اس لئے لائی گئی ہیں۔ تاکہ امت کو ترک گمراہی حکمت

Marfat.com

وعلم راہ پر چلنے اور توحید الٰہی کی تلقین کریں۔
یہ دین صرف وہی چیزیں لیتا ہے۔ جو معقول ہوں اور ہر امر میں تقلید
پسند نہیں کرتا۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب (۳۹-۱۶)

میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات کا اتباع کرتے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اللہ نے ہدایت دی، اور یہ اہل عقل ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن بات کے لینے کی تلقین کی ہے۔ اور یہ بات معقول ونافع ہے۔ بری بات کے چھوڑ دینے کی تاکید کی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو خوشخبری دی ہے۔ اور اپنے خالص بندوں سے ٹھہرایا ہے۔ ان کی تعریف کی ہے۔ کہ وہ ہدایت پر ہیں۔ اور عقل مند ہیں۔ پھر اس گفتگو کو دیکھیے جو موسیٰ ساحروں اور بنو اسرائیل کے درمیان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لکھا ہے کہ فرعون کے جادوگروں نے سحر کا اندازہ لگا لیا۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ عصا ان رسیوں کو نہیں نگل سکتا پھر بھی اگر ایسا ہو جائے تو یہ یقیناً ایک امر سماوی ہوگا۔ چنانچہ وہ ایسے برہان پر ایمان لے آئے۔ جو ان کے ذوق و عقل کے مناسب تھا۔ لہذا انہیں یقین ہو گیا حالانکہ وہ ان کے دشمن تھے اور وہ فرعون اور اس کے لشکروں کے غلام تھے۔ اس کے مددگار اور اس کے جادوگر تھے۔ ان پر تمام مصری امت کو اعتماد تھا۔ کہ وہ دین قدیم کی نشر و اشاعت میں مدد دیں گے۔ اور اس دین جدید کو ٹھکرا دیں گے۔

رہے بنی اسرائیل تو چونکہ وہ نہ فلسفی تھے نہ عالم لہذا ان سے ان کی عقل کے مطابق بات چیت کی گئی۔ یہ بات ان کے علوم کے مناسب تھی اور حالات

Marfat.com

بصر سے تعلق رکھتی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ عصا نے سحر عظیم کو نگل لیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ چمکنے لگا ہے۔ تو وہ ظاہری طور پر ایمان لے آئے حتیٰ کر جب یہ دن گذر گئے۔ اور وہ سمندر سے حدود ایشیا کی طرف نکل آئے تو :-

قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھاً کما لھم آلھۃ قال انکم قوم تجھلون ان ھولاء متبر ما ھم فیہ وباطل ما کانوا یعملون (۸ - ۱۴۳)

انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک معبود ٹھہرا دے جیسے ان کا معبود ہے۔ موسیٰ نے کہا تم جاہل لوگ ہو یہ سب لوگ بربادی میں مبتلا ہیں اور ان کے سب کام باطل ہیں۔

یعنی ان کے سارے اعمال بیکار اور برباد ہیں۔ فرماتے ہیں :-

اغیر اللہ ابغیکم الٰھاً و ھو فضلکم علی العالمین۔ (۸ - ۱۳۹)

کیا اللہ کے سوا میں تمہارے لئے کوئی معبود ٹھہراؤں حالانکہ اس نے تو تمہیں دنیا والوں پر فضیلت دی ہے

تمام قرآنی قصوں کی طرح یہ گفتگو بھی لوگوں کے لئے باعث موعظت ہے۔ یہ مقام تفقہ اور مقام حکمت بالغہ ہے۔ جس سے مراد مغازی حکمتیں اور اسرار ہیں۔ یہاں یہ سر ہے کہ وہ جاہل جو ظاہری باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ اس کے ایمان کو ثبات نہیں۔ مگر یہ کہ کوئی چیز ہر دم اس کے ایمان کو تازہ کرتی ہے۔

دیکھو جب موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے لئے بنی اسرائیل کے پاس سے چلے گئے۔ تو وہ مشرک ہو گئے۔ اور گئو سالہ کی پوجا کرنے لگے۔ کیونکہ یہ لوگ عصا کو دیکھ کر ایمان لائے تھے۔ جو عالم شہادت کی ایک چیز ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ سارے جادو کو نگل گیا۔ تو ایسی قوم یقیناً اس سونے کے گئو سالہ پر بھی ایمان لے آئے گی۔ جو بولتا ہے کیونکہ محسوسات میں التباس ہو جاتا ہے۔

بخلاف معقولات کے منقولات ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں کہ کوئی التباس نہیں ہوتا۔ دیکھو فرعون کے جادوگروں نے جب کہ فرعون نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں سولی دے دوں گا یہی جواب دیا تھا کہ ہم تو اپنے پروردگا پر ایمان لے آئے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے گناہ بخش دے۔

انہوں نے قتل و موت پر صبر کیا۔ کیونکہ ان کا اعتقاد ان کے دین کے بارے میں راسخ تھا۔ سے بنو اسرائیل تو ان کا ایمان ذرا سی چیز کے دیکھنے پر متزلزل ہو گیا۔ یعنی گئوسالہ کی صنعت پر وہ ریجھ گئے اور جب انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بتوں کو پوج رہے ہیں۔ تو وہ اپنی سابقہ سمجھ بوجھ کے چکر میں پھنس گئے۔ اور اصنام کی عبادت کی درخواست کرنے لگے۔

اس قسم کے مکالمات قرآن میں بہت سے ہیں۔ جو یہ بتاتے ہیں کہ انسان کو اپنے عقلی، معاشی اور دینی معاملات میں عقل کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کی مذمت ہے۔ جو آیات کثیرہ میں غور کرنے سے اعراض کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل	کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ سنتے یا سمجھتے ہیں۔ وہ تو حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر (۲۵-۴۴)

اس قسم کی آیتیں ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر بڑی ملامت کی ہے۔ جو تدبر و تعقل کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ کتنی بار فرمایا ہے۔ افلا تعقلون، افلا تبصرون اور افلا تذکرون۔

خلاصہ یہ کہ یہ کتاب ساری کی ساری عقل، فکر، نظر اور تامل سے بحث

Marfat.com

کرتی ہے۔ تاکہ انسان کوئی عمل بغیر صادق و حق کے نہ کرے عنقریب آگے اس کی تفصیل مفصل باب میں آئے گی۔

تیسری قسم

قرآن کریم میں آٹھ سو کے قریب آیتیں آداب محاسن اخلاق اور معاملات میں ہیں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ اسی پائی اطاعت والدین، اقربا، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور فقراء کے ساتھ غمخواری کا حکم دیتا ہے۔ علم، عمل اور حکمت سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے کا امر فرماتا ہے۔ اب ہم اس فصل میں ایسی آیتیں لاتے ہیں۔ جو اس اجمال کے مناسب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون الی ھم فیھا خالدون۔ (۲۳-۱۰)

اس آیت میں نماز میں خشوع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تاکہ نفس اپنے عالم مقدس کی طرف رجوع کر جائے۔ اقوال و افعال میں ترک لغو کا حکم دیا ہے۔ تاکہ انسان اپنی تمام حرکات و سکنات کو متوازن رکھے۔ زکوٰۃ کا فرمایا کہ فقراء و مساکین کے لئے اپنے مال کا ایک جزو مخصوص دیں۔ زنا کے چھوڑنے اور نامحرم عورتوں کے قریب جانے سے منع کیا ہے۔ ان لوگوں کی تعریف کی ہے۔ جو امانت، مال، علوم، اسرار اور معاہدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ خواہ وہ اللہ سے متعلق ہوں یا بندوں سے۔ ان لوگوں کی مدح کی ہے۔ جو نماز کی حفاظت کرتے ہیں پھر ذکر کیا کہ یہی لوگ وارثِ جنت ہیں۔ اس آیت میں آٹھ قسمیں

Marfat.com

ہیں اب ایک اور آیت لیجئے جس میں دس نصیحتیں ہیں، پھر ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس دین کو اختیار کرتے ہیں سچ بولتے ہیں، اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور قول و فعل میں صدق اختیار کرتے ہیں۔ آلام اور اعمال واجبہ پر صبر و ثبات سے کام لیتے ہیں بقدر استطاعت لوگوں کی غم خواری کرتے ہیں۔ اور صدقات دیتے ہیں سال میں ایک ماہ کے روزے رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کے صاف شفاف نفوس میں ان کی بلند روحیں منور ہوں۔ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور خدا کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔ مومن اور مومنات کی یہ دس صفات ہیں۔ جو ایک آیت میں ذکر کی گئی ہیں جنہیں ہم حسب ترتیب اوپر ذکر کر چکے ہیں:۔

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات و القانتین والقانتات و الصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات و المتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجهم و والحافظات والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات اعد اللہ لهم مغفرة واجراً عظیماً۔ (۳۳-۳۴)	بے شک مسلمان مرد اور عورتیں، مومن اور مومنات عبادت کرنے والے اور عبادت کرنے والیاں، سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں، صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں، خشوع کرنے والے اور خشوع کرتے والیاں، صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں، روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے اور کرنے والیاں اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور کرنے والیاں اللہ نے ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے

اب ایک اور آیت لیجئے. جس میں بارہ نصیحتیں جمع ہیں:۔

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا۔ (۲۵ - ۶۳) | اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں. جو وقار و متانت سے چلتے ہیں۔

واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلامًا۔ | جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں. تو کہتے ہیں اسلام رذیلوں سے درگزر کرنا اور چھوٹے معاملات میں درگذر کرنا۔

والذین یبیتون لربھم سجدًا و قیامًا۔ | جو لوگ رات سجدے اور قیام میں گذارتے ہیں مراد تہجد ہے اور اس کے ساتھ ہر قسم کی عبادتیں ملحق ہیں۔

والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غرامًا | جو لوگ کہتے ہیں اے پروردگار! ہم سے پھیر دے عذاب جہنم کو بے شک اس کا عذاب لپٹنے والا ہے۔

لیعنی یہ چاہتے ہیں کہ ان کے نفوس گناہوں سے خالص رہیں. اور یہ جانتے ہیں. کہ گناہوں اور عذاب میں تلازم ہے. جب گناہ ان کے نفوس کو لگے گا. تو عذاب بھی لگے گا. اور جہنم میں انہیں بڑی سخت تکلیف پہنچے گی۔

انھا ساءت مستقرًا ومقامًا | بے شک وہ برا مقام ہے. اور

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قوامًا | جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے نہ تنگی کرتے ہیں. بلکہ ان دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔

Marfat.com

اس آیت میں خرچ اخراجات میں میانہ روی کی تلقین کی ہے۔ ترک تبذیر اور ترک بخل کی ہدایت کی ہے۔

والذین لا یدعون مع اللہ الھاً آخر ۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ۔

یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ یہ اس لئے کہ جس عالم میں ہم رہتے ہیں۔ وہ ایک ہے۔ اور ہر ستارہ اور ہر مجموعہ شمسی اس کے ایک عضو کی مانند ہے۔ تو گویا سارا عالم ایک انسان واحد ہے۔ کہ اس کے مختلف اعضاء ہیں۔ لہذا اس کا مدبر بھی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ انسان واحد کی تدبیر نفس واحد کرتا ہے۔

ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلیق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مھانا الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیما ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا والذین لا یشھدون الزور

نہیں قتل کرتے اس نفس کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کریگا وہ گناہ گار ہوگا اس کے لئے قیامت کے دن عذاب دو چند کیا جائے گا۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا ذلیل ہو کر مگر جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ تو اللہ ان لوگوں کے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کی عمل کئے نیک تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو باطل میں شرکت نہیں کرتے۔

Marfat.com

یعنی کسی حرام یا لغو جگہ پر شرکت نہیں کرتے ۔ جس میں کوئی نفع نہ ہو۔

واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما — اور جب لغو کے پاس سے گذرتے ہیں تو بزرگوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

یعنی وہ اس میں قصداً شرکت نہیں کرتے اور اگر اچانک لغو سے گزر ہو جائے تو خاموشی سے گذر جاتے ہیں۔

والذین اذا ذکروا بآیات ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا۔ — اور جب انہیں آیات الٰہی کی تذکیر کی جاتی ہے۔ تو وہ ان پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے۔

یعنی وہ لغو مجلسوں سے کراہیت کرتے ہیں۔ پر جب وہ حکمت، علم اور معرفت کی باتیں سنتے ہیں۔ تو غور سے سنتے ہیں۔

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین۔ — اور جو لوگ کہتے ہیں اے پروردگار! ہمیں دے ہمارے جوڑوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک

وہ اپنی دعا اور عمل سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ازواج و اولاد بھی ان کا اتباع کریں۔

واجعلنا للمتقین اماما۔ — اور ہمیں اپنے پرہیز گاروں کا امام بنا۔

وہ امت کی دعوت تبلیغ پر لگے رہتے ہیں۔ تو اپنے آپ اپنے گھر والوں اور اپنی امت کو مہذب بنا دیتے ہیں۔

اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلاما۔ — انہیں ملے گا جنت کا بالا خانہ صبر کی بنا پر اور وہاں انہیں سلامتی ملے گی۔

Marfat.com

اللہ نے ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی کا وعدہ کیا ہے۔

خالدین فیہا جنت مستقراً ومقاما۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ وہ اچھا ٹھکانہ ہے۔

سورۂ اسراء میں پے در پے چوبیس نصیحتیں ہیں۔

۱۔ عبادتِ الٰہی۔

۲۔ ترکِ شرک۔

۳۔ والدین کے ساتھ احسان۔

۴۔ اور یہ کہ انہیں تُف بھی نہ کہے۔ یعنی قول وعمل سے ادنیٰ ایذا بھی نہ دے۔

۵۔ نہ انہیں جھڑکے یعنی کوئی بات سختی سے نہ کہے۔

۶، ۷۔ ان کے آگے عجز وانکساری کرے۔ رحمت کی دعا کرے کہ انہوں نے اسے پالا۔

۸۔ اقرباء، مساکین اور مسافروں کے ساتھ احسان۔

۹۔ احسان وانفاق میں ترکِ تبذیر۔

۱۰۔ اچھائی کے ساتھ اعتذار کرنا جب کہ دولت قلیل ہو۔

۱۱۔ ترکِ بخل۔

۱۲۔ خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۱۳۔ کوئی شخص ناحق نہ قتل کیا جائے۔

۱۴۔ ترکِ زنا۔

۱۵۔ اولاد کو قتل نہ کیا جائے۔

۱۶۔ قصاص قتل میں حد سے نہ بڑھا جائے۔

Marfat.com

۱۷۔ مال یتیم کو خورد بُرد نہ کیا جائے۔

۱۸۔ اللہ، انسان، رسول، کتاب اور علم کے ساتھ ایفائے عہد۔

۱۹۔ پورا ماپنا۔

۲۰۔ پورا تولنا۔

۲۱، ۲۲، ۲۳۔ فضول بات اور فضول کام کو چھوڑنا کیونکہ قیامت کے دن سمع و بصر اور قلب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۲۴۔ تکبر کا چھوڑنا۔

یہ چوبیس نصیحتیں ہیں۔ جو ان آیتوں میں وضاحت کے ساتھ بالترتیب ذکر کی گئی ہیں وہ آیتیں یہ ہیں:۔

وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ سے فتلقی فی جهنم ملوما مدحورا تک (۱۷-۲۲)

یہ چوبیس نصیحتیں تھیں اب میں ایک آیت دیتا ہوں جس میں مجملاً بارہ نصیحتیں ہیں:۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ	عبادت کرو اللہ کی اور اس کے
شیئا وبالوالدین احسانا	ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ والدین
وبذی القربیٰ والیتامیٰ و	کے ساتھ احسان کرو اور قرابت
المساکین وابن السبیل و	والوں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں
الجار ذی القربیٰ والجار	اور مسافروں کے ساتھ اور قریب
الجنب والصاحب بالجنب	اور دور کے پڑوسی اور ساتھی کے
وابن السبیل وما ملکت	مسافروں کے ساتھ اور جو تمہارے
ایمانکم ان اللہ لا یحب من	ہاتھ مالک ہیں بے شک اللہ کسی اکڑنے

Marfat.com

کان مختالا فخوراً (۴ - ۳۶) والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

اس آیت میں اللہ نے عبادت الہٰی، توحید، احسان بوالدین، اقارب، یتامیٰ، مساکین اور قریب و دور کے پڑوسی، اور ساتھی کے ساتھ جو مدرسہ یا گھر میں ساتھ رہتا ہو۔ جیسے بیوی وغیرہ، یا رفیق سفر جو احسان کی تلقین کی ہے۔ اور اس بات کا اعلان کیا ہے۔ کہ اللہ متکبر، فخر کرنے والے، مال اور علم کے ساتھ بخل کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

یہ بارہ نصیحتیں ہیں۔ اب دس نصیحتیں لیجئے۔ اور وہ یہ ہیں۔ توبہ، عبادت، شکر خدا، سیاحت، رکوع وسجود، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ترک محرمات اور تصدیق بالبراھین، یہ اس آیت میں ہیں:۔

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین (۹ - ۱۱۱)

عبادت کرنے والے حمد کرنے والے سیاحت کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے اور خوشخبری سنا دیجئے مومنین کو

یہ چھپتر نصائح ہیں جو ان آیتوں میں آئی ہیں جو ہم نے ذکر کی ہیں۔ یہ اجمال مفید ہے۔ تفصیل میں جانے سے پہلے آپ ایک عجیب وغریب بات دیکھیں گے اب میں آداب کے سلسلہ میں یہاں قلم کو روکتا ہوں اور تفصیل کو دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں۔ جو انشاء اللہ عنقریب آئے گا۔

جوہر ۔ ۲۶ چوتھی قسم

عمرانیات وسیاسیات قرآن میں

آپ ہماری اس کتاب میں دیکھیں گے کہ قرآن عمرانیات اور احوال مملکت و ممالک کے بارے میں بہت اہتمام کرتا ہے۔ ان پر غور کرنے اور بعض قوموں کی ہلاکت اور بعض قوموں کی حیات کے متعلق غور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

ہم اس اجمال کی تفصیل ان آیات سے کریں گے۔ جو بعض علوم عمرانیات پر مشتمل ہیں۔ پھر ان کے بعد کچھ احادیث لائیں گے۔ اور یہ سب کچھ بطور اجمال ہوگا۔ جو ہمارا طریقہ تالیف ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ قرآن لوگوں کو ایک سورت میں بلکہ ہر چند ایک آیات میں توحید اور ترک شرک کا حکم دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں اس نے بہت زیادہ تاکید، تکرار اور مبالغہ سے کام لیا ہے۔ عذاب سے ڈرایا ہے حتی کہ فرمایا:۔

ان اللہ لایغفر ان یشرک به	اللہ شرک کا گناہ نہیں بخشتا اور
ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء	اس سے علاوہ کو بخش دیتا ہے
(۵ - ۱۴۲)	جس کے لئے چاہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ یہ بڑی حماقت ہے۔ اور یہ دونوں بڑے

امر عظیم ہیں بڑے قوی رُکن اور بڑی اہم اصل ہیں۔

سنئے یہ دونوں کیا ہیں۔ تحقیق علم اور دوام عمران اول الذکر کی تفصیل یہ ہے کہ جب انسان کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ خالق، قاہر، عالم بالغیب اور حکیم ایک کے سوا اور کوئی نہیں لہذا وہ جان لے گا کہ ہر کسی کی پہنچ ایک محدود علم کے ذریعہ ہے۔ تو وہ معارف کے حاصل کرنے میں دلائل کی طلب کرے گا۔ تقلید کا سہارا نہیں لے گا۔ اور اس امر کی تحقیق کرے گا کہ وحی کا سلسلہ اس کتاب کے بعد ختم ہے۔ خدا کے لئے بیٹے ٹھہرانا باطل اور جھوٹ ہے۔ لہذا اب سوائے اس کے کہ فہم علوم کے لئے جدوجہد کی جائے۔ اور ہمارا کوئی کام نہیں تاکہ اس دین کا مقصد پورا ہو۔

ھلاک ہونے والی اُمتیں احبار و رھبان کو اپنا پروردگار مانتی تھیں لہذا ان پر جہالت کی وجہ سے جو کچھ خرافات نازل ہوئیں وہ ان پر ایمان لے آئے۔ اور وہ اپنی اختراع پردازیوں اور باطل باتوں سے ان پر پردے ڈال دیتے۔

اب شاید آپ یہ کہیں کہ تب تو ہمیں اپنے نبی ہی سے سب کچھ لینا چاہیئے۔ یہ کتاب اللہ ہے اور وہ احادیث رسول اللہ ہیں۔ ہم کہیں گے ہاں بے شک مگر آپ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب و حدیث ہمیں ہر چیز پر غور کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اور ہزاروں مقامات پر تحقیق کا امر فرماتی ہے۔ لہذا عالم سے بحث کرنا اس دین کے مقتضیات سے ہے اور تارک اُگناہ گار ہے۔ کیا آپ نے یہ آیت نہیں پڑھی:-

وکاین من آیۃ فی السموٰت	کتنی آیتیں ہیں زمین و آسمان میں
والارض یمرون علیھا وھم	کہ وہ ان کے پاس سے گزرتے ہیں

Marfat.com

عنہا معرضون ۔   اور منہ موڑ کر گزر جاتے ہیں۔

رہی دوسری بات تو امت کو جب احساس ہو جائے کہ نوعِ بشر حقیقتاً مساوی ہے۔ اور اللہ ماورا سے بلند ہے۔ اور جو کچھ سرزمین پر ہے وہ عدم وجود میں برابر ہے۔ مخلوق، مربوب اور مقہور ہے۔ اور ایسے قوانین پر جاری و ساری ہے جو اس نے بنائے ہیں تو کوئی شک نہیں کہ امت ہر چیز میں مشترک ہو گی اور ہر ایک زندگی کو عدل و صدق سے تقسیم کرے گی اور آپس میں مشورہ سے کام کرے گی۔ لہٰذا وہ سب کے سب زمین پر خلیفۂ الٰہی ہوں گے، انہیں شوریٰ اور قوانین کے اجراء کا حق ہو گا۔ ان سے علاوہ وہ تمام باتیں بھی جن پہ متدین اکتساب قائم ہیں

اس بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ توحید سے مقصد صدق فی العلم اور صدق فی العمران ہے۔ شاید آپ اس میں کچھ شک کریں اور اسے تفسیر بالرائے شمار کریں تو آپ اس قولِ باری تعالیٰ میں غور کیجئے:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم   انہوں نے اپنے احبار و رہبان کو
اربابا من دون اللہ والمسیح   اللہ کے علاوہ معبود بنا لیا اور مسیح
ابن مریم ۔   بن مریم کو بھی ۔

نبی علیہ السلام سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس طرح اس کی تفسیر فرمائی کہ دیکھو یہ لوگ ان کے لئے سنتیں اور شریعتیں وضع کرتے ہیں، تو قوانین کی وضع کو الوہیت کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔

اس سے صاف واضح ہو گیا جو کچھ ہم کہہ رہے تھے۔

رسول اللہ نے جو چٹھیاں ملوکِ عرب، عجم اور روم کو بھیجیں وہ بھی ملاحظہ ہوں ان میں یہ آیت بھی تھی۔

Marfat.com

يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواءٍ بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله۔

اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو تم میں ہم میں مشترک ہے یہ کہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں نہ شرک کریں اور نہ ہم میں سے ایک دوسرے کو کوئی معبود بنائے اللہ کے سوا

دیکھیے رسول اللہ نے مخلوق کی ربوبیت کے ترک کو اپنی دعوت و تبلیغ کا جزو لازم بنایا یعنی یہ کہ سب کے حقوق برابر ہیں اور یہ کہ کوئی قانون بغیر امت پر پیش کئے نافذ نہ کیا جائے حتیٰ کہ امت خوشی سے اس پر اتفاق کرلے۔

اب ایسی آیتیں سنیئے جو لوگوں کو دوسری قوموں کے احوال پر غور کرنے کے بارے میں اکساتی ہیں اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی طرف ملتفت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو توبیخ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) افلم يسيروا فى الارض فتكون لهم قلوب يعقلون بها او آذان يسمعون بها

انہوں نے زمین کی سیاحت کیوں نہیں کی کہ ان کے دل سمجھ دار ہو جاتے اور کان سننے والے بن جاتے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ یہ مشرقی قومیں، آنکھیں، دل اور کان رکھتی ہیں، اس کے باوجود وہ اپنے ملک کے حالات تک سے ناآشنا ہیں چہ جائیکہ دوسروں کے حالات سے آگاہ ہوں تو دیکھیے اللہ تعالیٰ اس آیت کے بعد یہ آیت لاتے ہیں:۔

فانها لا تعمى الابصار ولكن

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل

تعمی القلوب التی فی الصدور (۲۲۔۴۶) اندھے ہو جاتے ہیں، جو سینوں میں ہیں۔

جو قومیں اپنے ظلم کی بنا پر ہلاک ہوئیں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

۲۔ وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا قوما آخرین۔ (۲۱۔۱۱)

ہم نے کتنے شہر تباہ کر دیے چونکہ وہ ظالم تھے اور ان کے بعد دوسری قوم کھڑی کر دی۔

ظالم امت ھلاکت کے قریب ہے اور دوسری امت اس کی جگہ لینے والی ہے کہ وہ لوگ اپنا مستقبل دیکھ لیتے ہیں تو ہلاکت سے بچنا چاہتے ہیں اور عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر اس پر قادر نہیں ہوتے:۔

فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومساکنکم لعلکم تسئلون قالوا یا ویلنا انا کنا ظالمین فمازالت تلک دعوٰھم حتی جعلنٰھم حصیدا خامدین۔ (۲۱۔۱۲)

جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کیا تو بچنا چاہا بچو نہیں اپنے نازو نعم اور اپنے گھروں میں لگے رہو شاید تمہاری آؤ بھگت ہو وہ کہنے لگے افسوس! ہم ظالم تھے یہی وہ کہتے رہے حتیٰ کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کے مانند کر دیا۔

وہ برابر ظلم، کذب اور جہل کا اعتراف کرتے ہیں، اپنے گھرانوں سے ہجرت کرنا چاہتے ہیں ظلم اور اختلاف فاسدہ کو چھوڑنا چاہتے تھے مگر ان کی بداخلاقیاں اور ان کا ظلم ان کے گھروں ہی میں انہیں برباد کر دیتا ہے۔

۳۔ ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس ولیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون (۳۰-۴۱) — فساد بر و بحر میں لوگوں کی حرکتوں سے پھوٹ پڑا تا کہ انہیں چکھائے ان کی بعض شرارتوں کا مزا شاید وہ رجوع کریں۔

مثلاً یہ اس طرح کہ بری و بحری مواصلات منقطع ہو جاتے ہیں۔ برقی تار ٹوٹ جاتے ہیں یا بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔

یہ بات یا تو ظلم سے پیدا ہوتی ہے۔ یا جہالت صنعت سے کہ صانع ھلاک ہو جاتے ہیں اور لوگ بے وسیلہ رہ جاتے ہیں جیسا کہ اہل عرب دور جاہلیت میں تھے۔

شرک فی العبادات ایک ایسا داعیہ ہے جو ظالموں کے ظلم کو فروغ دیتا ہے۔ خواہ وہ دینی رہنما ہوں یا ان کے قائم کردہ حاکم۔ انسان پر انسان، حیوان، پتھر، نبات و شجر، پہاڑ، پرند اور حشرات الارض کی عبادت حرام ہے تو ان کی عبادت کا اعتقاد رکھنا تنزل انسان کی دعوت دیتا ہے لہذا وہ انسانوں کو خدائی کا درجہ دے دیتے ہیں اور یہ انسان اپنی چیرہ دستی سے انہیں ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔

۴۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل کان اکثرهم مشرکین (۳۰-۴۲) — آپ کہہ دیجئے زمین کی سیاحت کرو اور دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے ان میں سے اکثر مشرک تھے

لہذا ان کے ملک برباد ہو گئے کیونکہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے جو شرک فی السیاست تک پہنچا دیتا ہے۔

۴۔ اتخذوا احبارهم و — انہوں نے اپنے احبار و رھبان کو اللہ

Marfat.com

ورھبانھم اربابًا من دون اللّٰہ۔ کے سوا معبود ٹھہرا لیا
یہ آیت پہلے گذر چکی ہے، مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔

۵۔ ھوالذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما آتاکم (۶-۱۶۶)
وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دیا اور تم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی تاکہ تمہیں آزمائے اپنے عطیات کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو خلافت کے خطاب سے نوازا ہے لہٰذا ہر ایک اپنی امانت کے بارے میں مسئول ہے یہاں شریف و رذیل میں کوئی فرق نہیں آپ دیکھتے ہیں اس نے سب کو بلند مراتب سے نوازا ہے اور ہر ایک کو عقل دی ہے اور ہر ایک سے بقدر عقل و صناعت و عمل مسئولیت کی ہے۔ دیکھئے فرماتے ہیں:-

ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما آتاکم۔
تم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے تاکہ تمہیں آزمائے اس چیز کے بارے میں جو تمہیں دیا ہے۔

۶۔ واذ یتحاجون فی النار فیقول الضعفاء للذین استکبروا انا کنا لکم تبعًا فھل انتم مغنون عنا نصیبًا من النار قال الذین استکبروا انا کلٌ فیھا ان اللّٰہ قد حکم بین العباد وقال الذین فی النار لخزنۃ جھنم ادعوا ربکم یخفف عنا یومًا من العذاب قالوا اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلیٰ قالوا فادعوا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال (۴۰-۴۶)

دیکھیے یہ حجت بازی اب بھی دنیا میں ہو رہی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ اس وقت ہوگی جبکہ روحیں جسموں سے جدا ہو جائیں گی کم زور اپنے سرداروں سے کہیں گے تم مسئول ہو اور ہم تمہارے متبعین ہیں تو کیا تم ہم سے ہلاکت کو دور کر سکتے ہو تو ان کے سردار کہیں گے بڑی سختی ہے حکیم پروردگار اور مصیبت بیکراں ہے، اُمم مظلوم کا بعینہ یہی حال ہے وہ کہتے ہیں کوئی ہمیں چھڑانے والا ہے مگر ان کی کوئی داد رسی نہیں ہوتی۔ جیساکہ ہلاکو خان نے کہا تھا جب کہ اس نے بغداد پر حملہ کیا تھا اس نے معتصم سے جب کہ وہ مرنے کے قریب تھا کہا تھا تو رعیت کی غور پرداخت نہیں کی جس کا نتیجہ یہ عذاب ہے دیکھو یہ جواہرات، زمرد، یاقوت اور مرجان جنہیں تو اپنے سامنے دیکھتا ہے میں نے تیرے خزانوں سے لوٹے ہیں اور تو میرے سامنے ہے۔

جب اللہ کا دنیا میں یہ حکم ہے تو آخرت میں بھی یہی حکم چلے گا۔

۷۔ ما تری فی خلق الرحمان من تفاوت (۶۷-۳)

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (۴۸-۲۳)

ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا (۳۵-۴۳)

اللہ کی مخلوق میں تفاوت نہیں، تم خدا کے طریقۂ کار میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

دیکھیے سردار اور ماتحت اپنی امت کے بارے میں مسئول ہیں یہی مطلب انتخاب، شوریٰ اور اسمبلی کا ہے۔ اسی طرح دوسری آیت ملاحظہ ہو۔

۸۔ ولو تریٰ اذا الظالمون موقوفون عند ربهم یرجع بعضهم الیٰ بعضٍ القول یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مومنین۔

قال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر اللیل والنهار اذ تأمروننا ان نکفر باللہ ونجعل له انداداً واسرّوا الندامۃ لما راوا العذاب وجعلنا الاغلال فی اعناق الذین کفروا، هل یجزون الا ما کانوا یعملون (۳۴-۳۲)

گویا اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی گردنوں میں جو آخرت میں جو طوق ڈالے ہیں یہ اس لئے ہیں کہ دنیا میں بھی ان کے گلے میں طوق ڈالے تھے۔ مگر جہل کی بنا پر ان کی عقلوں اور ان کے ہاتھوں میں زنجیریں پڑ گئیں، وہ سرداروں کے ظلم کے سامنے رک گئے ان کی تقلید کرنے لگے اور ان کی سیادت پر بھروسہ کر بیٹھے اور اسی کو سرایا علم سمجھ بیٹھے لہذا اللہ نے آخرت میں سزا دی اور انہیں جاہل، معذب اور حقیر بنا دیا۔ کیونکہ وہ دنیا میں بھی جاہل تھے۔

سردار اپنے ماتحتوں سے اظہار برأت کریں گے جیسا کہ دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ حاکم محکوموں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور ان پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اظہار برأت کرتے ہیں۔ اور کھلم زور کہتے ہیں کہ ہم تمہاری مکاری میں پھنس گئے، تم اپنا کام چلاتے رہے مگر اب جو ہم مبتلائے عذاب ہوئے تو تم ہم سے بری الذمہ ہو گئے حالانکہ قصور سارا تمہارا ہے۔

۹- وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون (۱۱-۱۱۶)

اللہ ناحق کسی بستی کو برباد نہیں کرتا جب کہ وہاں کے لوگ نیک ہوں۔

۱۰- افلم یھد لھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون یمشون فی مساکنھم ان فی ذلک لآیات اولا یسمعون۔ (۳۲-۲۶)

کیا اس بات سے ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا جو انہیں کے گھروں میں چلتے پھرتے تھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں۔

اس آیت میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ آثارِ قدیمہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو ان کے پتھر کے کتبوں کو کھود کھود کر نکالو اور پڑھو تاکہ عبرت انگیز سبق ملے۔ پھر فرماتے ہیں اس میں اور بھی بہت سی نشانیاں ہیں، آداب، علوم اور اخلاق کے سبق ہیں، پھر فرماتے ہیں کیا تم لوگ سنتے اور سمجھتے نہیں ہو؟ جنہیں اگلے زمانے والے کتبوں کی صورت میں گڑھوں میں دفن کر گئے ہیں۔

۱۱- ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (۲۱-۱۰۵)

ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ صرف وہی قومیں زمین کی وارث ہوں گی جو دنیا کو نفع پہنچانے والی اور عالم کو آباد کرنے والی ہوں گی، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بے سود قومیں باقی نہیں رہیں گی۔

Marfat.com

۱۲۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔	اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان مسلم ہے کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں نہ کسی کو شریک کریں اور ایک دوسرے کو خدا کے سوا رب نہ بنائیں۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آپ نے یہ آیت ان نامہائے مبارک میں درج کی تھی جو بادشاہوں کے نام لکھے تھے۔ دیکھو بخاری شریف۔

رسول اللہ نے رب بنانے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ اپنے احبار و رہبان کے لئے ایسی سنتیں اور احکامات بناتے ہیں جو خود انہوں نے بنائے ہیں۔ آپ نے نیابتی طور پر بادشاہوں سے خطاب فرمایا اور استبدادی حکومت کے ترک کرنے پر اکسایا اسی لئے علمائے امت نے اجماع امت کو دلیل شرعی قرار دیا ہے۔ افسوس ہے کہ قرآن مشرق میں اترا مگر اس کا ثمرہ یورپ میں ظاہر ہوا۔ ابھی تک ایشیا خواب غفلت میں ہے۔ سبحان اللہ یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے چاہے دے اور جسے چاہے عقل و خوش نصیبی عطا فرمائے۔

قرآن کے اکثر قصے تمدن سے متعلق مفید سبق دیتے ہیں۔ ہم اس کی تفصیل فرعون و موسیٰ کے قصے میں کریں گے۔ کہ فرعون کا غرور حد سے بڑھ گیا تھا۔ لہذا اس نے بنی اسرائیل کو بے حد ذلیل کر رکھا تھا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہی بنو اسرائیل نے ملک شام میں جو ایشیا کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی۔

Marfat.com

۱۳۔ ونریدان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون

(۲۸ - ۵)

ہم نے چاہا کہ جو لوگ اس کی سر زمین میں کم زور سمجھے جاتے تھے ان پر احسان کریں اور انہیں سردار اور وارث زمین بنائیں انہیں زمین پر اقتدار دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھائیں جس کا انہیں خطرہ تھا۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب کم زور صبر کے ساتھ مصیبتوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے دل میں برداشت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ صاحبِ شوکت بن جاتا ہے۔

حضرت یوسف، قوم عاد و ثمود، ابراہیم و لوط اور قوم نوح اور حضرت آدم کے زمین پر خلیفہ بنانے کے حالات میں بھی عجیب عجیب تمدنی اسباق ہیں۔

قوم عاد نافرمانی کی وجہ سے ھلاک کر دی گئی، ثمود افترا پردازی کی بنا پر، قوم شعیب ناپ تول میں کمی کی وجہ سے، قوم لوط عادتِ بد کی بنا پر کم زور ہو کر بے نسل ہو گئی اور برباد ہو گئی، قوم نوح آبادیٔ زمین کے لائق نہ تھی لہذا طوفان انہیں بہالے گیا حضرت آدم کے قصے میں یہ نصیحت ہے کہ وہ اور ان کے فرزند خدا کے خلیفہ بننے اور حقوق کے بارے میں مساوی ہیں، قرآن سے بہ چند آیات پیش کرنے کے بعد اب ہم احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں، جن

Marfat.com

سے آپ پر قوموں اور حکومتوں کی تباہی کے اسباب واضح ہو جائیں گے۔
رسولِ اکرم نے فرمایا کہ جب گھٹیا لوگ بلند مراتب پر پہنچ جاتے ہیں تو قوم اوجِ ترقی سے گر جاتی ہے اور اس کی سلطنت سمٹ کر ختم ہو جاتی ہے۔

آپ نے اسے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ اونٹوں کے چرانے والے بلند محلات بنانے لگیں گے، لوگ فضول اخراجات اور لونڈیوں کے جمع کرنے پر دولت بہانے لگیں گے، لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، آپ کے اس قول کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورتوں کی حد سے زیادہ کثرت ہو جائے گی، دوسرے یہ کہ قومیں مختلف جنسوں سے مختلط ہو کر دوغلی ہو جائیں گی۔ اسے یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کسی قوم کے مرد بہت سی لونڈیاں رکھنے لگیں اور وہ لونڈیاں غیر اقوام کی ہوں، تو ان سے جو نسل پیدا ہو گی وہ دوغلی ہو گی اور گو وہ بظاہر ایک نسل ہوں گے۔ مگر قومی اتحاد ٹوٹ چکے گا، اور قوم کی عزت، وقار اور جاہ و جلال زائل ہو جائے گا۔

ہربرٹ اسپنسر مشہور انگریزی فلاسفر نے ایک جاپانی سے اس کے اصل ملک کے بارے میں دریافت کیا کیا اہل جاپان اہل یورپ سے شادی کرنا پسند کرتے ہیں؟ جاپانی فلسفی نے کہا ہرگز نہیں کیونکہ اس طرح قوم دوغلی ہو جائے گی اور شیرازہ بکھر جائے گا علاوہ ازیں مرد وزن کے مزاجوں میں موافقت بھی نہ ہو گی۔ پھر اس نے اس کی وجوہات اصول صحت و دیگر دلائل سے ثابت کیں۔
ہم یہاں صرف اصول حفظانِ صحت و اصول معاشرت کے اعتبار سے

Marfat.com

اس کے اسباب بیان کریں گے۔

حدیث بخاری میں ہے :۔

"رسول اللہ تشریف لائے تو ایک شخص نے آپ سے سوال کیا ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے، کہ تم خدا، فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاؤ۔ مرنے کے بعد حشر پر ایمان لاؤ، سائل نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ خدا کی عبادت کرو، اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو۔ سائل نے دریافت کیا، احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم اس طرح عبادت کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے سائل نے پوچھا اور قیامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سوال کرنے والے سے زیادہ مجھے اس کا علم نہیں، البتہ میں تمہیں اس کی نشانیاں بتاتا ہوں، لونڈی آقا کو جنے گی، اونٹوں کے چرواہے بلند عمارتوں پر فخر کریں اور یہ پانچ باتیں علم الٰہی میں ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا پھر یہ آیت پڑھی۔"

ان اللہ عندہ علم الساعۃ	بے شک اللہ ہی کو روز قیامت
وینزل الغیث ویعلم مافی	کا علم ہے وہ بارش برساتا ہے
الارحام (۳۱ - ۳۴)	اور جو کچھ رحم میں ہے جانتا ہے۔

اس کے بعد وہ شخص واپس ہو گیا، آپ نے صحابہ سے کہا اسے

Marfat.com

واپس بلاؤ، لوگوں نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا یہ جبریل تھے آپ لوگوں کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔"

ان معانی کو ایک اور حدیث میں زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا ہے:۔

"جب امانت اٹھ جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔"

ایک اور حدیث میں ہے:۔

"قیامت کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ علم کی کمی، جہالت کی کثرت، زنا آزادانہ اور عورتیں بافراط ہو جائیں گی، مرد کم ہو جائیں گے حتیٰ کہ پچاس عورتوں پر ایک مرد ہو گا۔"

ایک اور حدیث ہے:۔

"اللہ تعالیٰ عالموں کو اٹھائے گا اس طرح علم اٹھ جائے گا جب کوئی بھی عالم نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے، لوگ ان سے مسائل پوچھیں گے تو وہ بے جانے بوجھے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

یہاں علاماتِ قیامت سے مراد قیامت صغریٰ ہے اور قیامت صغریٰ سے مراد کسی قوم، قبیلے یا بستی کی تباہی ہے اس میں شک نہیں کہ زنا سے نسل کم ہوتی ہے اور جہالت سے تباہی پھیلتی ہے۔ کمینوں کے بڑے عہدے پر پہنچ جانا تباہی کا سبب ہے لڑائیوں میں مردوں کا قتل ہو جانا عورتوں کی کثرت کا سبب ہو گا۔ اور قومی زوال ہو جائے گا یہ بات آئے دن دیکھتے ہیں آتی ہے قوموں اور خاندانوں کا اختلاط بھی قوم کی ہستی کو فنا کرتا ہے۔ موجودہ علمائے عمرانیات کا بھی یہی خیال ہے۔

Marfat.com

جوہر- ۲۷

فضل

تہذیب و تمدن کے دس زریں اصول ہیں جن میں تمام بنی نوع انسان شریک ہیں :۔

۱۔ قوموں کی طبیعت میں احساس ترقی و بلندی پیدا ہونا تاکہ وہ اپنے ضمیر کی آواز کو سن سکیں۔ جو تحریک آسمانی سے ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ (۳- ۱۱۱)	تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی رہبری کے لئے بنائے گئے ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

۲۔ اُمت کے ہمیشہ رہنے کا احساس جیساکہ قرآن میں ہے :۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (۴۸-۲۸)	وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت دے کر بھیجا اور اسے دین حق دیا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ وہ ایک بہترین امت کا فرد ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی احساس ہو کہ اس کی اُمت ہمیشہ ہمیشہ دائم قائم رہے گی تو دونوں باتیں اسے بلند حوصلگی کی دعوت دیں گی۔

Marfat.com

اور اس کی یہ امید اسے ایسے شرف کے حاصل کرنے پر آہستہ آہستہ آمادہ کرتی رہے گی جو نہایت بلند ہے۔

۳۔ ثابت قدمی:۔

وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور۔ اگر صبر کروگے اور پرہیزگار رہو گے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے

(۳۔ ۱۸۵)

مطلب یہ ہے کہ قوتِ برداشت اور استقلال یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ہمت ہی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اس کی مثال کے لئے حضرت نوح کا قصہ پڑھیئے اور ان کا استقلال دیکھیئے پھر حضرت ذی النون کا واقعہ اور ان کی جلد بازی کا حال پڑھیئے حضرت نوح کے استقلال پر قرآن میں ان کی کتنی تعریف کی گئی ہے قرآن میں صبر کے بارے میں بہت سی آیتیں آئی ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ نے فرمایا:۔

ان اللہ مع الصابرین بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ اس بارے شک نہیں کہ اس ثابت قدمی سے وہی ثابت قدمی مراد ہے جو صحیح عقیدے اور درست اعتقاد پر مبنی ہے۔

۴۔ توکل:۔

یہ ایک روحانی طاقت ہے، جو عقائد کے ساتھ مل کر روح میں اتر جاتی ہے اور غیبی امداد دیتی ہے تاکہ عقل اس سے متاثر ہو کر اعضاء کو مفید کاموں پر لگائے۔ جیسے زراعت، تجارت،

Marfat.com

صنعت وحرفت اور حکومت وغیرہ اور انسان ایسی چیزوں کو چھوڑ دے جن کا نفع قلیل ہو یا وہ معاش وصحت کے ذرائع نہ بن سکتی ہوں۔

چنانچہ وہ لوگ جو علاج معالجہ کو چھوڑ کر، جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے بتاتے ہیں، بدفالی اور توہم پرستی کی لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں، ان سے قیامت کے دن باز پرس ہوگی، دیکھئے رسول اللہ فرماتے ہیں:۔

"میری اُمت کے ستر ہزار آدمی بغیر کسی حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو داغ نہیں دیتے، جو بدفالی اور شگون نہیں لیتے، لوگوں کو جھاڑ پھونک کی تلقین نہیں کرتے اور اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ ان ستر ہزار کو ستر ستر ہزار آدمی دیئے جائیں گے کہ وہ بلاحساب انہیں اپنے ساتھ بہشت میں لے جائیں اور پھر ان میں سے بھی ہر شخص ستر ہزار کو بغیر حساب کے اپنے ساتھ لے جانے کا مجاز ہوگا۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے کہ نیک اعمال کا اتنا بڑا معاوضہ دیا جائے گا۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اعمال کی باز پرسی اور حساب کتاب انہیں لوگوں سے ہوگی جو غیر یقینی اور غیر نفع بخش کاموں میں لگے رہتے ہیں اور سُنت خداوندی کا اتباع نہیں کرتے اور وہ لوگ جو خدا کے بتائے ہوئے طریق پہ چلتے ہیں انہیں حساب کتاب سے بری قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ نرمی سختی :۔

اخلاق نبوی اور کتاب الٰہی میں ان دونوں کی جھلک ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے چنانچہ اصحاب نبی کی تعریف میں ہے :۔

اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔ | وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل والے ہیں ۔

شجاعت شہسواری اور نشانہ بازی بھی اس مذہب کا ایک رکن ہے ان کا سیکھنا آیت پر فرض کفایہ ہے علمائے امت نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو فنون سپہ گری میں مہارت پیدا کرنی چاہیئے ۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں :۔

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ۔ (۹-۶۰) | جہاں تک ہو سکے ان کے لئے طاقت فراہم کرو ۔

اس کے ساتھ نرمی کا بھی حکم فرماتے ہیں :۔

ان ربک شدید العقاب وانہ لغفور رحیم ۔ | آپ کا پروردگار سخت عذاب والا ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا بھی ہے ۔

قرآن میں کوئی بھی آیت ایسی نہیں ملتی جس میں محض سختی کا ذکر ہو بلکہ جہاں سختی ہے وہاں نرمی ضرور ہے ۔ اور عذاب کے ساتھ ثواب کی امید ہے تاکہ قانون زندگی اور فطرت دونوں سے اسے مناسبت ہے ۔ اور اللہ تعالٰی کا اپنے رسول کے بارے میں یہ فرمان صحیح ثابت ہوا :۔

انک لعلی خلق عظیم | بے شک آپ بلند اخلاق پر ہیں ۔

Marfat.com

۶۔ دشمنوں کے ساتھ دینوی حالات میں ضروریاتِ زمانہ کا لحاظ رکھنا
آپ کی زندگی اس کا نمونہ ہے۔ آپ پر تین دور گزرے ہیں۔

(۱) ابتدائے دعوت کا زمانہ:۔

جس میں آپ خفیہ تبلیغ اسلام کرتے تھے۔ اس دور میں تبلیغ رسالت کے لئے یہی طریقہ قرین حکمت تھا حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ آپ کے اصحاب ترکِ وطن کر کے حبشہ وغیرہ چلے گئے اور پھر آپ خود اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر مدینہ ہجرت کر گئے۔

(۲) دورِ صلح حدیبیہ:۔

اس صلح میں یہ قرار پایا کہ مکہ کا جو شخص بھی مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے۔ آپ اسے اہلِ مکہ کے سپرد کر دیں اور اگر اہلِ مکہ کے پاس کوئی شخص مرتد ہو کر جائے تو اسے واپس نہ لیں مصلحتِ وقت کی بنا پر آپ نے ایسی کڑی شرط منظور کر لی۔ پھر جب اللہ نے آپ کو غلبہ دیا تو آپ نے سارے عرب میں نورِ اسلام پھیلا دیا اور اشاعتِ حق میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔

۷۔ عقائد کے بارے میں صلحِ کل ہونا:۔

قرآن نے کسی نبی کی مذمت نہیں کی بلکہ صاف فرمایا کہ کسی بھی نبی کو جھٹلانے والا کافر ہے۔ لہٰذا ہم تمام مسلمان، حضرت موسیٰ علیہ، ابراہیم اور ادریس علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کو سچا نبی مانتے ہیں علاوہ بریں جب بھی ہم کسی ایسے نبی کا ذکر سنتے ہیں۔ جسے ہم نہیں جانتے تو اس کو نبی ماننے میں کلام نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک۔ (۴۰۔ ۷۸)

ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے۔ بعض کے آپ کو قصے سنائے اور بعض کے قصے نہیں سنائے۔

یہ بات نوعِ انسانی میں اتحاد و اتفاق پیدا کرتی ہے کیونکہ کسی قوم کے عام و خاص اگر کسی بزرگ کا احترام کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ تو اسلام ان کی تکذیب نہیں کرتا۔ اسلام صلح و مساوات قائم کرتا ہے لہٰذا اس طرح کی تکلیف وہ باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام برہما یا گوتم بدھ کی تکذیب نہیں کرتا بلکہ اس امر کو جائز سمجھتا ہے کہ وہ نبی ہو سکتے ہیں کیونکہ ہادی اسلام کی یہی ہدایت ہے نیز ذاتی لاعلمی کسی امر کی نفی کو مستلزم نہیں لہٰذا بلا شک و شبہ اسلام کی یہ ہدایت اقوامِ عالم میں باہمی اتحاد و اتفاق کی داعی ہے۔ ہیں نے دنیا کے مذاہب میں کوئی مذہب ایسا نہیں دیکھا جو دوسری قوموں کے بزرگوں کا احترام ملحوظ رکھتا ہو مسلمان تمام دنیا کے عالموں سے نیک اعتقاد رکھتا ہے اور ان پر ایمان لاتا ہے۔ مگر مسلمانوں سے پہلے جو قومیں ہوئیں وہ اسلام کو سچا دین نہیں مانتیں۔ معلوم ہوا مسلمان اتحاد و محبت کی خواہش کرنے والا اور صلح جُو ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے مذہب والے مخالفت کو اپنا شیوہ بنائے ہوئے ہیں۔ مومن اسلاف کے علوم کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر ان سے مفید باتیں اخذ کرتا ہے اور بری باتوں کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا پابند ہے :-

Marfat.com

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولو الالباب (۳۵-۱۵)

خوشخبری سنا دے میرے ان بندوں کو جو میرا کلام سنتے ہیں اور اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہ لوگ عقلمند ہیں

مسلمانوں نے ان باتوں پر غور کیا اور عقائد میں جو مضر باتیں تھیں انہیں دور کردیا ایسی باتیں جن سے انبیاء علیہ السلام پر حرف آتا تھا ان کی تردید کردی حضرت عیسیٰ ؑ کے مصلوب ہونے، توہین آمیز سلوک کئے جانے اور ان کی والدہ پر بد چلنی کا الزام لگانے کی تردید کردی الوہیت مسیح کی نفی کر کے انہیں خدا کا نیک بندہ اور نبی ثابت کیا جیسے اور نبی خدا کے نیک بندے اور رسول ہیں۔ پھر تورات کی تحریف شدہ گڑ بڑ قصوں کی اصلاح کی اور انہیں ایسے موزوں سانچے میں ڈھال دیا کہ شرک و کفر کا شائبہ تک نہ رہا۔ ان قصوں میں انبیاء پر جو حرام امور کے ارتکاب کی تہمت لگائی گئی تھی ان کی نفی کر کے معصومیت ثابت کردی۔

تورات میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیان میں اللہ تعالےٰ کو ایسے بادشاہ سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی قوم سے حسد رکھتا ہو ان کی خفیہ طور پر نگرانی کرتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اس جیسا رعب داب اور معلومات رکھنے والا کوئی اور دوسرا نہ ہو۔ بھلا اللہ تعالیٰ کو ایسے بہیمانہ صفات رکھنے والے دنیوی بادشاہوں سے کیسے مماثل ٹھہرایا جاسکتا ہے! قرآن نے ایسی باتوں سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ

Marfat.com

کر دی اور متعدد جگہ قرآن کی اس طرح توصیف کی ہے کہ وہ پرہیز گاروں کے لئے نصیحت اور ہدایت ہے۔

۸۔ محکوم اقوام کی رعایت:۔

جن لوگوں پر اہل اسلام کا تسلط ہو، قرآن ان کی رعایت خاطر کی تاکید کرتا ہے کہ ان کے ساتھ معاملات میں نرمی برتی جائے اور ان کے شعائر کا احترام کیا جائے۔ جیسے یہود و نصاریٰ کے معبدوں کا احترام، ان کے احبار و رہبان کی عزت اور ان کے نکاح و معاشی معاملات وغیرہ کی توثیق۔

دیکھیے یوسف علیہ السلام کے قصے میں، فرعون کے آدمیوں نے حضرت یعقوب کے فرزندوں سے کہا تھا جب کہ وہ مصر میں تھے کہ اس چور کی کیا سزا ہوگی؟ تو انہوں نے کہا جس کے کجاوے میں سے وہ پیمانہ نکلے وہی اس کی جزا ہے۔ تو بنو اسرائیل کے لئے وہی سزا تجویز ہوئی جو ان کے شہروں میں رائج تھی۔

۹۔ اُمتوں کی اصلاح میں تدریج سے کام لینا:۔

لہٰذا ان پر ایک دم دباؤ نہ ڈالا جائے۔ اور نہ انہیں اک دم آگے قدم بڑھانے کا حکم دیا جائے۔ دیکھیے شراب کے ضرر کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما (۲-۲۱۸)	تجھ سے سوال کرتے ہیں اے نبی شراب اور جوے کے بارے میں کہہ دے اس میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں مگر ان کا گناہ فائدے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کے ضرر اور نفع کا بیان کر دیا اور حرمت کی وجہ بھی بیان کر دی، کیونکہ تمام لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ جس چیز کا ضرر غالب ہو گا وہ حرام ہو گی، پھر نماز کے وقت اسے حرام کر دیا، چنانچہ فرماتے ہیں :-

نماز کے وقت نشہ نہ کرو۔

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ — نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو

بعد ازاں شراب اور جوے کے بارے میں حکم قطعی نازل ہو گیا :-

یاایھا الذین آمنوا انما الخمر	اے ایمان والو! شراب، جُوا، بت اور
والمیسر والانصاب والازلام	پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں۔
رجس من عمل الشیطان	ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (۵-۱۰۰)	

نزول دین کے وقت یہ تدریج اس بات کو بتاتی ہے کہ رعایا کے ساتھ نرم سلوک کرنا چاہیئے۔ اور انہیں آہستہ آہستہ اعمال و عقائد کی طرف بلانا چاہیئے۔ تاکہ مقصد کی تکمیل ہو جائے۔

آپ اس بات پر تعجب نہ کریں کہ بڑی بڑی اسلامی حکومتیں کیسے برباد ہو گئیں وجہ یہ تھی کہ وہ لغو باتوں میں منہمک ہو گئے۔ وہ صرف نام کے مسلمان تھے۔ یا صرف چند عبادات و اقوال کے پابند تھے۔ رہی روحِ دین وہ ان میں نہ تھی۔

۱۰- احکامات میں اُمتوں کے رسوم کی رعایت :-

دیکھیئے دیت کے بارے میں اسلامی قانون اہل عرب کے رواج کے مطابق ہے، جاہلی دور میں اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ قتلِ خطا یا شبہ عمد میں قتل کرنے والے سے ایک سو اونٹ

Marfat.com

تاوان کے طور پر لیتے تھے اور قتل عمد میں بھی معافی کے وقت سو اونٹ بطور خونبہا لیتے تھے یہ ایک وسیع باب ہے کہ متمدن قوم حسب عرف و عادت قانون وضع کر سکتی ہے یا حالات، مقامات اور ادوار کا خیال کرتے ہوئے قانون بنا سکتی ہے رسول اللہ کو تمام مخلوق کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجنے کا یہی مقصد تھا۔

اسلام سے پہلے ایک مرد کئی کئی لاتعداد بیویاں رکھ سکتا تھا، اسلام نے اس کی ایک حد مقرر کر دی اور چار سے زیادہ کی اجازت نہیں دی تاکہ ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے اور ظلم و زیادتی کا خدشہ ہو تو پھر تعدد ازدواج کی بھی اجازت نہیں، حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ رعایا سے ان کی استعداد کی موافق مطالبہ کریں

فان خفتم ان لا تعدلوا — اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے
فواحدۃ۔ — تو پھر ایک ہی بیوی کی اجازت ہے۔

اسلام سے پیشتر غلامی کا عام رواج تھا۔ اسلام نے اس کی تخفیف کر دی اور آزادی غلام کو احکامات اسلام میں شامل کر دیا حتیٰ کہ بہت سے دینی امور ایسے ہیں کہ ان میں ایک غلام آزاد کرنا بطور کفارہ با ثواب رکھا گیا ہے۔

وما ادراک ما العقبۃ فک — آپ کو معلوم نہیں کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟
رقبۃ۔ (۹۱-۱۲) — وہ ہے غلام کا آزاد کرنا۔

سبحان اللہ آپ اس قدر رحمت والے ہیں۔ آپ تمام انسانوں کیلئے رحمت مجسم ہیں، یہی وہ معتدل راہ ہے جس کی وجہ سے امت اسلامیہ کے بڑے بڑے لوگ قوموں کے ساتھ دینی و دنیوی معاملات و معاہدات

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اصحابِ عقل اور عقل فہم کے لئے یہ ایک وسیع جولان گاہ ہے یہاں آکر رہوار قلم ٹھہر گیا۔ میرے خیال میں یہ اجمالی بیان عمرانیات کے سلسلہ میں بہت کافی ہے کیونکہ تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

پانچواں رکن عبادات

ہم نے عمرانیات کے بعد اس رکن اسلام کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان دونوں میں ایک رابطہ اخوت، صلہ رحمی اور صداقت کا ہے۔ اسلام میں پانچ بدنی عبادتیں ہیں، جنہیں ارکان اسلام کہا جاتا ہے۔ ان پانچوں کا حدیث میں اس طرح ذکر ہے:۔

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور اگر کسی کو استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرنا۔"

ان عبادتوں کے دو رُخ ہیں، ایک عمرانیات سے تعلق رکھتا ہے، اور دوسرا رُخ مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور نفوس کو عالم قدس سے ملاتا ہے، مؤخر الذکر کی دو شقیں ہیں، پہلی شق کا تعلق اجتماع، نظام حیات، ترقی اور نظام مادی سے ہے، اور دوسری شق کا تعلق عروج روح صفائے نفس، بہجت قلب، پروردگار کے ساتھ خلوص، لقائے الٰہی اور اولیا اللہ کے ساتھ محبت سے ہے، گویا پہلا درخت ہے اور دوسرا اس کا پھل، اول جسم ہے اور دوسرا روح ہے، اول لفظ ہے اور دوسرا معانی ہے، اوّل صورت ہے اور دوسرا اس کا حسن و جمال ہے۔ اگر ان

Marfat.com

چیزوں کی مزید تفصیل چاہتے ہیں تو سنئے :۔
پہلی چیز کثرت عبادت ہے، رہی توحید الٰہی تو اس پر ہم پہلے بحث کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ توحید اخلاص قلب اور توجہ قلبی الی اللہ کا نام ہے رہی دوسری شق تو وہ حقوق انسانی میں مساوات، عدم امتیاز و اختصاص اور کاہنوں پجاریوں وغیرہ سے دور ہونا ہے۔ چونکہ ہم ان چیزوں کی تفصیل پہلے ہی کر چکے ہیں، لہٰذا اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اقامت نماز و حج :۔

اس کا اجتماعی رخ یہ ہے کہ رسول اللہ ہر عام و خاص کو پانچ وقت نماز پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں طلوع فجر کے بعد، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے وقت جس میں مخصوص اعمال، تحرین، اہم اقوال اور ایسی دعائیں ہوتی ہیں جو قلب کو عظمت رب کا شعور دلاتی ہیں، اور صالح مصلحین کے ذکر اور ان پر درود و سلام پر مشتمل ہوتی ہیں تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اور وہ قلب میں حاضر رہیں ان نمازوں کے لئے ایک امام کا ہونا ضروری ہے، رسول اللہ کے عہد مبارک میں ایسا ہی تھا، کہ پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی تھی حدیث میں ہے کہ

" جماعت سے نماز پڑھنا ستائیس درجے تنہا نماز پڑھنے پر فوقیت رکھتی ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں، جو جماعت سے نماز ادا نہیں کرتے، حتیٰ کہ عین میدان جنگ میں بھی مسلمان جماعت کو نہ چھوڑتے تھے میدان جنگ میں نماز پڑھنے کے کوئی سولہ طریقے ذکر کئے گئے ہیں، تاکہ وہ کسی حال میں بھی نماز کو نہ چھوڑیں، اور جماعت کو ترک نہ کریں"

اھل اسلام کے لئے سال میں دو عیدیں ہیں جن میں شہر اور آس پاس والے ایک وسیع عیدگاہ میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

جمعہ کے دن تمام شہر والے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، جہاں ان کا سردار، بادشاہ، خطیب یا کوئی سربرآوردہ آدمی انہیں نصیحت کرتا ہے اور کتاب الہٰی سے تذکیر و وعظ کرتا ہے۔

اس دور میں ان تمام چیزوں کی صورت مسخ ہو گئی ہے۔ یہ تین اجتماع ہیں، ایک تو پانچوں وقت، دوسرے ہر ہفتہ جمعہ کے دن اور سال میں دو بار، یہ اجتماعات ان اجتماعوں سے علاوہ ہیں جو دوڑ، تیر اندازی، خوشی اور شادی کے موقع پر ہوتے ہیں، یا اسی قسم کے اور دیگر اجتماع جو شریعت نے مقرر کئے ہیں، روزانہ اجتماع اہل محلہ کے لئے ہے ہفتہ وار اہل شہر کے لئے ہے اور سالانہ شہر اور اس کے آس پاس والوں کے لئے۔

ایک اجتماع تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ہے یعنی حج، جو ایک ایسے شہر میں ہوتا ہے۔ جو مشرق و مغرب کا سنگم اور سیاسی معرکوں سے علیحدہ ہے یہاں آکر مسلمان ہر سال عمر میں ایک دفعہ حاضر ہوتے ہیں، جہاں وہ اھل اسلام سے ان کی حکومتوں، ایجادات،

Marfat.com

احوال، حکام اور نظام پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور افادہ واستفادہ کے بعد اپنے وطن کو واپس لوٹتے ہیں، یہ چار عمرانی اجتماعات ہیں، جو کوئی قوم ان کی پابند رہے گی وہ مضبوط و متحد ہو جائے گی، اور ابتدائی دول عرب کی طرح ہو جائے گی، یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا، ایک ایسا اجتماعی عمل ہے، جو شہروں کو منظم کرتا ہے، امن کو برقرار رکھتا ہے، راستوں کو مامون بناتا ہے، اور ملکوں کی تنظیم کرتا ہے، جیسا کہ علامہ غزالی نے احیاء العلوم میں اس کی تشریح کی ہے۔

جوھر۔ ۲۸

نماز اور حج کا دوسرا رُخ

نماز اور حج کے ارکان و اعمال انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے ہیں نماز میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس سے مناجات کرتا ہے۔ اس کی تعریف کرتا ہے کہ وہ رحمان و رحیم ہے، تمام عالم کا مربی ہے۔ خواہ وہ انسان ہوں، نباتات ہوں یا حیوانات ہوں، وہ سب کی پرورش نہایت مہربانی سے کرتا ہے، اس توصیف سے اس کا قلب اس کے لطف عمیم کا تصور کرتا ہے، اور اس امر کا شعور کرتا ہے کہ اس نے کس طرح بالتدریج ہر چیز کی اپنی رحمت سے ترتیب کی اور پھر وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا اس سے باتیں کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے :

ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ — ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔

وہ اسے پکارتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میں تجھے اس لئے پکارتا ہوں کہ تو مجھے سیدھی راہ چلنے والوں کے ساتھ کر دے گمراہوں کے ساتھ نہ ٹھہرائے، جو تاریکی میں ٹکریں مارتے پھرتے ہیں یا ان

Marfat.com

لوگوں کی راہ پہ نہ ڈالے، جن سے تو ان کی گمراہی کی وجہ سے ناراض ہے
جب یہ باتیں بار بار دل پر گذرتی ہیں تو دل میں ایک نور چمک اٹھتا ہے
خصوصاً جب وہ رات گئے نماز میں مشغول ہو اور لوگ سوئے پڑے
ہوں، اگر نماز اس توجہ سے خالی ہو تو انسان کو قرب الٰہی میسر نہیں آتا۔
بس ایک دنیوی اجتماع سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں۔

جب نمازی اپنی مناجات کے معانی سمجھتا ہے تو اس کی یہ مناجات
اسے علوم کی طرف متوجہ کرتی ہے، اور وہ جس طرح بھی اس سے ہو سکے
ان کی تحصیل کی طرف التفات کرتا ہے، جیسا کہ میں نے اپنے بچپن سے
اپنے لئے ایک راہ بنالی تھی۔

یہی حال حج کا ہے کہ جب ایک حاجی مقاصد حج سے خالی ہو کر حج کرتا
ہے تو وہ ایک اسلامی فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جاتا ہے اور
ایک ظاہری اتباع کرنے والا ہو جاتا ہے۔ ایسے حج سے ہو سکتا ہے نظام
اجتماعی اور ملت اسلامیہ کی ظاہری شوکت کو کوئی فائدہ پہنچ جاتا
مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ نہ خدا کے نزدیک اس کی کوئی
اہمیت ہے۔ البتہ جب وہ حج کے مقاصد کو اچھی طرح جانتا ہے اور پھر
سے وہ اپنے دوستوں، بھائیوں، آل واولاد اور مال کو اللہ کی رضامندی
کے لئے چھوڑ کر نکلتا ہے اور ایک مقام کی طرف جاتا ہے جو شعائر الٰہی
سے ہے اور عرفات میں پہنچ کر اللہ کے حضور میں قیام کرتا ہے۔ تو وہ اپنے
دل میں یاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح سب لوگوں کو یوم
حساب میں جمع کرے گا جس طرح یہاں حج میں جمع کر رکھا ہے اور
وہ ایک دن دنیا کو اسی طرح چھوڑ کر چل دے گا، جیسے اب چھوڑ کر

Marfat.com

چلا آیا ہے اور اس طرح دنیا کے طمطراق سے عاری کر دیا جائے گا جس طرح کہ اب سلے ہوئے کپڑوں سے عاری کر دیا گیا ہے، وعلی ہذا القیاس لہذا حاجی ان معانی کی تحقیق کے بعد ایسا ہو جائے گا گویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا ہے۔

اگر یہ بات میسر آجائے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کا نفس اللہ کی طرف پوری طرح جھک گیا ہے اور سفر کی تکالیف کے بعد گناہوں سے پوری طرح تائب ہو گیا ہے، کہ اب گناہوں کی طرف کبھی رخ نہ کرے گا۔

اگر یہ بات میسر نہ ہو تو پھر وہ حج صرف ایک رُخ رکھتا ہے، دونوں رُخ کا حامل نہیں، اور کامل و مکمل حج نہیں۔

جوہر۔ ۲۹

زکوٰۃ

اس شریعت میں سب سے عجیب چیز زکوٰۃ ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ مشرقی و مغربی حکومتیں لوگوں پہ ٹیکس لگاتی ہیں اور لوگ خوش یا ناخوش انہیں ادا کرتے ہیں۔

اسلام نے کھیتی باڑی، سونے چاندی، مویشی اور مال تجارت پر زکوٰۃ فرض کی ہے تفصیلات کا یہ مقام نہیں، بہرحال جس شخص پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، وہ حکومت کے مقرر کردہ محصل زکوٰۃ کو خوشی خوشی مال زکوٰۃ پیش کرتا ہے، تاکہ اسے قرب خداوندی حاصل ہو، رسول اللہ نے فرمایا ہے:۔

"صدقہ ہے جو امیروں سے لے کر غریبوں کو دیا جاتا ہے۔"

رسول اللہ نے اس ٹیکس کو صدقہ قرار دیا ہے، اور اس کا نام زکوٰۃ یعنی پاکیزگی رکھا ہے۔

زکوٰۃ کا بھی ایک عمرانی پہلو ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہر مالدار، ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ، فقراء، مساکین، عاملین، مؤلفۃ القلوب، قرض داروں، اسلامی لشکروں اور مسافروں پر خرچ کرتا ہے، ہمیں مزید تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ علمائے اسلام نے اس کی خود تشریح کر دی ہے، اور ہندسہ، طب وغیرہ منافع عامہ کو بھی اس میں

داخل کر دیا ہے، اس طرح وہ لوگ جو امیروں سے حسد رکھتے ہیں ان کے
عناد و حسد کا خاتمہ ہو جاتا ہے، یہ تو زکوٰۃ کا عمرانی پہلو تھا۔ اب رہا اس
کا روحانی پہلو سو یہ ہے کہ نفس انسانی بخل کا عادی ہے، زکوٰۃ دینے سے
نفس اس بد خلق سے پاکیزہ ہو جاتا ہے، اور ظاہری طور پر وہ غریبوں،
بیکسوں کی امداد کر کے نظام مدنیت کو استوار کرتا ہے، اور سخاوت
کے دروازے کو کھولتا ہے جس کی ابتدا زکوٰۃ ہے۔ درمیانی حصہ صدقات
ہیں، اور آخری حصہ سود مند کاموں میں خیرات کرنا، مدرسوں اور سرائں
کی تعمیر، انجمنوں اور حکومتوں کی مفید کاموں میں امداد، مہمان نوازی، دوستوں
اور امیروں کی ہمدردی، اور کمینوں کی زبان بندی ہے۔

یہ سب کچھ ایک قسم کی تربیت ہے، کہ نفس حب مال میں مبتلا نہ
ہو جائے جس کی اسے مادی زندگی میں ہر وقت ضرورت پڑتی ہے اس
طرح روح اپنے خالق کے لئے مخلص بن جاتی ہے۔ اور طبعی ملاوٹوں،
اور گھلاوٹوں سے پاک ہو کر اپنے رب کی طرف رجوع کرتی ہے۔

جوہر ۔ ۳۰

روزہ

زکوٰۃ کے بعد روزے کا نمبر ہے۔ یہ مہینے بھر کے روزے اس لئے رکھے گئے ہیں کہ لوگوں کو غریبوں کی تکلیف کا پورا پورا احساس ہو تاکہ وہ ان کے ساتھ غم خواری پر آمادہ ہو جائیں۔ یہ روزے کا ایک اجتماعی رخ ہے۔ علاوہ بریں ایک رخ اس کا نفس کو عفت کا عادی بنانا ہے۔ پھر روح کو بھوک کی تکلیف دے کر عالم بالا کی طرف مائل کرنا ہے۔ تاکہ وہ دن بھر بھوک پیاس کی تکلیف اٹھا کر صاف شفاف ہو جائے۔ اور درجۂ کمال تک پہنچ جائے۔ یہ روزے کا روحانی و دینی پہلو ہے۔ یہاں رہوار قلم عبادات کے بیان میں پہنچ کر سرنگوں ہو گیا۔ اب ہم معاملات حدود اور احکامات سے بحث شروع کرتے ہیں۔

Marfat.com

جوھر ۔ ۳۱ چھٹی قسم

معاملات، احکام، حدود اور تعزیرات

اسلام کا یہ حصہ نظامِ تمدن کے ساتھ خاص ہے، علماء فرماتے ہیں کہ انسان اپنی پیدائش سے لے کر جادۂ حیات کو قطع کرتا ہوا موت سے ہم آغوش ہو جاتا ہے، اور اپنے پروردگار سے جا ملتا ہے۔

اس کی سواری بدن ہے، قوامِ بدن غذا سے ہے۔ اور بقائے نسل ازدواج سے ہے، لہذا زندگی کے تمام معاملات کا تعلق دو چیزوں سے ہے، ایک مال سے اور دوسرے ازدواج سے۔

اس چھٹی قسم کے بارے میں کلامِ پاک میں بہت کم آیات آئی ہیں مگر علمائے اسلام نے ان کی طرف بہت زیادہ توجہ مبذول کی ہے، انہوں نے عبادات اور معاملات وغیرہ پر کتب تقریباً خوب خوب تخریج کی ہے۔ احکام و قوانینِ سیاست، نظامِ شہریت اور عدل و انصاف رعایا و محکومین پر بہت زور دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امور اگرچہ دنیوی ہیں مگر انجام کار ان کا مرجع بھی دین ہی ہے۔

انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ حیاتِ دنیوی کو غذا کے ذریعہ قائم رکھے اور اپنی نسل کو ازدواج کے وسیلے سے باقی رکھے، پھر تہذیبِ نفس اور تغذیۂ روح کے اسباب مہیا کرے اور علم و عرفان سے انہیں جلاء دے

قسم قسم کی عبادتوں سے بتدریج عالم کی طرف عروج روحانی کرے۔ اور مشاہدہ، غور و فکر اور تدبر سے روح کو ترقی دے۔

ہمارے علما کی ہمتیں مختلف ادوار حیات میں اسی طرف مائل رہی ہیں کیونکہ انہوں نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا کہ عالم کو نظام تمدن کے قیام میں ان چیزوں کی شدید ضرورت ہے۔ حتیٰ کہ بعض علما کا یہ خیال اتمام ہوگیا کہ صرف انہی چیزوں کو اچھائی سے کرنا موجب سعادت اخروی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط خیال تھا، کیونکہ ان چیزوں پر صرف سعادت دنیوی موقوف ہے، رہی آخرت تو وہ بغیر روشن فکر، کامل بصیرت اور عقل سلیم کے درست نہیں ہو سکتی، وہ عقل سلیم جو مہذب اور روشن ہو کر عالم اور اس کے نظام میں فکر و تامل کر کے اپنے خالق کی طرف عروج کرتی ہے۔

المختصر ان چھ قسموں میں سب سے بلند، سب سے بہتر، سب سے قیمتی اور سب سے اول اور آخر یہی علوم کونیہ ہیں جن سے ہم نے اس کتاب میں بحث کی ہے۔ دیکھیے قرآن پاک میں ان کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ کیا غذا اور سعادت دنیوی کا مسئلہ بغیر علوم کونیہ کے حل ہو سکتا ہے اور کیا فانوس فکر بغیر ان کی روشنی کے منور ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ان علوم کا درجہ ہے، جو بدعات و خرافات کا قلع قمع کرتے ہیں، پھر علم سیاست، پھر آداب و اخلاق اور پھر عبادات کا درجہ ہے۔ رہے معاملات تو یہ مانند دوا کے ہیں۔

علوم عقلیہ، قوموں کے لئے بمنزلہ غذا کے ہیں، اور احکام شرعیہ بمنزلہ دوا کے ہیں۔ دیکھتے نہیں ہو کہ میراث، عصبہ، بیع و شراء وغیرہ

Marfat.com

کے احکامات صرف مالی خصومتوں اور جھگڑوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بس
علمائے مالی مسائل کی اس طرح تفصیل کی ہے، احکام بیع، سود،
قرض، ہبہ، اجارہ، عاریت، گری پڑی چیز کے احکام، احکام میراث،
وصیت، وقف، معاہدات، دعووں اور جھگڑوں کے فیصلوں، قاضیوں
کی تعیناتی وغیرہ، عقوبات، چوری اور غصب وغیرہ۔
اور نسب سے متعلق مسائل کی اس طرح تخریج کی ہے :-
حدِ زنا و لواطت، احکام زواج و طلاق، خلع، ظہار اور ملاعنت
وغیرہ، خلاصہ یہ ہے کہ انتظامی معاملات کو ہم پانچ لفظوں میں جمع کر سکتے
ہیں :-
دین کی حفاظت کے لئے قتلِ مرتد۔ عقل کی حفاظت کے لئے حدِ خمر۔
نسب کی حفاظت کے لئے حدِ زنا۔ مال کی حفاظت کے لئے حدِ سرقہ اور
نفس و اعضاء کی حفاظت کے لئے قصاص۔
یہ وہ حدود و تعزیرات ہیں جو دنیوی سزاؤں کے سلسلہ میں اسلام
لایا ہے، اور بھی اس قسم کی سزائیں ہیں جیسے ڈاکوؤں کے لئے جلاوطنی،
ہاتھ اور پاؤں کا کاٹ ڈالنا اور تہمتِ زنا لگانے والے کے لئے حدِ
قذف وغیرہ۔

Marfat.com

جوہر-۳۲

شریعت ترازوئے

معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب اسلام کی سزائیں دو طرح کی ہیں۔

۱۔ حدود جیسے قتل مرتد کا حکم ہے تاکہ ناموس امت تفرق و انتشار سے محفوظ رہے۔ شادی شدہ زانی کا رجم، کنوارے زانی کے لئے کوڑہ زنی یا ایک سال کے لئے جلاوطنی، شرابی کے لئے چالیس کوڑے، قتل قاتل کا حکم، عضو کے بدلے عضو کا قطع، چور کے ہاتھ کا قطع کرنا۔

۲۔ تعزیرات جیسے حبس، جلاوطنی، ضرب و توبیخ، یہ ہر اس حرام چیز کے بارے میں ہیں جس کے لئے ہمارے دین میں کوئی حد بیان نہیں کی گئی۔ یہ قاضی کے اجتہاد پر موقوف ہے، کہ وہ جو کچھ مناسب ماحول و عادات و اطوار دیکھے کرے۔ امام شافعی کے مسلک میں ایسا ہی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ تو قاضی کو بہت وسیع اختیارات دیتے ہیں، حتی کہ وہ تعزیراً قتل کرنے کا اختیار بھی قاضی کو دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے تلوار لے کر دوڑے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر قاضی کو پتہ چلے کہ فلاں آدمی لوگوں کو بہت زیادہ ستاتا ہے، تو سیاستاً قاضی اسے قتل کر سکتا ہے۔

Marfat.com

جوہر - ۳۳

مقصدِ شریعت اور علم میں درجاتِ امم

حدیث شریف میں آتا ہے "اگر شبہ پیدا ہو جائے تو حدود نہ لگاؤ"
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

والسماء رفعھا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان (سورہ رحمان ع)

آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی ترازو میں کمی زیادتی نہ کرو، انصاف سے تولو، اور وزن کو کم نہ کرو۔

ابتدائً حدود و تعزیرات کا نزول شارع کی جانب سے تحریری طور پر ہوا تھا۔ بعد ازاں قاضی کے اجتہاد پر انہیں موقوف کر دیا گیا۔ حدود کو انتہائی سخت سزائیں ٹھہرایا گیا۔ اور تعزیرات کو ان سے ہلکا رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہوشیاری، بیداری، مستعدی، اعداد و شمار کی نگرانی، امتوں کے مراتب کی رعایت، میزان عقل میں انہیں تولنے پورا تولنے اور ان کے حقوق کی پوری رعایت کرنے، اور ان کے لئے ایسے قوانین وضع کرنے کا حکم دیا ہے جو ان کے حالات، تربیت اور ماحول کے مناسب ہوں، اس سلسلہ میں امت کے نمائندوں سے مشورہ لینے کا

Marfat.com

حکم بھی ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے "میری اُمت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی" یہ حیاتِ اجتماعی کا ایک سب سے بڑا اصول ہے۔ اگر آپ پچھلی امتوں کی کتابوں، ان کے گروہوں اور ان کے اصناف کا عہد بہ عہد اور مقام بہ مقام مطالعہ کریں گے۔ تو دیکھیں گے کہ وہ ایسے طور وطریق پر چلے ہیں جو ان کی استعداد اور ان کے عادات و اطوار کے مناسب تھے۔ خواہ وہ ہندی ہوں یا چینی، فارسی ہوں یا ترکی، ایشیائی ہوں یا مصری۔

قد علم کل اناس مشربہم۔ ہر قوم اپنے مشرب سے مانوس ہے

ایک جاہل اُمت ایک عالم امت کی طرح کیسے صاحبِ فہم ہو سکتی ہے دیکھئے اہلِ مغرب کے بربریوں نے امام مالک کا مذہب اختیار کیا تھا۔ کیونکہ یہ مسلک فطرت کے قریب اور تاویل سے بعید ہے۔ اس میں حضارت و تمدن کی شمولیت نہیں جیسا کہ امام ابوحنیفہ کے مسلک میں ہے کیونکہ عراق میں عباسی بادشاہ موجود تھے پھر ان کے بعد ترک سلجوقی، اور عثمانیوں کی حکومت ہوئی تو ان ادوار کے علماء چونکہ تہذیب یافتہ تھے، لہذا انہوں نے بہت سے فروع و احکامات کی تخریج کر ڈالی۔ یہی حال ان زندہ اقوام کا ہوتا ہے۔ جو اسلام کی حلقہ بگوش بنتی ہیں کہ وہ بڑی تیزی سے ترقی کرتی ہیں، جب کہ گاؤدی ناپختہ دماغ ہی رہتے ہیں۔

Marfat.com

جوہر - ۳۴

عقل و شرع

عقل شریعت سے اور شریعت عقل سے مستغنی نہیں ہو سکتی
گذشتہ بیان سے آپ نے جان لیا ہو گا کہ اسلام کے عمومی قوانین کا نور دین ہے، ان کا محور عقل ہے، ان کا مونس فہم و فراست ہے، اور ان کی نمایت و غرض عدل ہے، چنانچہ رسول اللہ فرماتے ہیں شک وشبہ حدود کو باطل کر دیتا ہے، یہ ایک مختصر سا قاعدہ ہے جس نے قانون وضع کرنے والوں کے لئے علم و دانش کا ایک وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔

دیکھیے ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا شاید تم نے مساس کیا ہو گا۔ اس نے پھر کہا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے، آپ نے فرمایا شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا، اس نے پھر کہا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ہر بار دائیں بائیں، آگے پیچھے، ایک سمت کو رخ کر لیتے تھے مگر وہ شخص اقرار زنا پر اصرار ہی کرتا رہا تو آپ نے رجم کا حکم دے دیا اور اس کے بارے میں فرمایا، کہ وہ جنت میں داخل ہوا۔

فقہاء نے فرد عات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ ذرا سا شبہ بھی

حدود کو دفع کر دیتا ہے۔ اور اس طرح صرف تعزیرات رہ جاتی ہیں بلکہ چوری اور زنا میں مجرم کا انکار کر دینا ہی کافی ہے، زنا کا ثبوت تو بغیر اقرار کے محال ہے۔ البتہ سرقہ کا ثبوت بہم پہنچایا جا سکتا ہے مگر اس میں بھی ہاتھ کا کاٹنا بڑا ہی دشوار ہے کیونکہ قطع ید تبھی ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے، اگر چور یہ بھی کہہ دے کہ مال مسروقہ کے ایک جز کا میں بھی مالک ہوں، یا اس میں میرا بھی حق ہے یا اس قسم کی کوئی اور بات کہہ دے تو حکم قطع ساقط ہو جاتا ہے۔ اور صرف تعزیر رہ جاتی ہے،

یہ اصول قانونی کی نظر کرم کے اصول کے قریب قریب ہے، کہ وہ قتل کی جگہ حبس دوام یا ایک طویل مدت تک کے لئے با مشقت قید کا حکم دے سکتا ہے،

اس حدیث سے حدود کا ازالہ اور تعزیرات کا ثبوت ہوتا ہے لہذا امت کو یہ اختیار ہے کہ شوریٰ کے ذریعہ اپنے ماحول کے مطابق سزائیں رائج کرے، حسب موقع سختی کی ضرورت ہو تو سخت سزائیں دے اور نرمی کی ضرورت ہو تو نرم سزائیں دے۔ مگر ازالہ حدود شبہ کی بنا پر ہونا چاہئیے۔ چنانچہ کلام پاک میں ہے۔

ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ (۱۵-۷۵) — بے شک اس میں تاڑنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں،

ایک دوسری جگہ ہے:-

ان لا تطغوا فی المیزان (رحمان - ۸) — ترازو میں گڑبڑ نہ کرو۔

Marfat.com

جب رسول کریم حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو دریافت فرمایا اے معاذ کس طرح فیصلے کیا کرو گے؟ انہوں نے عرض کی کتاب اللہ میں دیکھوں گا، آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ انہوں نے عرض کی حدیث رسول میں تلاش کروں گا، آپ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ ہو تو؟ عرض کی پھر اپنی عقل سے کام لوں گا۔

دیکھئے حدیث میں فہم کو ایک مقام دیا گیا ہے، شاید آپ کہیں کہ سمجھ دار اٹھ گئے، اور باب اجتہاد بند ہو گیا۔ ادھر اصل علم کچھ سمجھ دار نہیں رہے، لہذا پچھلے زمانے کے مجتہد ہی ہمارے لئے کافی ہیں، تو میں کہوں گا یہ بات نہ نقل میں ہے نہ عقل اسے تسلیم کرتی ہے۔ بلکہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے، کہ بعض وہ لوگ جنہیں اب میری دعوت نہیں پہنچی وہ موجودہ دور کے بعض سننے والوں سے بہتر ہوں گے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے :-

"تمہارے خون، مال اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کا یہ دن، اس ماہ اور اس شہر میں تمہارے لئے قابل حرمت ہے، تم اپنے پروردگار سے ملو گے، اور وہ تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا، سنو میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک کی ایک گردن مارے۔ سنو حاضر غائب کو یہ پیغام پہنچا دے شاید وہ غائب تم سننے والوں سے بہتر ہو، سنو کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا نہیں کر دیا"

یہ حدیث آپ کی زندگی کے آخری سال سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں اس امر پر واضح دلیل ہے کہ بعد میں آنے والوں کے لئے

Marfat.com

غور و فکر کرنے کا حق ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کی نگاہ زیادہ باریک ہو۔

یہ اصول ایک عام اصول ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ دین قواعد کلیہ کا نام ہے، جو امتوں پر ان کی عقلوں کے مطابق نازل کئے جاتے ہیں، لہذا اگلے والے پچھلے والوں کو مستغنی نہیں کر سکتے۔ اور نہ پچھلے والے اگلے والوں کو مستغنی کر سکتے ہیں،

یہی وجہ ہے کہ ہم دین کی بہت سی نصوص قرآنی و رسولی کو ایک دوسرے سے متعارض دیکھتے ہیں کہ اولین نظریں اس تعارض کا اٹھانا ناممکن معلوم ہوتا ہے، اور اس طرح شک و شبہ دل میں راہ پاکر دین سے پھیر دیتا ہے مگر متوازن عقلیں، مطمئن دل، استوار نفوس اور روشن ذہن ان نصوص کی اس طرح تشریح کر دیتی ہیں کہ ہر ایک کا مقام واضح ہو جاتا ہے۔ بہت سے بیگ نظر ایسی نصوص سے گمراہ ہو گئے، اور ضلالت کے گڑھے میں جا گرے۔

دین کی مثال بارش کی سی ہے جو مردہ زمینوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ مگر کچھ زمینیں بنجر، ریتلی اور خشک ثابت ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ابو موسیٰ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے، جو کہ بخاری شریف میں مذکور ہے ۔

رسول اللہ نے فرمایا! اللہ نے مجھے جو ہدایت و علم عطا کیا اس کی مثال اس موسلا دھار بارش کی مانند ہے، جو کسی سرزمین میں پڑی تو کچھ قطعات پاکیزہ تھے انہوں نے بارش کے اثرات کو قبول کر لیا اور خوب سبزی اگائی، اور بعض زمینیں سنگلاخ تھیں انہوں نے پانی کے ذخیرہ کو اپنی سطح پہ محفوظ کر لیا، مخلوق نے اس سے سیرابی حاصل کی، اپنے جانوروں کو پانی پلایا اور کھیتی باڑی کو سیراب کیا اور

Marfat.com

بعض زمینیں ایسی تھیں جو بالکل ناکارہ تھیں کہ نہ انہوں نے پانی کو اپنی سطح پر محفوظ کیا اور نہ بارش کا پانی پی کر سبزہ اُگایا، جن لوگوں نے دین میں تفقہ حاصل کیا ہے، ان کی مثال پاکیزہ زمین کی مانند ہے کہ انہوں نے سیکھا بھی اور سکھایا بھی اور وہ لوگ جنہوں نے میری ہدایت کو قبول نہیں کیا بنجر زمین کی مانند ہیں۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُمتیں فہم و تعقل میں مختلف ہوتی ہیں جیسی بھی اللہ انہیں عقل اور قوٰے دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"میری اُمت برسات کی مانند ہے کسے پتہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔"
یہ فرق عقل و فہم کی بنا پر ہے۔

قصۂ سلیمان و داؤد اس سلسلہ میں ایک عقل مند انسان کے لئے بہت کافی ہے، کہ کھیت والے نے دعویٰ کیا کہ بکریوں والے کی بکریوں نے اس کی ساری کھیتی برباد کر دی، تو حضرت داؤد نے فیصلہ کیا کہ وہ تمام بکریاں کھیت والے کے سپرد کر دے اور سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریوں والا اپنی تمام بکریاں کھیت والے کے سپرد کر دے وہ ان کے دودھ اور بچوں سے فائدہ اٹھائے اور کھیت اپنی تحویل میں لے لے اس کھیتی باڑی کرے اور اس کی حفاظت کرے حتیٰ کہ کھیتی اتنی بڑی ہو جائے جیسی کہ تباہی کے وقت تھی۔ پھر بکریوں والا اپنی بکریاں واپس لے لے اور کھیت والا اپنے کھیت پر قبضہ کرے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق فیصلہ کیا اور دونوں کے علم و حکمت کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی چنانچہ فرماتے ہیں:-

Marfat.com

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاھدین ففھمناھا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما (۲۱ - ۷۷)

اور داؤد و سلیمان کا قصہ سنائیے جبکہ کھیت میں بکریاں گھس گئی تھیں، ہم ان دونوں کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو علم و حکمت عطا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت سے تعریف فرمائی مگر دونوں کے علم و حکمت کی تعریف کی۔ اس بیان سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ جو انہیں اس دین کو اپنا کر غور کریں انہیں اپنی استعداد کے مطابق غور کرنا چاہیئے مگر پچھلے اماموں کے اقوال کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے پھر اجتہاد کرنا چاہیئے۔ اس طرح اسلاف کی حقوق تلفی نہ ہوگی کیونکہ ہر حالت کا ایک مقتضیٰ ہوتا ہے دیکھئے عام قاعدہ ہمیشہ ایک ہی جیسا رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا۔

یاایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین (۵ - ۴۴)

"اے ایمان والو اگر کوئی شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ کو پرواہ نہیں وہ ایسی قوم پیدا کر دے گا جو اللہ سے محبت رکھتی ہوگی اور وہ اس سے محبت رکھے گا، اور جو مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوگی"۔

تو رسول اللہ نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ لوگ ان کے ہم قوم ہوں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قوم کے بعد دوسری قوم دین اسلام

Marfat.com

کی حامل رہی ہے۔ اہل عرب نے اس امانت کو اہل فارس تک پہنچایا تو اہل فارس اس کے حامل ہو گئے۔ جب یہ دونوں حکومتیں کم زور ہو گئیں، تو تاتاریوں کا ظہور ہوا اور انہوں نے اسلام کو سنبھالا حتیٰ کہ چین و ہند تک اسے پھیلا دیا۔ تسلیم کرنے والے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے۔

حدود و احکام کے اس میدان میں پہنچ کر قلم رُک گیا۔ یہ اسلام کے چھ ارکان کا اجمالی تذکرہ تھا۔ لہٰذا ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں اور اس اجمال کی علی الترتیب تفصیل کرتے ہیں۔ اب ہم علوم، عمرانیات اور آداب کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ یہی باتیں تفصیل و بسط کو چاہتی ہیں۔

Marfat.com

مقاماتِ اسلام کی تفصیل

پہلی قسم علوم

اس بیان پر گفتگو کرنے سے پہلے ہم آٹھ مباحث کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

۱۔ دین و عقل۔

۲۔ دین اور طبیعتِ انسانی۔

۳۔ خوارق عادات۔

۴۔ وہ لوگ جنہوں نے دینی علوم کو بغیر غور و فکر کے لیا ہے۔

۵۔ دین میں غلو۔

۶۔ علومِ عقلیہ کی تحصیل بقدرِ وسعت امّت پر فرض ہے۔

۷۔ صنعتیں۔

۸۔ وجوبِ کفائی اور دینِ اسلام کی علوم کی طرف توجہ۔

Marfat.com

جوہر- ۳۵ پہلی بحث

دین و عقل

امام غزالی نے احیاء العلوم میں دین و علم کے بارے میں لکھا ہے کہ
" علوم عقلیہ قوموں کے لئے غذا کی مانند ہیں اور علوم نقلیہ دوا کی مانند ہیں
لہٰذا جب بھی کوئی قوم دوا کے پیچھے پڑی رہے گی اور غذا کے بارے میں
سستی کرے گی وہ مضمحل ہوتی چلی جائے گی اس کی روح بیمار ہو جائے
گی مزاج خراب ہو جائے گا، زوال کے قریب ہو جائے گی اور اس کی حالت
خراب ہو جائے گی، یاد رکھیئے دین عقل سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا
لہٰذا سارے علوم طبعیہ جیسے طب. علم تشریح. طبعیات، علم کیمیا
علم نباتات و حیوانات، علم انسان اور علوم اجتماعیہ سب کے سب انسانی
آبادی کے لئے ضروری ہیں. جو قوم بھی حدود و احکام کا قیام کرے گی اور معاش
رزق سے غافل رہے گی، اس کا برا ہی انجام ہوگا، اور حدود کا قیام بھی
کیسے کرے گی حدود کوئی ان ہوئی چیز پر لگتے ہیں کیونکہ جب لوگ ان علوم
کی مزاولت ہی نہ کریں گے، تو قوم زندہ ہی نہ رہے گی، اور جب زندگی
ہی نہ ہوگی تو حدود کن لوگوں پر لگائی جائیں گی، جس طرح احوال عامہ
میں عقلیات کی ضرورت پڑتی ہے. انفرادی اور شخصی ضروریات میں
بھی ہر فرد ان کا محتاج ہوتا ہے.

ہمارے نفوس کبھی شدت و غلظت کا تقاضا کرتے ہیں، کبھی نرمی ورقت کا اور کبھی ہم ان دونوں حالتوں میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں یہ نصیحتیں اور حکمتیں ہمارے مرشد قوی، ناصح امین اور طبیب امراض جسمانی وروحانی ہوتی ہیں، جس طرح ہمارا کوئی عضو سخت حرارت محسوس کرتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے، تو ہم اس کا برودت سے علاج کرتے ہیں، اور اگر برودت کا شکار ہو جاتا ہے تو ہم اس کا علاج حرارت سے کرتے ہیں، حرارت و برودت کا امتیاز عقل و شعور ہی سے ہوتا ہے، اس تشخیص کے بعد ہم علاج بالضد کرتے ہیں، اس طرح ہم اپنے اخلاق ونفوس کے ساتھ کرتے ہیں کہ جب وہ ایک طرف جھک جاتے ہیں تو ہم دینی نصیحتوں کے ذریعہ انہیں معتدل بنا لیتے ہیں اور جب وہ مال کی حرص میں حد سے گزر جاتے ہیں، سنگ دل ہو جاتے ہیں شہوات دنیا میں منہمک ہو جاتے ہیں، اور زینت دنیا کی طرف آنکھیں لگائے رہتے ہیں تو ہم انہیں یہ قول باری سناتے ہیں۔

المال والبنون زینة الحیٰوة الدنیا۔ مال اور اولاد حیات دنیا کی زینت ہیں۔

اور اگر ہم مال سے کراہیت، کام سے نفرت، سستی وکاہلی سے رغبت اور منافع دنیوی سے پرہیز کرنے لگیں گے تو ہم رسول پاک کا یہ قول سنائیں گے۔

" دو شخص قابل رشک ہیں ایک وہ جسے اللہ نے علم دیا تو اس نے اس پر عمل کیا اور لوگوں کو سکھایا اور دوسرے وہ جسے اللہ نے مال دیا تو اس نے اسے بھلائی میں لگا دیا "

اور اگر ہم تجمل پہ اترائیں گے تو یہ قول باری تعالیٰ پڑھیں گے۔

Marfat.com

ومن یوق شح نفسہ فاولئک هم المفلحون (۶۴ - ۱۶)
اور جو شخص بخل طبعی سے بچا رہا، یہ لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

اور اگر ہم فضول خرچی کرنے لگیں گے تو یہ آیت پڑھیں گے ا۔

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا۔ (۱۷ - ۲۶)
بے جا مت اڑاؤ فضول خرچ شیط[ان] کے بھائی ہوتے ہیں، اور شیطا[ن] پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

دین میں دوا ہے غذا نہیں، عقل غذا ہے اور دین دوا ہے دیکھو طبی دواؤں اور ان غذاؤں کے درمیان بڑا فرق ہے جن سے بدن کا قوام ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ غذائیں صحت جسمانی کے قیام کا قوام ہیں رہیں دوائیں سو اول تو ان کے خواص بڑے ہی متضاد ہیں دوسرے بعض دوائیں جہاں شفا دیتی ہیں، مار بھی ڈالتی ہیں۔

Marfat.com

جوہر۔ ۳۶

دین اور طبیعتِ انسانی

طبائعِ انسانی لذائذ و شہوات کی طرف فطرتاً مائل ہیں ان کے تابع فرمان اور زیرِ اقتدار ہیں گویا کہ ان کی پوجا کرتی ہیں، لہذا وہ ہمیشہ جسمانی لذات کی طرف مائل رہتی ہیں جیسے کھانا پینا، شادی بیاہ، عمارتیں، فخر و زینت، سونا چاندی، گھوڑے جوڑے، کھیتی باڑی اور جانور وغیرہ یہ میدانِ طبع زندگی کے لئے ضروری بھی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین باشندوں سے خالی ہو جاتی اور سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ عادتِ انسانی یہ ہے کہ وہ شہوتوں میں غلو کرے۔ اور لذتوں سے ہر دم شغف رکھے، لہذا شریعتیں نازل ہوئیں تاکہ حریص طبیعتوں کی اصلاح کریں اور بہیمانہ وحشی نفوس کی قوت کو توڑ کر انہیں بقدرِ استطاعت دوسری طرف مائل کریں چونکہ لوگ مال کے عاشق ہیں اور بری طرح اس کے گرویدہ ہیں۔ لہذا اس کی مذمت بار بار آئی ہے، مگر اس مذمت سے مقصود اس کا ترک نہیں ہے۔ ورنہ حکمت بیکار ہو جائے گی، بلکہ اس مذمت سے اصل مقصد یہ ہے کہ اسے موقع پر خرچ کیا جائے۔ اور جس مقصد کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے وہاں لگایا جائے اس مذمت سے مقصد صرف اتنا ہے کہ نفس کی نگاہوں میں اسے بے وقعت کر دیا جائے۔ تاکہ اسے مفاد

عامہ میں خرچ کیا جائے۔ بالکل پسِ پشت نہ ڈالا جائے۔ تو ایک طرف طبیعت ہے اور دوسری طرف دین ہے۔ اس طرح انسان متوسط درجے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محاسنِ اخلاق درمیان میں ہیں۔ لہذا جب کبھی ہم کسی شخص کو دیکھیں گے کہ وہ قرآنی مذمت کی بنا پر کسبِ مال نہیں کرتا تو ہم اسے ایسا کرنے سے روکیں گے۔ اس کے جمع کرنے کا حکم دیں گے اس کی تعریف کریں گے، اور اس کی نظروں میں اسے محترم بنائیں گے تاکہ وہ معتدل ہو جائے۔

ہم اپنی اس کتاب میں اسی اصول پر چلیں گے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور میں امتِ مسلمہ علوم و فنون کی جانب توجہ نہیں کر رہی ہے صرف دین پر اکتفا کئے ہوئے ہے اسی لئے ہم منکرین کے دلائل کو توڑیں گے، اور اہلِ فکر کے لئے ان کی تحصیل کے وجوب کو ثابت کریں گے۔

جوہر ۔ ۳۷

خوارقِ عادات

تمام مذاہب کی بنیاد خوارق عادات پر ہے جو علم و حکمت کا ساتھ نہیں دے سکتے لہٰذا علم اور مذہب میں سخت کھچاؤ رہتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ قرآن شریف نے عامۃ مسلمین کے اعتقاد کے خلاف ان سے متعلق اپنے مقاصد کی اس طرح تشریح کی ہے:۔

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاولون وآتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها وما نرسل بالآیات الا تخویفاً واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم فما یزیدهم الا طغیاناً کبیراً (۱۷۔ ۵۹)

ہمیں فرمائشی معجزوں کے بھیجنے سے یہ بات مانع ہوئی کہ پہلے لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور ہم نے ثمود کے پاس ناقہ بھیجی جو واضح معجزہ تھا، انہوں نے اس پہ ظلم کیا ہم آیتیں ڈرانے ہی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب ہم نے کہا کہ تیرا پروردگار لوگوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے کہ سب کو دیکھ رہا ہے اور جو خواب ہم نے تجھے دکھائی تھی وہ لوگوں کے لئے آزمائش تھی اور وہ درخت جو قرآن میں لعنت کی گئی ہے ہم انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اور زیادہ گمراہی اختیار کرتے ہیں۔

Marfat.com

اس آیت میں بتایا ہے کہ معراج ، بیت المقدس کی راتوں رات زیارت اور آپ کا وہاں کی خبریں سنانا جبکہ آپ نے اسے کبھی دیکھا بھی نہ تھا ۔ اسی طرح درخت زقوم کا ذکر ، کہ کچھ لوگ ان باتوں پر ایمان لائے اور کچھ نہ لائے تو سب کچھ تخویف و ترھیب کے لئے تھا تو پچھلے لوگ ان سے اور زیادہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے ، جیسے قوم ثمود کو ایک ایسی ناقہ سے جو عجیب الخلقت تھی ، اور ان کی تمام قوم کو اپنے دودھ سے سیراب کرتی تھی ، ڈرایا گیا تھا ۔ تو قدار بن سالف نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا تھا ۔

معلوم ہوا کہ خوارق عادات کسی امت کے لئے بنیاد اور کسی فضیلت کے لئے اساس نہیں بن سکتے اس لئے اس دین کی بنیاد مضبوط دلائل عقلی براہین اور مختلف علوم ہیں ۔ تو گویا اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم خوارق عادات کا نزول اس دور میں کرتے تھے ، جب کہ تو میں اپنے ایام طفولیت میں تھیں ، اور مبتلائے جہالت تھیں لہذا ہم عجیب و غریب چیزوں سے انہیں ڈراتے تھے مگر وہ اور زیادہ عصیان و کفران کرتے تھے ۔

خوارق عادات کی مثال چوب شلاق کی سی ہے کہ بچوں کو زمانۂ تعلیم میں اس سے ڈرایا دھمکایا جاتا ہے ، جب کہ وہ اچھے برے اور پاکیزہ ناپاکیزہ میں امتیاز نہیں جانتے ۔ یہی حال پچھلی قوموں کا تھا ، کہ چونکہ وہ بالکل نادان تھے لہذا انہیں خوارق عادات کے ذریعہ ڈرایا دھمکایا جاتا تھا ۔ اس کے باوجود بھی ان چیزوں کو تقدیم نفس و اصلاح حال میں کوئی دخل نہ تھا بس اتنا ہی دخل تھا جتنا کہ

Marfat.com

چوب شلاق کو بچوں کی تربیت میں ہوتا ہے اس کے بعد وہ اچانک آنے والے حوادثات زائل ہو جاتے ... اور ان کی عقلیں درست ہو جاتیں۔

خوارق کی مثال ہوا کے دباؤ کی طرح ہے، کہ بالآخر وہ پھیل کر اپنی طبعی شکل پر آجاتی ہے یہی حال جاہل اُمتوں کی عقلوں کا ہوتا ہے، کہ ان کی طرف نشانیاں بھیجی جاتی ہیں، وہ ان پر ہوا کے دباؤ کی طرح دباؤ ڈالتی ہیں چنانچہ جب یہ معجزہ زائل ہو جاتا ہے، تو لوگ اسے بھول جاتے ہیں مگر وہ قومیں جو وحی کو سمجھتی ہیں ان کے ایمان کی بنیاد علوم و معارف، تفکر اور بصارت و بصیرت پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا، تاکہ لوگ علوم و فنون میں غور و فکر کریں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور کریں۔

خوارقِ عادات پچھلی اُمتوں کو ہر وقت ڈراتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسی چیزیں دی ہیں، جو عقلوں کو صیقل کرتی ہیں۔ کیونکہ اس اُمت کا دین علوم کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتا ہے۔ آگے چل کر یہ قوم بہت سے جدید اکتشافات کرے گی چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:۔

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (۴۱-۵۳)	ہم انہیں عنقریب دکھائیں گے آفاق اور انفس میں نشانیاں حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہی حق ہے

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

قل لا اقول لکم عندی	آپ کہہ دیجئے میں تمہیں کہتا کہ میرے

خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی قل ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون (۶ - ۴۹)

پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب جانتا ہوں، نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو وحی کا اتباع کرتا ہوں آپ کہہ دیجئے کیا اندھے اور سوانکھے برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے ہو۔

یہاں صاف صاف بتا دیا ہے کہ امورِ الہیٰ رسول کے ہاتھ میں نہیں ہیں، حتّٰی کہ وہ خزائن الہیٰ میں تصرف کر سکیں۔ نہ انہیں علم غیب ہے اور نہ وہ مجرّد عن المادہ فرشتے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ وحی کی بتائی ہوئی باتیں سنا سکتے ہیں۔

بس اتنا ہی ہے کہ اُمت کی دو قسمیں ہیں عاقل اور غیر عاقل تو جو شخص عقل و فہم رکھتا ہے وہ بات کو سمجھتا ہے اور نور ہدایت حاصل کرتا ہے اور جو گم راہ ہے اس کا کیا کیا جائے۔

ایک دفعہ اھلِ مکہ نے آپ سے فرمائش کی کہ اگر آپ ہمارے نبی ہیں تو اپنے پروردگار سے کہیئے کہ سرزمین مکہ میں چشمے جاری کر دے اور ہر طرف پھول پھل اگا دے یا ہمارے اوپر آسمان گرا دے یا خدا اور فرشتے علی الاعلان سامنے آجائیں یا آپ کے لئے سونے کا ایک محل تعمیر کر دے یا آپ آسمان پر چڑھ کر وہاں سے یہ کتاب اتار لائیں جو آپ ہمیں سناتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔

آپ کہہ دیجئے اللہ کی ذات پاک ہے میں تو ایک انسان ہوں البتہ رسول ہوں

جیسا کہ پچھلی آیت میں بھی یہی کہا کہ آپ کے ہاتھ میں نہ اللہ کے خزانے ہیں، نہ آپ غیب جانتے ہیں اور نہ آپ فرشتے ہیں لہذا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ آپ رسولِ الہٰی ہیں، تبلیغِ احکامات کرتے ہیں تاکہ تم ان پر غور کرو کیونکہ اس دین کی کامل برھان سمجھ بوجھ ہی ہے۔

یہ بات اس امر کے منافی نہیں کہ پھر آپ کے ہاتھوں پر معجزات کا ظہور کیوں ہوا؟ بات دراصل یہ ہے کہ معجزات صرف قائل کرنے کے لئے تھے آپ کا حقیقی معجزہ تو قرآن اور اس میں غور و فکر کرنا ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے۔

قسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیؤمنن بھا قل انما الآیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ ونذرھم فی طغیانھم یعمھون ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتیٰ وحشرنا علیھم کل شیٔ قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون (۶-۱۰۸)

وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں اگر کوئی معجزہ دیکھ لیں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ آپ کہہ دیجئے نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا پتہ کہ اگر وہ اتاری گئیں تو پھر بھی وہ ایمان نہ لائیں ہم ان کے دل اور ان کی بصارتیں بدل دیتے ہیں جیسا کہ پہلی بار وہ ایمان نہ لائے تھے اور انہیں ان کی گمراہی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں اور اگر ہم ان کی طرف ملائکہ کو بھیجتے اور مُردے ان سے باتیں کرتے اور ہر چیز ہم ان کے سامنے جمع کر دیتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ اللہ چاہے لیکن ان میں سے اکثر جاہل ہیں۔

Marfat.com

مطلب یہ کہ جب خوارق عادات کا نزول ہوتا ہے تو فائدہ مطلوبہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کے دل بدل جاتے ہیں، اور وہ ایمان نہیں لاتے، اگر وہ فرشتوں کو دیکھتے تو مُردے ان سے باتیں کرتے تب بھی انہیں کچھ فائدہ نہ ہوتا اور وہ جاہل ہی رہتے اس سے واضح ہوگیا کہ دار و مدار فہم قرآن پر ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اس کی تصریح ہے:۔

اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم ان فی ذلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یومنون (۲۹-۵۱)	کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، اس میں رحمت ہے اور نصیحت ہے مومنوں کے لئے

ایک اور آیت میں ہے:۔

ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون (۷-۱۸۸)	اگر میں غیب کا علم رکھتا تو میرے پاس بہت کچھ ہوتا اور مجھے کوئی بھی تکلیف نہ لگتی میں تو نذیر و بشیر ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مصائب و آلام پڑتے ہیں اگر میں غیب جانتا تو مصائب سے بچ جایا کرتا، میں تو بشیر و نذیر ہوں ان لوگوں کے لئے جو اپنی عقلوں سے کام لیتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے رسول کی حالت پر پوری روشنی پڑتی ہے اور دیکھئے حضرت انس سے روایت ہے،

"کہ آپ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھجوروں کے درختوں کو

Marfat.com

گابھ لگا رہے تھے آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو اچھا تھا لہذا انہوں نے گابھ نہ لگایا نتیجہ یہ کہ پھل نہ آیا آپ اُدھر سے گزرے تو فرمایا تمہاری کھجوروں کو کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ہی نے تو گابھ دینے سے روک دیا تھا آپ نے فرمایا تم لوگ اپنی دنیا کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

مسلم شریف میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں:۔

" میں ایک انسان ہوں اگر دین کے بارے میں کچھ کہوں تو مان لو اور اگر اپنی رائے سے کچھ کہوں تو بھائی میں ایک انسان ہی تو ہوں "

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

" اگر تمہیں گابھ لگانے سے نفع ہوتا تھا تو ایسا ہی کیا کرو مجھے یونہی خیال سا گزرا تھا۔ اس پر مواخذہ نہ کرو البتہ اگر میں اللہ سے کچھ روایت کروں تو اسے لو کیونکہ میں اللہ پر کبھی بھی جھوٹ نہیں جوڑ سکتا۔"

ان باتوں سے آپ کو اس دین کا حال معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس مذہب کا دارو مدار عقل علم اور تفکر پر ہے۔ اس لئے کوئی سات سو آیتیں علوم کے بارے میں نازل ہوئیں جب کہ عبادات، معاملات اور حدود و احکام میں ڈیڑھ سو سے زیادہ آیتیں نہیں ہیں جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کا اولین مقصد علوم ہیں۔

Marfat.com

جوہر - ۳۸

جن لوگوں نے دینی علوم بغیر سمجھے بوجھے لئے

جن لوگوں نے دین سے بغیر سمجھے بوجھے علوم کا استخراج کیا ہے وہ نادان اور جاہل ہیں امام غزالی احیاء العلوم جلد چہارم باب شکر میں لکھتے ہیں :۔

" اگر تم یہ کہو کہ آپ نے مال و جاہ نسب اور آل اولاد کو نعمتوں میں شامل کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مال و جاہ کی مذمت کی ہے اسی طرح رسول اللہ نے اور علماء نے بھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

ان من ازواجکم واولادکم عدوًا لکم فاحذروھم — تمہارے بعض بیوی بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے بچو۔

نیز فرمایا :۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ — تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں۔

اور حضرت علی حسب نسب کی مذمت میں فرماتے ہیں :۔

" لوگ اچھوں کی اولاد بننا چاہتے ہیں حالانکہ انسان کی قدر و قیمت نیک اعمال سے ہے "

نیز مشہور مقولہ ہے کہ انسان کی قدر و قیمت اپنے ذاتی جوہر سے ہے نہ کہ آباؤ اجداد سے "

تو میں کہوں گا کہ جو لوگ ظاہری الفاظِ منقولہ مأ دلہ یا تخصیص شدہ عام باتوں سے، دینی علوم و مسائل کا استخراج کرتے ہیں، وہ گمراہی کے زیادہ قریب ہوتے ہیں جب تک کہ نورِ الٰہی ان کی مشعلِ راہ نہ بنے کہ وہ ظاہری الفاظ میں کبھی تاویل اور کبھی تخصیص کر کے علوم صحیحہ کا ادراک کر سکیں۔

اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تمام چیزیں ایسی نعمتیں ہیں جو آخرت کے لئے معاون ہیں، مگر ان میں فتنے اور بلاکتیں بھی ہیں۔ جن پر تنبیہ کرنے کے لئے کبھی تو مال کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے اور دینی منافع کو تریاق سے، اور دنیوی غرور و شہوات کو زہر سے اور علماء، حکماء اور انبیاء کو ماہر سمیات سے کہ عوام ان کے تریاق سے ناواقف ہوتے ہیں مگر خواص خوب واقف ہوتے ہیں لہٰذا عوام کو مال سے اس طرح بچنا چاہیئے جیسے سانپ سے اسی طرح مال کو سمندر سے، شہوتوں کو گھڑیالوں سے اور منافع دینی کو ان رکاوٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانی کے اندر ہیں انبیاء و علماء غوطہ زنی جانتے ہیں، عوام نہیں جانتے لہٰذا گوہر کو صاحبِ مہارت ہی نکال کر لا سکتا ہے عوام کے بس کی یہ بات نہیں۔

یہ غزالی کی تحریر کا خلاصہ ہے، ہم نے بقدر ضرورت لے لیا ہے علاوہ بریں موصوف نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ علوم کا دارو مدار عقل، برہان اور تحقیق پر ہے رہا آیتوں کا ظاہر مطلب تو وہ جمہور کے مناسب حال ہوتا ہے مگر ان کا باطن خواص کے لئے مخفی اسرار رکھتا ہے۔

Marfat.com

جوہر - ۳۹

دین میں غلو

دین میں غلو کرنا بہت برا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

یااھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق، انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم وروح منہ فآمنوا باللہ و رسولہ ولا تقولوا ثلاثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ مافی السموات ومافی الارض - ۴ - ۱۷۱	اے اہل کتاب دین میں غلو نہ کرو اللہ کے بارے میں سچ ہی کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کا حکم ہیں جو اس نے مریم کی طرف بھیجا اور اس کی بھیجی ہوئی روح تھے۔ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ، تین خدا نہ کہو، باز آ جاؤ یہ بہتر ہے اللہ ایک ہے پاک ہے، اس بات سے کہ اس کے کوئی بیٹا ہو، اسی کا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین میں غلو کرنے سے منع کیا ہے لہٰذا ہم مسلمان نہ تو پیغمبروں کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں اور نہ انہیں گناہوں سے متہم کرتے ہیں، بلکہ انہیں ایک بلند تبلیغی مقام دیتے ہیں، اسی طرح ہم اولیائ اور صلحائ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ انہیں بقدر عمل

Marfat.com

اللہ کا قرب حاصل ہے، وہ نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، اور یہ کہ ان کی مخالفت کی جائے یا ان کی پیروی کی جائے وہ ہمارے لئے نمونہ ہیں، ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیئے اور نیکیوں کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیئے۔ لہٰذا قبروں کی تعظیم، ان کے بارے میں غلو کرنا اس قسم کی تمام باتیں، دین میں غلو ہے اور بت پرستی کی طرف رجوع ہے۔

Marfat.com

جوھر۔ ۴۰

علومِ عقلیہ اور صنعتوں کی تحصیل اُمت پر واجب ہے

گزشتہ مبادی و مقاصد سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ علومِ عقلیہ مثلاً فلسفہ، علمِ طبیعیات اور فلکیات وغیرہ کی تحصیل اُمت پر فرض ہے۔ لہٰذا جب کوئی اُمت انہیں پسِ پشت ڈال دیتی ہے اسے دوہرا عذاب بھگتنا پڑتا ہے ایک عذابِ آخرت اور دوسرا دنیوی عذاب کہ ان کے مال، جان اور پھلوں کو نقصان پہنچتا ہے، مال اس طرح کم ہو جاتا ہے کہ وہ علومِ طبعیہ جو مال کو کھینچ کر لاتے ہیں ان کے ہاتھ میں نہیں رہتے جیسے زراعت، علمِ امراضِ حیوانی، علمِ معدنیات، تجارت، نوربانی، آلاتِ آبپاشی، پیسنے اور پکانے کے آلات کی کمی، زراعت و تعمیر کے آلات کی کمی وغیرہ۔

جانوں کو اس طرح نقصان پہنچتا ہے کہ وہ طب سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا وہ اور ان کے جانور مر جاتے ہیں، اور پھلوں کو اس طرح نقصان پہنچتا ہے کہ وہ فلکیات وغیرہ تمام علوم سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ لہٰذا آفاتِ آسمانی سے آگاہ نہیں ہوتے اور موسموں کی تبدیلی وغیرہ سے آشنا نہیں ہوتے۔

ان علوم کی تحصیل کے واجب ہونے پر یہ قولِ باری تعالیٰ شاہد ہے:۔

Marfat.com

اولم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض وما خلق اللہ من شئی وان عسٰی ان یکون قد اقترب اجلہم فبای حدیث بعدہ یومنون۔	کیا انہوں نے زمین و آسمان کے نظام میں غور نہیں کیا اور جو کچھ کہ اللہ نے پیدا کیا ہے قریب ہے کہ ان کی موت آجائے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

(۱۸۵-۷)

گویا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے ہیں کہ جب تم نے غور و فکر ہی ترک کر دیا تو علوم سے تمہیں بہرہ نہ ملے گا اور جب علوم ہی نہ ہوں گے تو تمہاری دولت زائل ہو جائے گی۔ اور تمہاری قیامت قائم ہو چکے گی۔

فاذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔	جب ان کا وقت آجائے گا، تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔

نیز فرمایا۔

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض۔	دیکھو زمین و آسمان میں کیا ہے۔

باری تعالیٰ کا یہ قول اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنے دوست کو کسی چیز سے نفع اندوز ہونے اور اس کے منافع کا علم حاصل کرنے کے لئے کہے دیکھو جو کچھ تمہارے سامنے ہے اور آنکھیں کھول کر دیکھو۔

علوم و فنون میں غور کرنے کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں ہم ان سب کو ذکر کر کے بیان کو طول دینا نہیں چاہتے۔ عنقریب یہ باتیں آگے آجائیں گی۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :" طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے ۔" آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان علوم کی تحصیل زمان و مکان کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے جیساکہ علامہ غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے ، تو جس چیز کے تمام لوگ محتاج ہوں گے اس کا جواب بھی عام ہوگا ۔ اور جس علم کی ضرورت پورے معاشرے کو بحیثیت اجتماعی ہوگی اس کی تحصیل صرف ان لوگوں پر واجب ہوگی جو اس کی تحصیل پر قادر ہوں گے ۔

نماز ہر عاقل پر فرض ہے تاکہ وہ پانچ اوقات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس طرح خالق کی طرف مائل رہے اور اپنی آخرت کے لئے توشہ مہیا کر سکے ، رہی زکوٰۃ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو مال رکھتے ہیں لہٰذا اسے زکوٰۃ کے اتنے مسائل آنے چاہئیں جن کی اسے ضرورت لاحق ہوتی ہے ۔ اسی طرح روزے کے مسائل بھی بقدر ضرورت آنے چاہئیں اور جب حج واجب ہو جائے گا ، تو اس کے مسائل بھی جاننے ضروری ہو جائیں گے ۔

جب تہذیب و تمدن عام ہو گیا تو ہر مسلمان مرد اور عورت پر تھوڑی بہت خواندگی اور کتابت لکھنی ضروری ہو گئی دیکھئے سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی ۔

اقرأ باسم ربک الذی	پڑھئے اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا پیدا
خلق خلق الانسان من علق	کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے پڑھیئے
اقرأ وربک الاکرام الذی علم	آپ کا پروردگار بہت کریم ہے جس نے
بالقلم علم الانسان مالم یعلم	تعلیم دی قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی انسان
(۹۶-۱)	کو ان باتوں کی جو وہ جانتا نہ تھا ۔

Marfat.com

تو سب سے پہلے رسولِ اکرم نے جو بات وحی الٰہی سے سنی وہ علم اور قلم تھا ایک دوسری سورۃ میں ہے :-

ن والقلم وما یسطرون ۔ نون اور قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم اس لئے کھائی ہے تاکہ آپ کی امت کو تعلیم و تعلم کی طرف متوجہ کرے اور اس قلم کی طرف متوجہ فرمائے جو زندگی کی شرطِ اولین ہے ، جس طرح عوام پہ فنِ کتابت کا سیکھنا ضروری ہے۔ یہ بھی واجب ہے کہ وہ کائنات اور اشیاء کی حقیقت کو سمجھیں۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اشیاء ہی تمام علوم کا مبدا ہیں چنانچہ دیکھئے تمام علوم کے مبادی کی جڑ یہی اشیاء ہیں جیسے نجوم ، نباتات اور حیوانات وغیرہ - جب آپ ان آیتوں پہ غور کریں گے جو عنقریب ہم ذکر کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ایسی چیزوں کے بارے ہی میں جو انسان کے ارد گرد ہیں ان چیزوں کی طرف قرآن نے بڑے شوق انگیز انداز میں پڑھنے والوں کو ملتفت کیا ہے۔

ہر امت میں ایسے افراد ہیں جو مالی طاقت اور علم و فہم میں سب سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں ، ان کی طبیعت کا میلان کسی ایک یا مختلف فنون طبعی یا غیر طبعی کی طرف ہوتا ہے ، لہذا ان لوگوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اس فن میں توسیع پیدا کریں ، یہ فرض کفایہ ہے۔

حکومتوں پر یہ واجب ہے کہ وہ امت کے کچھ لوگوں کو اس کام پر لگا دے تاکہ وہ ان علوم کی تحصیل اور نشر و اشاعت کریں خواہ وہ علوم ریاضی ہوں ، طبعی ہوں یا فلک و فلسفہ سے تعلق رکھتے ہوں ، اگر عوام اور خواص اس سلسلہ میں تساہل برتیں گے ، تو قوم ضائع ہو جائے گی ،

اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مصداق بن جائے گی، یعنی تباہ ہو جائیگی۔

ان علوم کی تحصیل کے واجب ہونے کے بارے میں یہ آیت ملاحظہ ہو:۔

ولتکن منکم اُمۃ یدعون	تم میں ایک اُمت ایسی ہونی چاہیئے
الی الخیر ویامرون بالمعروف	جو بھلائی کی طرف دعوت دے اور
وینھون عن المنکر واولئک	برائی سے روکے، یہ لوگ ہیں
ھم المفلحون (۳-۱۰۳)	فلاح پانے والے۔

نیز یہ قول :۔

فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ	تمہارے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ
لیتفقھوا فی الدین ولینذروا	ایسے کیوں نہ ہوئے جو دین میں تفقہ
قومھم اذا رجعوا الیھم	حاصل کرتے اور اپنی قوم کو واپس
لعلھم یحذرون (۹-۱۲۲)	آکر ڈراتے تاکہ وہ برائی سے بچتے۔

جو شخص کسی علم، کسی کام یا کسی چیز کی تجارت وصنعت کی قابلیت رکھتا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ اس کی طرف پیش قدمی کرے اور اس کے لئے جدوجہد کرے یہ اس پر فرض ہے

عجیب بات یہ ہے کہ فطرتِ انسانی میں تمام اسرار وحکم ودیعت رکھ دیئے گئے ہیں، اور ہر ایک کے سپرد کچھ نہ کچھ کام کئے گئے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر آپ بچوں کے اعداد وشمار لیں، تو ان میں سے کچھ بچے ایسے ضرور نکلیں گے جو اُمت کی ناموس کے محافظ ہوں گے، اسی طرح علم ہندسہ، طب، زراعت اور علم الجراثیم وغیرہ کے لئے ایک ایسی تعداد ملے گی، جو قوم کے لئے کافی ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نسل چلانے کے لئے مؤنث ومذکر پیدا کئے ہیں، اسی طرح استعدادِ علوم وصناعات

Marfat.com

سے متعلق کچھ ذہن پیدا کئے ہیں، اگر حکومتیں شروع ہی سے بچوں کے اس قسم کے مزاج و فطرت کا ایک ریکارڈ رکھیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا ہی پائیں گی جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ یہ اللہ کی قائم کردہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ (۲۱ - ۳۵)

نیز فرماتے ہیں۔

ولکل وجھۃ ھو مولیھا۔ ہر ایک کے لئے ایک جانب ہے کہ وہ اس کی طرف منہ پھیرتا ہے۔ (۲۰ - ۱۵)

رسول اللہ سے ایک دفعہ کائنات کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا، "جو کچھ ہونا تھا یا جو کچھ ہونا ہے قلم لکھ چکا اور خشک ہو گیا" ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ پھر ہم توکل ہی کیوں نہ کریں آپ نے سر جھکا لیا پھر فرمایا، "عمل کرو کیونکہ ہر شخص جس کام کے لئے بنایا گیا ہے اسے اس کی توفیق دی گئی ہے" جو کچھ ہم نے ابھی ابھی بیان کیا۔

اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی شخص کی فطرت سلیم ہو مگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اُمت کو چاہیئے کہ اس کی اپنے مال کے ساتھ مدد کرے تاکہ اس کی فطرت زندہ رہے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل قول سے ہم نے یہی سمجھا ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

یہیں سے فرض عین و فرض کفایہ کا حکم نکلتا ہے، صنعت و حرفت

Marfat.com

بھی وجوب میں علوم کی مانند ہیں، لہٰذا ہر فرد کو کوئی نہ کوئی صنعت ضرور سیکھنی چاہیئے۔ ورنہ اسے ذلیل زندگی گزارنی پڑے گی، اسے دنیوی آلام گھیر لیں گے۔ اور وہ آخرت میں سزا دیا جائے گا۔

حکومتوں کا افراد پر تسلط ہوتا ہے۔ لہٰذا حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو صنعتوں کے سیکھنے پر مجبور کریں، جب تک کسی قوم کو بیرونی ممالک سے سوئی، ہل، ہاکس نشین کے منگانے کی ضرورت رہے گی، وہ دنیا اور آخرت میں سزا دی جائے گی، یہ تمام علمائے اسلام کا مذہب ہے۔

جوہر ۔ ۱۴

دینی علوم کی طرف توجہ

مندرجہ بالا بیان سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مذہب اسلام، علوم عقلیہ وتکوینیہ کی طرف کس قدر توجہ دیتا ہے جبکہ دنیا کے تمام مذاہب عبادت اور پوجا پاٹ وغیرہ پر توجہ دیتے ہیں اس دین کا اوّلًا اور بالذات دارومدار، علوم اور کائنات میں غور و فکر کرنے پر ہے تاکہ انسان کے وجدان کی تربیت ہو، کلام پاک میں ہے۔

رب زدنی علما ـــ اے پروردگار مجھے زیادہ سے زیادہ علم دے

خضر و موسیٰ کے قصے میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قوم کے سامنے خطبہ دے رہے تھے آپ سے دریافت کیا گیا۔ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی، کیونکہ انہوں نے علم الٰہی کا نام تک نہ لیا تھا۔ حکم ہوا کہ یہ ہمارا ایک بندہ دو دریاؤں کے سنگم پر رہتا ہے، تم سے زیادہ علم رکھتا ہے، آپ نے دریافت کیا پروردگار! میں ان سے کس طرح ملاقات کر سکتا ہوں؟ حکم ہوا کہ ایک توشہ دان میں بھنی مچھلی لے جاؤ جس جگہ وہ مچھلی غائب ہو جائے وہ شخص وہیں ملے گا، پھر جو کچھ گزرا آپ کو معلوم ہے یہ قصہ بنام

بخاری شریف میں مذکور ہے۔

اس قصے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر نے فرمایا، مجھے اللہ نے وہ علم عطا کیا ہے جس سے آپ کو کوئی حصہ نہیں ملا اور آپ کو وہ علم دیا ہے جس سے مجھے کوئی حصہ نہیں ملا۔

جب وہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ایک پرندہ سمندر سے پانی پینے لگا، حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ! تیرا اور میرا علم، اللہ تعالیٰ کے علم کی بہ نسبت بس اتنا ہی ہے جتنا کہ اس پرندے نے اس سمندر سے پانی پیا۔

پھر ایسے ایسے عجائبات کا ظہور ہوا کہ موسیٰ حیران رہ گئے۔ یہ قصہ ہمیں بتاتا ہے کہ علم کی کوئی انتہا نہیں ہے اور ہمیں ان ہی موجودہ علوم پر قناعت نہ کرنی چاہیئے، کیوں نہ ہو یہ موسیٰ نبی ہیں جو تحصیل علم کے لئے سفر کرتے ہیں، اور یہ خضر ہیں کہ فرماتے ہیں آپ کو وہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کا مجھے علم نہیں اور علم الٰہی کا کوئی انتہا نہیں ہے۔

لہٰذا انسان جب تک بھی زندہ رہے اسے دوسروں سے علم کی تحصیل کرتے رہنا چاہیئے۔ اور جب وہ علم مخلوقات حاصل کر چکے تو اسے ایجادات و اکتشافات میں لگے رہنا چاہیئے۔

ہم نے پیچھے ذکر کیا تھا کہ علوم سے متعلق جو آیتیں ہیں وہ آیات عبادات سے چوبیس گنا زیادہ ہیں اب ہم حسب وعدہ ان کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ آیتیں سات سو ترسٹھ ہیں جنہیں غزالی نے اپنی بعض

تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ اب ہم ہر ایک آیت کو ذکر کرکے ضرورت کے مطابق ان پر کچھ نوٹ دیں گے، جب یہ تمام آیتیں ذکر کر چکیں گے، تو علوم سے متعلق جو اشارات ہیں ان کا بھی ذکر ہوگا، اور پھر ان اعداد و شمار کے بعد یکجائی طور پر یہ دکھائیں گے کہ علوم و فنون کی طرف کلامِ پاک میں کتنی بار اشارات آئے ہیں، عبادات و معاملات میں ڈیڑھ سو آیتیں ہیں۔ جب ان سے آیاتِ معاملات علیحدہ کرلی جائیں گی تو یہ صرف ایک سو آیتیں رہ جاتی ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ علمائے اسلام کی ہمتیں اس سلسلہ میں بالکل قاصر رہی ہیں۔ حالانکہ شارع علیہ السلام کی نظر میں یہ بہت ہی اہم تھیں، جو آیتیں میں درج کروں گا، ان میں ان تمام علوم کی طرف اشارہ ہے جیسے فلکیات، علوم ریاضیہ، نباتات، حیوانات، علم الانسان، فلسفہ، توجیہ، علم طبعیات، کیمیا اور وہ تمام علوم جن پر دنیا کی قومیں فخر کرتی ہیں۔

بخدا جو شخص بھی ان آیتوں کو پڑھے گا، اور غور و فکر کرے گا۔ اس کے دل میں صحیح وجدان پیدا ہوگا، علوم کی محبت اس کی عقل میں استوار ہوگی، اور وہ تفہیم و تفہم کی طرف مائل ہوگا۔ پھر ابھی وہ ان سے فارغ بھی نہ ہوگا، کہ اس کے دل میں صحیح وجدان الٰہی اور عشق رب العالمین پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ ان عجائبات و غرائبات کا گرویدہ ہو جائے گا۔

اب ہم بفضل خدا اپنے مقصد کی طرف آتے ہیں۔ آپ متواتر ایسی

آیات پڑھیں گے جو علوم پر غور و فکر اور حکمت و تامل کی دعو
دیتی ہیں، پہلے صفحہ ہم ایک آیت ایسی پیش کرتے ہیں جس می
طرح طرح کے علوم و آداب ہیں اور اس کے علوم آداب پر غا
ہیں. لہذا اسی سے ابتدا کرتے ہیں.

Marfat.com

جوہر۔ ۴۲

سورۃ فاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمان الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

(پہلی سورت)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو جہانوں کا پالنے والا ہے رحمٰن ہے رحیم ہے روز جزا کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھی راہ دکھا ایسے لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام و اکرام کیا نہ ان لوگوں کی راہ نہیں جن سے تو ناراض ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ جو گمراہ ہیں۔

دیکھئے کلام الٰہی کی ابتدا رحمتِ الٰہی سے ہوئی ہے جو عالم علوی و سفلی سب پر شامل ہے پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کی تعریف ہے جو تمام جہانوں پر حاوی ہیں۔ جو پرندوں کو ان کے گھونسلوں اور حشرات الارض جانوروں کو جنگلوں میں نجوم کو ان کے مدار میں اور آفتابوں کو ان کے افلاک میں اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم تہ دل سے اس پروردگارِ عالم کی تعریف کرتے

ہیں جس کی تربیت رحمت عامہ کو لئے ہوئے ہے۔ وہ نباتات، حیوانات اور انسانوں کی پرورش کرتا ہے اور اس نے ہر نوع کو وہ چیزیں عطا کی ہیں جن سے ان کا ارتقاء دائم رہتا ہے اور جو ان کے مزاج کے مطابق ہیں اس نے کوئی ایک عالم ہی کی تربیت نہیں کی بلکہ تمام جہانوں کی تربیت کی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین - تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

تربیت محبت اور خوف کا تقاضا کرتی ہے لہٰذا اس کا قول الرحمان الرحیم اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اس کی محبت ہی کی وجہ سے ایسا ہے کہ انسان اور حیوان اپنی زندگیوں میں طرح طرح کی نعمتوں پے در پے احسانات، بے انتہا مہربانیوں اور باطنی و ظاہری الطاف سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔

خوف و خشیت کا اظہار ان کلمات سے کیا ہے:۔

مالک یوم الدین - وہ روزِ جزا کا مالک ہے۔

وہ روزِ جزا میں عالم کا مالک ہوگا غور سے دیکھا جائے تو یہ سارے کا سارا زمانہ زندگی رکھنے والوں کے لئے روزِ جزا ہے کیونکہ ہر زندہ اپنے تمام حرکات و سکنات میں اپنے اعمال کی جزا پاتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو شباب کی تمام حرکات کا خمیازہ بھگتا ہے اور کوتاہ دست کو ایک قلبی تکلیف رہتی ہے اور سدا افلاک و نکبت کا شکار رہتا ہے، اللہ زندگی میں تمام زندوں کے نوشتۂ تقدیر کا مالک ہے اور مرنے کے بعد بھی وہی مالک ہوگا۔ تو گویا

Marfat.com

الحمد للہ کا یہ مطلب ہے کہ اس کی تربیت تمام انواع و اقسام پر حاوی ہے اور سب کو اس کی رحمت شامل ہے اس نے اپنے بندوں کو رشد و ہدایت سے بھی محروم نہیں رکھا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے گناہوں میں حد سے تجاوز کر جائیں۔ سرکشی میں بڑھتے چلے جائیں۔ اور ہلاکتوں کی طرف گرتے ہی چلے جائیں لہذا ان لوگوں کو جو اپنے کردار میں اعتدال سے کام نہیں لیتے اس بات سے ڈرایا ہے کہ وہ ان پر اپنا قہر نازل کرے گا۔ اور انہیں مصیبت و آلام میں گرفتار کرے گا وہی بذات خود ان کی تادیب و سرزنش کرتا ہے۔ پس اے اللہ!

اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت دے۔

رحمت عامہ اور قہر عظیم اس کی شان ہے۔ لہذا ہم اس سے راہِ ہدایت کی التجا کرتے ہیں ایسی راہ ہدایت جس پر چلنے والے اس تک پہنچتے ہیں اس کی نعمتوں سے شادکام ہوتے ہیں۔ اور اس کی رحمت و رضا کے خلعت سے نوازے جاتے ہیں۔ تیری رحمت تیرے غضب سے سبقت لے گئی ہے اے اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ سے بچا جو تیرے عقاب و عذاب کے مستوجب بنے تیرے عتاب کے مستحق ٹھیرے اور ان کی طبیعتیں علوم کی طرف سے بجھ گئیں۔ اے اللہ! ان لوگوں کی راہ سے بچا۔ جو گمراہ ہو گئے اور راہِ ہدایت نہ دیکھ سکے۔

اللہ تعالیٰ کا قول انعمت علیہم، الرحمن الرحیم کے مناسب ہے اور اس کا قول غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ مالک یوم الدین کے مناسب ہے۔

اس حمد و ثنا کا مرجع یہ ہے کہ اس کی رحمت تمام عالم کے لئے عام ہے

Marfat.com

اور وہ ان کی تقدیروں کا مالک ہے لہذا ہم اس سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رحمت سے راہ دکھائے اور ہمیں اس گروہ میں شامل کر دے جو اس کی طرف نرمی، مہربانی اور رافت و رحمت سے ہنکائے گئے ہیں یعنی یہ کہ ہم اس کی نعمتوں کو پہچانیں۔ اسرارِ علوم کو جانیں، ان کے ذریعہ ہدایت حاصل کریں اور ان لوگوں کے راستے پر چلیں جو اعتدال کے جادۂ مستقیم پہ چلتے ہیں، ہمیں اپنے غضب کے کوڑے سے بچائے اور ان مجرمین کی طرح نہ ہنکائے جن کی فطرت رحمت و کرم کو قبول نہیں کر سکتی اور وہ عذاب و لعنت کے دُرّوں سے ہنکائے جاتے ہیں۔

لوگوں کی دنیا میں دو قسمیں ہیں، ایک گروہ وہ ہے جو سیدھی راہ چلتے ہیں، جانتے سمجھتے اور بوجھتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ محبت سے راہ بری فرماتے ہیں۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو نادان اور جاہل ہیں، اور اگر کچھ علم حاصل کرتے ہیں تو اسے سفلی اور شہوانی کاموں پر لگاتے ہیں ان لوگوں کو قہر و عذاب کی زنجیروں میں جکڑ کر کھینچا جائے گا۔ کیونکہ وہ مالکِ یوم جزا ہے۔

اس سورت کے علوم، فنونِ حکمت پر مشتمل ہیں کیونکہ فلسفہ ہی ایک ایسا فن ہے جس میں علومِ عامہ، اصنافِ موجودات اور مبادئ علوم سے بحث کی جاتی ہے۔

جوہر - ۳۴

سورۃ بقرہ کی چودہ آیتیں

سورۃ بقرہ میں علوم سے متعلق چودہ آیتیں ہیں۔

پہلی آیت پہلی آیت یہ ہے:-

الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون (۲-۲۲)

جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت، اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے پھل پیدا کئے جو تمہارا رزق ہیں لہٰذا اللہ کے لئے شریک نہ ٹھیراؤ اگر تم جانتے بوجھتے ہو۔

اس آیت میں چار اصول ہیں:-

(۱) زمین کو فرش بنایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ تمہیں اس سے فائدہ اٹھانے کی طاقت دی گئی ہے مگر یہ بات تبھی ہو سکتی ہے کہ ہم علم طبقات الارض سے واقف ہوں، معدنیات، جغرافیہ اور جیالوجی سے آشنا ہوں۔

۲- آسمان کو چھت بنایا۔ اس سے ہم تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ علم ہیئت سے شناسا ہوں۔ دیکھئے نہیں ہو کہ علم ہیئت آپ کو

فضائے آسمان کے بکھرے ہوئے تاروں کی سیر کراتا ہے اور آپ کو ایک فضائے عظیم کی سیر کراتا ہے۔ آسمان کی چھت ہونے کا پوری طرح احساس اسی علم کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جب کہ انسان یہ جان لیتا ہے کہ ہمارے اوپر ایک ایتھر ہے۔ جو تمام فضا میں چھایا ہوا ہے جس میں کواکب، چاند اور بہت سے سورج تیرتے ہیں گویا وہ اس میں جڑے ہوئے ہیں مگر ایک عالم ہیئت جانتا ہے کہ وہ جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ فضائے آسمان کے اطراف و جوانب میں تیرتے ہیں، اگر یہ شفاف جسم نہ ہوتا تو نہ بجلی چمکتی نہ برقی اور کہربائی طاقت جاری ہوتی نہ ٹیلیگراف کے تار ہوتے اور نہ بے تار کی تار برقی ہوتی۔

یہ خلا رجوانِ منور اجسام کے درمیان میں ہے ایک لطیف شی سے بھرا ہوا ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور جسے تخیل پا نہیں سکتا۔ کہ نہ زمین اس سے خالی ہے نہ آسمان۔

یہ ایک ایسی مضبوط لطیف اور باریک چھت ہے جس میں ذرا سا بھی شگاف نہیں ہے:-

فارجع البصر هل ترىٰ من فطور۔ (۶۷-۳) — دوبارہ بار دیکھو کیا تجھے کہیں کوئی شگاف نظر آتی ہے۔

چھت کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ سخت اجسام سے بنائی جاتی ہے جن کے درمیان کچھ لطیف اجسام ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ گرفت میں لئے ہوئے ہیں تاکہ گر نہ پڑے۔

۳- آسمان سے پانی اتارا۔ یہ بات ہمیں اس طرف دعوتِ فکر

Marfat.com

دیتی ہے کہ ہم آسمان میں غور و فکر کریں، اس کی تکوین کو دیکھیں اس کے اطراف پر نگاہِ بصیرت ڈالیں۔ بجلی اور گرج چمک پر غور کریں، علم فضا، علم سحاب، دریاؤں، سمندروں، اور بخارات کا علم بھی اسی میں آجاتا ہے۔

۴۔ بارش سے پھل پیدا کئے اور انہیں رزق بنایا۔ اس آیت میں پھلوں، ان کے رنگوں، مزے، مقدار، دوائیت، غذائیت وحضیت، اور شمیت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کیسے پیدا ہوئے اور ان کے کیا اسباب تھے۔

جوہر - ۴۴

دوسری آیت

هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استویٰ الی السماء فسواهن سبع سمٰوٰت وهو بکل شئی علیم۔ (۲ - ۲۹)

اس نے تمہارے لئے جو کچھ ز
میں ہے پیدا کیا پھر وہ آسما
کی طرف متوجہ ہوا اور سا
آسمان بنائے۔ وہ ہر چیز
جانتا ہے۔

اس آیت میں دو بڑے اصول ہیں:۔
۱۔ جو کچھ زمین میں ہے تمہارے لئے بنایا۔
۲۔ آسمانوں کو بنایا اور اس کے سات طبقے کئے۔ پہلی بات
جاننے کے لئے ہمیں معدنیات، حیوانات، نباتات، انسانی
اور عمرانیات کا علم ہونا چاہیئے۔ اور اس بات کا علم ہونا
کہ انسان کیسے چٹانوں، سمندروں اور ہواؤں کی موجودات سے
اٹھا سکتا ہے اور کس طرح سونے، چاندی، قیمتی پتھروں، جوا
یاقوت، مرجان، مچھلیوں، کہربار، گھاسوں، جھاڑیوں، لیست
پہاڑوں چٹیل میدانوں، بادلوں، نباتات، حیوانات اور انسا
سے مستفید ہو سکتا ہے۔ ان چیزوں سے وہ کبھی مستفید ہو سکتا

Marfat.com

کردہ قسم قسم کی معدنیات، طبقاتِ ارض اور ان کی کھدائی اور پٹرول کے نکالنے کے طریقوں سے واقف ہو، سمندروں میں گھس کر جواہرات اور مرجان وغیرہ کا پتہ لگائے اور علومِ طبعیہ سے شناسا ہو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ تمہارے لیے پیدا کیا، یہ خصوصیت سے اس طرف دعوت دیتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ تفتیش و بحث و تلاش میں لگے رہنا چاہیئے اور برو بحر کی چھان بین کرتے رہنا چاہیئے۔

یہ آیت انسان کو ایک غالب بادشاہ کی صورت میں پیش کرتی ہے اور خلیفۂ خدا گردانتی ہے۔

رہا دوسرا اصول یعنی آسمانوں کو بنایا اور ان کے سات طبقے کیے تو یہ بات علمِ حساب، ہندسہ، جبرو مقابلہ اور فلکیات سے آئینہ ہو جاتی ہے کہ آسمان یکساں برابر ہے مگر آپ آسمان کی یکسانیت اس کے بندسے، اس کے نظام اور اتقان کو بغیر علم ہیئت کے جانے کیسے سمجھ سکتے ہیں اور علمِ ہیئت بغیر علمِ ریاضی، ہندسہ اور جبرو مقابلہ کے کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

یہاں آکر انسان ایک خوش کن جمال کے حدود میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں وہ چیزیں ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، اور کسی انسان کے دل پر نہیں گزریں، ہائے انسان مادیات میں پھنس کر رہ گیا اور معقولات سے نا آشنا ہی رہا۔

انسان کا دل کس قدر سرور محسوس کرے گا جب کہ اس بات سے آشنا ہو گا کہ ایک بیضوی شکل پر سورج اور سیارے گھومتے

ہیں، اور جب وہ ثوابت کے دائروں کو عقل کی روشنی سے معلوم کرے گا تو کتنا حظ حاصل کرے گا وہ دیکھے گا کہ مہینے، سال اور زمانے کیسے بنتے ہیں، دن اور رات کیسے آتے جاتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں جان لے گا جن کے آگے جبّار بادشاہوں کی گردنیں جھک جائیں گی اور ظالم اکھڑ جاہل سرنگوں ہو کر رہ جائیں گے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر وہ شخص جو علم ہیئت میں غور و فکر کرتا ہے حظ حاصل نہیں کرتا۔ حظ وہی حاصل کرتا ہے جو اس کی تحصیل فضائے آسمانی کے جمال، محاسن اور اتقان کے پیش نظر کرتا ہے ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں ان باتوں کی بڑی تفصیل کی ہے جو تشنگی بجھانے کے لئے کافی ہے، مگر ہم چونکہ یہ کتاب ان لوگوں کے لئے لکھ رہے ہیں جو علوم و فنون کے ماہر ہیں اس لئے طول بیانی سے بچتے ہیں۔ ورنہ ہم ان چیزوں کا پورا پورا حق ادا کرتے۔

رہا ان آسمانوں کا سات طبقات والا ہونا تو یہ ایک ایسا راز ہے جسے آپ وہم و گمان کی مدد سے پا سکتے ہیں گویا یوں خیال کر لیجئے کہ ان سات طبقات سے مراد کواکب کی راہیں ہیں جیسا کہ آپ نے فلکیات تقویم، حساب، ہندسہ، کواکب اور جبر و مقابلہ میں پڑھا ہو گا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابھی تک ہم اس راز سے واقفیت حاصل نہ کر سکے ہوں۔ شاید آگے چل کر اکتشافات سے یہ سربستہ راز بے نقاب ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اختتام پر فرمایا ہے وھو بکل شیٔ علیم، وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

Marfat.com

جوہر- ۴۵

تیسری آیت

قالوا سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (۲-۳۲)

وہ کہنے لگے تیری ذات پاک ہے ہمیں کچھ پتہ نہیں ہاں جس چیز کا تو نے ہمیں علم دیا تو بے شک علیم وحکیم ہے

یہ آیت اکتشافات کا دروازہ کھول دیتی ہے اور ہمیں اس بات پر اکساتی ہے کہ ہم ان چیزوں کا کھوج لگائیں جو اللہ نے زمین میں پیدا کی ہیں۔ اور اس امر کا احساس دلاتی ہے کہ انسان جو کچھ علوم و معارف جانتا ہے ان کے پیچھے بہت سے عجائبات و غرائبات پوشیدہ ہیں یہ وہ آیت ہے جس کی طرف گردنیں بلند ہوتی ہیں۔ اور جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں ابھی ہم نے خضر و موسیٰ کے قصے میں بیان کیا ہے کہ خضر نے موسیٰ سے کہا تھا اس پرندے نے جو اس سمندر سے پانی پیا ہے۔ اس کے پینے سے سمندر کے پانی میں کیا کمی ہوئی۔ اسی طرح میرے اور آپ کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں ذرہ برابر بھی کمی پیدا نہیں کی۔

نیز خضر نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ نے جو علم مجھے عطا کیا ہے آپ اسے نہیں جانتے اور جو آپ کو عطا کیا ہے۔ اس سے میں واقف نہیں۔

ان باتوں سے مقصود نفوس کو احساس دلانا۔ ہمتوں کو ابھارنا۔ عزائم کو تحریک دینا۔ عقول کو بیدار کرنا۔ اور افہام کو متنبہ کرنا ہے کہ ان علوم کے

علاوہ اور بھی بہت سے اسرار ہیں، اسی لئے ہم مسلمان کسی فن اور کسی بھی علم کو حقیر نہیں سمجھتے اور کسی سے کسبِ علم کرنے کو عیب نہیں گردانتے کیونکہ علم ایک وسیع میدان ہے اور ایک بے پایاں سمندر ہے۔

فرشتوں کے اس قول اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (مگر وہ جس کا تو نے ہمیں علم دیا) میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہمیں عطیہ علم پر اس کا شکرگزار ہونا چاہیئے۔ اور جو کچھ ہم کسی سے سیکھتے ہیں یا اپنے انکشافات سے جانتے ہیں اس کی نسبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہی تمام علوم کا مرجع ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی استعداد سے کسی چیز کا جان لینا یا الہام کے ذریعہ سے کچھ پہچان لینا یا کسی انسان کی تعلیم سے کسی چیز سے واقف ہو جانا ان سب کا مرجع اللہ تعالیٰ ہی ہیں، اور وہی ہر علم کی غایت و منتہیٰ ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم و حکمت کا بیان ہے جو فنِ الٰہیاتِ کی ایک دلچسپ بحث ہے۔

جوھر۔ ۴۶

چوتھی آیت

الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموٰت والارض ومالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ (۲-۱۰۶)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ زمین و آسمان کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور تمہارا اس کے سوا نہ کوئی یار ہے، نہ مددگار۔

اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ قدرت صرف اللہ ہی کے لئے ہے، وہی مالک سموٰت والارض ہے اس کے سوا کوئی ناصر و مددگار نہیں اور نفوس کو علم و عمل اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تلقین ہے نیز الطبیات کی بحث قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ اور اللہ کی مدد پر بھروسہ کرنے کی تلقین ہے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ توکل علی اللہ کا دارومدار جیسا کہ ہم اس کی تفصیل کر چکے ہیں۔ ان اعمال پر ہے جنہیں اس نے جہانوں میں جاری ساری کر دیا ہے۔ اور ان قوانین قدرت، اعضاء اور آلات سے کام لینے پر ہے۔ جو اللہ نے اپنے بندوں کو بخشے ہیں ان سے اعراض کرنا گویا امدادِ الٰہی کو ٹھکرا دینا ہے۔

ہم نے پیچھے حدیث شریف الذین لا یکتوون ولا یسترقون

Marfat.com

ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون کے سلسلہ میں واضح کردیا ہے کہ توکل، اعتمادِ قلبی، عمل بالجوارح اور سننِ معہودہ پر چلنے کا نام ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سراسر گناہ ہے۔ ذاتِ خداوندی پر عدمِ اعتماد، قوانینِ فطرت کو ٹھکرانا اور اوضاعِ کونیہ کی توہین ہے، ایسے لوگ اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں۔ سنتِ فطری کا اتباع نہیں کرتے۔

Marfat.com

جزو ۔ ۲۸

پانچویں آیت

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم۔ (۲ - ۱۱۴)

مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہے سو جدھر کو تم منہ پھیرو گے، اسی طرف اللہ کی ذات ہے اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مادہ اور جسم سے منزہ ہے۔ ہم اسے ان مادی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے، تو اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جدھر بھی رخ کریں اور جدھر بھی جائیں ان آنکھوں سے اللہ کے چہرے کا مشاہدہ کر لیں گے بفرض محال اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ اللہ کا چہرہ ایسا ہے جو ان آنکھوں سے نظر آ سکتا ہے، شعاعیں اس پر پڑ سکتی ہیں اور چہرے اس کے مقابل آ سکتے ہیں، اس کی دو آنکھیں، کان، منہ اور دانت ہیں جیسے آدمیوں کے ہوتے ہیں تو بھی ہم ایسے تشر تا غرباً کیسے دیکھ سکتے ہیں، اگر ہم اس آیت کا مخاطب ہر اس شخص کو ٹھہرا دیں جو بصارت و بصیرت رکھتا ہو تو کرۂ ارضی کے ان گنت آدمی اس کے ایک چہرے کو کیسے دیکھ سکتے ہیں اس لئے یہ ثابت ہو گیا، کہ اس کا دیدار بصیرت سے ہو سکتا ہے، بصارت سے نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

اور یہاں چہرے سے مراد وہ شعور ہے جو جلال و جمال کی آفاقی و آسمانی نشانیاں دیکھ کر ہمیں حاصل ہوتا ہے رسول اللہ کے اس قول کے یہی معنی ہیں کہ آپ نے فرمایا" اللہ کو ہر شجر و حجر کے پاس یاد کرو"

اس آیت میں اس طرف تنبیہ ہے کہ عقول اپنے خالق کے آثار کا ملاحظہ کر سکتی ہیں ہر نظر و فکر پر ثواب ہے اور یہ ایک قسم کی عبادت ہے جب دل کو ایسا شعور حاصل ہو جائے تو وہ عالم میں خالق کے اثرات کا مطالعہ کر سکے تو اس میں حُبِ خالق استوار ہو جاتی ہے۔ اور اس کی قوتِ یقینیہ بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا اسے عمل کے لئے مستعد رہنا چاہیئے۔ اس طرح کہ دنیا میں بھلائی کا وثوق اور آخرت میں رضائے الٰہی کے حصول کا یقین ہو۔

اس آیت کے آخر میں جو یہ فرمایا کہ وہ واسع وعلیم ہے، اس میں اسی امر پر تحریض و تحریص ہے کہ ہمیں علوم کے اسرار، پوشیدہ خزانوں اور انکشافات کے درپے رہنا چاہیئے کیونکہ جب اس کائنات میں ایسے اسرار ہیں جن میں روئے الٰہی، حکمت اور راز چمکتے ہیں، اور اس کی قدرت وسیع اور اس کا علم تمام اسرار پر محیط ہے تو یہ ضروری ہے کہ جو کچھ بھی کائنات ہمیں نظر آرہی ہے اس میں ایک لامتناہی حکمت و فلسفہ ہو لہٰذا جب بھی ہمیں کسی راز کا پتہ لگ جائے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد کرنا چاہیئے، فثمّ وجہ اللہ (اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے)۔

اور ہمیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں اور بھی اسرار ہیں کیونکہ ان میں روئے الٰہی دمکتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت وعلم والا ہے جب بھی انسان کسی بھید کو پالے خواہ ان کی تعداد ہزاروں تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے

Marfat.com

اسے یہی کہنا چاہیئے فثم وجہ اللہ کیونکہ وہاں اور بھی ہزاروں حکمتیں ہوسکتی ہیں۔

اس صدی کے اوائل میں برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔

"پچھلے زمانے میں عناصر کی تعداد کل چار بتائی جاتی تھی مگر اب ان کی تعداد ستر سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور علوم کی لاتعداد شاخیں ہو چکی ہیں، اور ہر عنصر دعوت تحقیق دے رہا ہے۔ شاید ایک عنصر بھی کئی عناصر سے مرکب ہو، ہوا ہی کو لے لیجیئے اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ بسیط ہے مگر یہ ثابت ہوا کہ وہ دو مادوں سے مرکب ہے، اور اب ان کی تعداد پانچ تک پہنچ چکی ہے۔ (۱) آکسیجن (۲) ہائیڈروجن۔ (۳) نائٹروجن (۴) آرگن۔ ان میں سے ہر ایک کے متعلق تحقیقات جاری رہنی چاہیئے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے تحلیل در تحلیل سے یہ بھی ہوا کی طرح ایک مستقل عنصر ثابت ہوں اور ان میں بھی اور بے شمار عناصر نکل سکیں"۔

لہذا انسان کو برابر تحقیقات میں لگے رہنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس یا کائنات سے ایسی اور نئی شعاعیں پھوٹ نکلیں جن کی کوئی حد نہ ہو، شاید ہمارے نفوس میں بہت سے اسرار اور بہت سی حکمتیں ہیں لہذا ہمیں ترقی اور علوم کیلئے جد وجہد جاری رکھنی چاہیئے۔ اور ہم میں سے کسی کو بھی ایک گھڑی کے لئے بھی علم و عمل میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ شاید ہمارے نفوس میں ہو کر قدرت کا سب سے

حسین شاہکار ہیں، ایسی قوتیں ہوں جن تک ہم ابھی تک رسا[ئی]
حاصل نہ کر سکے ہوں۔

خود میرا یہ خیال ہوا کہ جب میں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تو
میرے دل میں ایک عجیب نشاط و حرکت پیدا ہو گئی اور مجھے ایسا معلو[م]
ہونے لگا۔ کہ شاید میں ایسی طاقت و علم کا مالک ہو جاؤں گا کہ ان
چیزوں کو پا لوں گا۔ جن تک ابھی تک میری رسائی نہیں ہو سکی۔

جب کہ ذروں کا یہ عالم ہے۔ کہ ان میں ایسے ایسے عجائبات
ہیں جن کی کوئی حد نہیں، اور ان میں ایسی ایسی برقی قوتیں اور عجیب
عجیب باتیں پوشیدہ ہیں کہ عقل دنگ ہے تو ہمارے نفوس جو تمام
کائنات میں سب سے اشرف اور سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں،
کیوں نہ حامل اسرار ہوں گے۔

شاید اے قاری کریم آپ کے نفس میں وہ طاقت و قدرت
ہو جس کا آپ کو گمان بھی نہ ہو کیونکہ کتنے ناتوانوں سے ایسے ایسے کارناموں
کا صدور ہوا ہے کہ بڑے بڑے توانا ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے
کتنے ہی ایسے ہوئے ہیں جن کو کوئی بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھتا تھا۔ مگر
انہوں نے علم کے چراغ روشن کر دئیے اور دنیا کے لئے زریں قواعد
بنا دئیے، تاریخ میں ایسی مثالیں بہت ملیں گی۔

ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کہ اللہ کا اس عالم میں
ایک چہرہ ہے، اس کا علم محیط اور اس کی قدرت وسیع ہے
جس کی کوئی بھی انتہا نہیں۔ دیکھئے رسول اللہ فرماتے ہیں۔
"میں ان سے ضرور لڑوں گا اگرچہ میں تنہا ہی کیوں نہ ہوں۔"

اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قل رب زدنی علما۔ آپ کہیئے اے پروردگار مجھے مزید علم دے۔

دیکھو نپولین کہتا ہے۔

”دنیا میں کوئی چیز بھی محال نہیں ہے“

Marfat.com

جوھر۔ ۸۴

چھٹی آیت

وقالوا اتخذ اللہ ولداً سبحٰنہ بل لہ ما فی السمٰوٰت و الارض کل لہ قانتون۔ (۲-۱۱۵)

وہ کہتے ہیں اللہ کے بیٹا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پاک ہے بلکہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اس کے محکوم ہیں۔

اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے لہذا تمام انسان، بادشاہ، رعایا، عوام اور خواص حقوق میں برابر ہیں، اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں، جو بھی مخلوق ہے اس کی تابع فرمان اور اس کی مسخر ہے سب کے سب اس قانون کے مطابق چلتے ہیں جو اس نے فطری طور پر مسلط کر دیا ہے اس نے مخلوق کو شہوتوں سے گھیر دیا ہے۔ اور ہر مخلوق کو اس کے قوام حیات سے آگاہ کر دیا ہے۔ ہر مخلوق اس کی پیدا کردہ ہوا، اس کے پیدا کئے ہوئے سورج اور اس کی قائم کردہ حکومت سے گھری ہوئی ہے ساری قوموں پر اس کے قوانین فطرت اور اس کی حکومت کے قوانین لاگو ہوتے ہیں کوئی بھی قوم اس کے بنائے ہوئے قوانین سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی ان قوانین سے وہی نکل سکتا ہے جو مادے سے منزہ ہو چکا ہو، وہ تمام اجرام فلکی و ارضی کا منتظم و مدبر ہے۔ اور سب کے سب

Marfat.com

اس کے تابع فرمان، اس کے مسخر اور اس کے آگے سجدہ کرنے والے ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے :-

وللہ یسجد ما فی السموٰت
وما فی الارض من دابۃ
والملائکۃ وھم لایستکبرون
یخافون ربھم من فوقھم
ویفعلون ما یؤمرون -
(۱۶ : ۴۹ ، ۵۰)

اللہ ہی کے آگے سجدہ کرتے ہیں جو کچھ زمین و آسمان میں ہیں خواہ جانور ہوں یا فرشتے، اور وہ سرتابی نہیں کرتے وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے کرتے ہیں۔

جوہر - ۴۹

ساتویں آیت

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (۲ - ۱۳۶)	اللہ تیرے لئے ان کے شر سے بچا کے لئے کافی ہوگا۔ اور وہ سمیع وعلیم ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد! اللہ آپ کے حال سے واقف ہے
وہ عنقریب آپ سے لوگوں کے مکر کو دور کردے گا کیونکہ وہ جو کچھ آپ اور د
کہتے ہیں۔ اُسے سُنتا ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ آپ کرتے ہیں، اور جو
کچھ وہ کرتے ہیں، عنقریب حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور باطل مٹ
جائے گا۔

اس آیت میں مصلحین کے لئے نصیر الٰہی اور غلبہ حق کا وعدہ ہے، یہی
تو بعینہٖ اہلِ مغرب کا مقولہ ہے جس پر وہ فخر کرتے ہیں کہ ”جو اصلح
ہوگا وہی باقی رہے گا۔“ حق کا غالب ہونا اور باطل کا مٹ جانا یقینی
ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کے لئے اس کی تصریح کردی ہے کہ فرمایا میں تمہاری
مدد کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم کر رہے ہو۔ میں اپنا قانون
جاری کرتے رہوں گا۔ کہ حق کو بلند کروں گا اور باطل کو مٹا ڈالونگا۔

جوھر۔ ۵۰

آٹھویں آیت

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن لہ عابدون۔ (۲-۱۳۸)

ہم اللہ کے رنگ میں رنگے گئے ہیں اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے، ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

اللہ کے رنگ سے دین اور علوم کی معرفت مراد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میرے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔ اے مسلمانو! کہہ دو ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔"

Marfat.com

جوهر - ۵۱

نویں اور دسویں آیت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

والٰهكم اله واحد لا اله الا هو
الرحمان الرحيم ان في خلق
السموٰت والارض واختلاف
الليل والنهار والفلك
التي تجري في البحر بما
ينفع الناس وما انزل الله
من السماء من ماء فاحيا به
الارض بعد موتها وبث
فيها من كل دابة وتصريف
الرياح والسحاب المسخر
بين السماء والارض لآيات
لقوم يعقلون - (۲-۱۶۳)

تمہارا معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی
معبود نہیں وہ رحمان ورحیم ہے بے شک
آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں
اور رات دن کے آنے جانے میں
اور کشتیوں میں جو مال تجارت لے کر
سمندر میں چلتی ہیں اور جو آسمان سے
اللہ نے پانی اتارا ۔ پھر اس نے زمین
کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور
اس میں ہر قسم کے جانور بکھیر دیئے
ہواؤں کے چلانے میں اور بادل میں
جو زمین و آسمان کے درمیان معلق
ہے البتہ نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے

اس آیت کی ابتدار توحید الٰہی سے کی ہے اس کے بعد ایک عالم سے
دوسرے عالم کے تعلق کو دکھایا ہے چنانچہ پہلے آسمان کا ذکر کیا ۔ پھر

فطرت و کائنات کا ذکر کیا پھر اس امر کا ذکر کیا کہ وہ اس طرح منظم و مرتب ہے گویا وہ ایک انسان یا ایک حیوان یا ایک نبات کی مانند ہے اور ہر ایک ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہے۔ دیکھو رات دن کا گھٹنا بڑھنا سورج کے بروج شمالی و جنوبی میں قرب و بعد کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے مختلف جہات میں حرارت و برودت پیدا ہوتی ہے، اور پھر اس سے موسمی ہوائیں چلتی ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ بارشیں آسمان سے برستی ہیں، جو حرارت و برودت کے قانون کے ماتحت ہیں اور یہ حرارت و برودت فلکیات کے قوانین کے ماتحت ہے۔ کہ سورج مختلف برجوں میں چکر کاٹتا ہے تو موسم بدل جاتا ہے یہ پانی، نباتات، حیوانات اور انسانوں میں نئی زندگی دوڑا دیتا ہے۔

ہواؤں کے چلنے سے جہاز چلتے ہیں جیسے بادل ہواؤں کے ذریعہ سے چلتے ہیں اور ہر ایک کے لئے ایک مخصوص راہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتا۔ دیکھئے جہاز انہیں راہوں پر چلتے ہیں جو جہاز رانوں نے سمندر میں بنا دیئے ہیں۔ اسی طرح بادل بھی فطرت کے مقرر کردہ قانون سے ہٹ کر نہیں چلتے، یہ اللہ کی رحمت ہے ان تمام چیزوں کا تعلق عالم علوی سے ہے۔

جہاز انہیں قوانین کے ماتحت چلتے ہیں جن کا علم الافلاک سے استخراج کیا گیا ہے کیونکہ ان کی راہ میں طول البلد، نجوم، رفتار شمس اور اجرام علویہ کی روشنی میں بنائی جاتی ہیں قطب نما کی سوئی قطبین کی طرف رہتی ہے اور اسی طرح وہ جہازوں کے لئے رہبر کامل

کا کام دیتی ہے۔

بادل ہواؤں ہی کی وجہ سے حرکت کرتے ہیں اور ہوائیں اجرام عا
کی حرارت سے چلتی ہیں، خلاصہ یہ کہ سارے کا سارا معاملہ ایک اصو
کے ماتحت آجاتا ہے اور اس ایک اصول سے دو شاخیں پھوٹتی ہیں
اور پھر ان دو شاخوں سے بھی کئی کئی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

وہ ایک اصول کیا ہے؟ وہ رات اور دن کا حرکات فلکیہ کی بنا پر آ
جانا اور گھٹنا بڑھنا ہے۔ اور اس اصول کی دو شاخیں کیا ہیں؟ وہ
قوانین ہیں جو اجرام فلکی میں ودیعت رکھے گئے ہیں اور وہ حرارت
جو کرۂ ارض پر پڑتی ہے پھر اول الذکر سے دو شاخیں پیدا ہوئیں

۱۔ بادلوں کا چلنا۔

۲۔ جہازوں کا چلنا۔ جہاز بحری قانون کے ماتحت چلتے ہیں تاکہ تبادلہ
و تجارت کی صورت قائم ہو سکے اور اہل مشرق اہل مغرب کی
پیداوار سے فائدہ اٹھا سکیں، اور اہل مغرب اہل مشرق کی پیداوار
سے نفع اندوز ہو سکیں۔

دوسری شاخ سے بھی دو شاخیں پھوٹتی ہیں۔

۱۔ ہوا کی تحریک۔

۲۔ پانی کی تحریک۔ ہوا نے بادلوں اور کشتیوں کو حرکت دی اور پانی
گرمی کی وجہ بخار کی شکل میں منتقل ہو کر فضا میں بلند ہو گیا، اور
خشک زمین پر اتر پڑا اور اس طرح حیوانات و نباتات کی
پرورش کا سبب بن گیا۔ گویا اس نظام کائنات کی صورت
اس طرح ہے۔

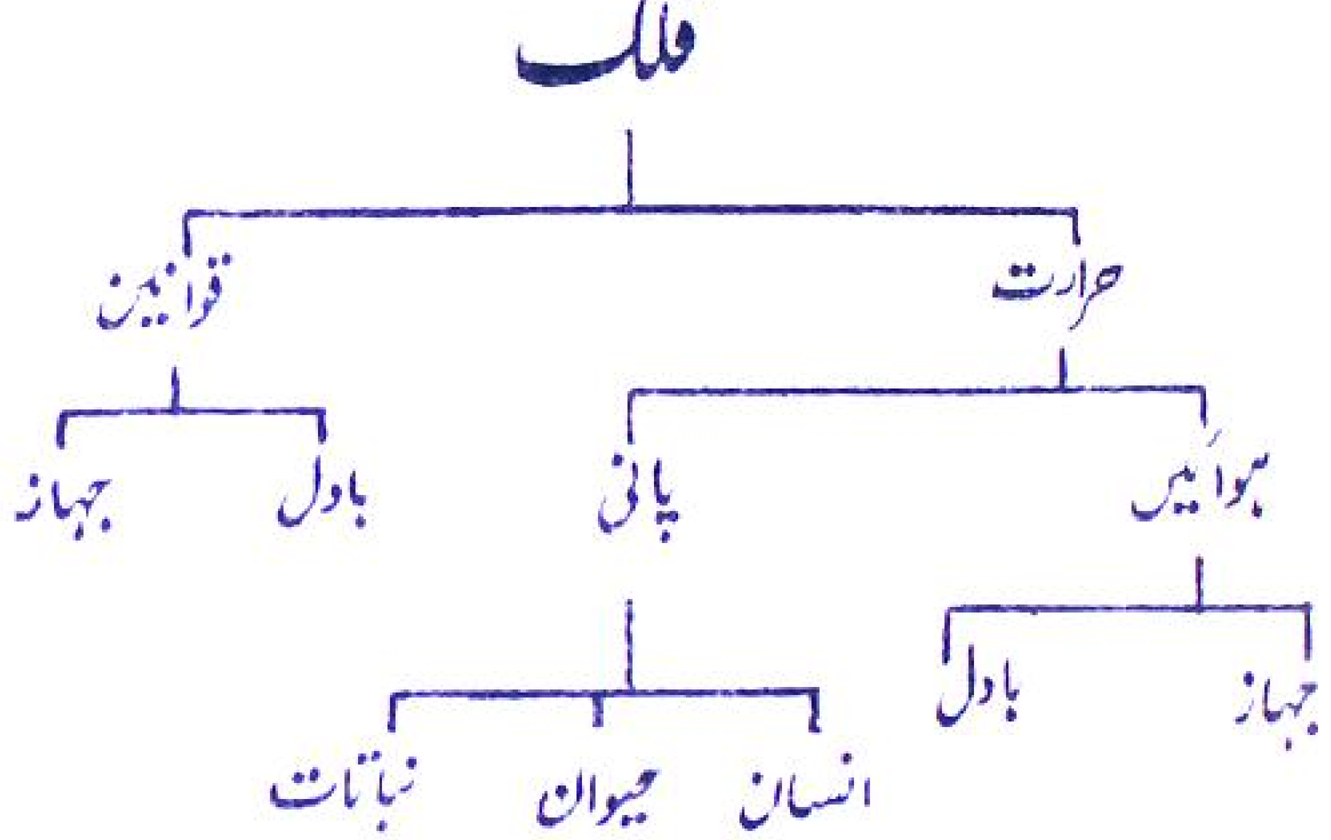

یہ عالم اسی طرح ایک کرہ یا ایک شکل کی صورت میں منظم ہے۔
ہر ادنیٰ اعلیٰ کا محتاج ہے اور ہر اعلیٰ اسفل کے لئے مفید و مربی ہے اور
اسفل اعلیٰ سے مستفید ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا شکل سے واضح ہے
جب ہمارے عالم کا یہ نظام ہے تو عقل اس بات کا تقاضا کرتی
ہے کہ باقی جہانوں کے نظام بھی اسی اصول پر قائم ہوں۔

یہ عالم، علماء و مفکرین کے نزدیک ایک جسم واحد کی مانند ہے۔
کہ اس کی ایک روح، ایک قلب، ایک حرارت اور کچھ متحرک اعضاء
ہیں، بارشوں وغیرہ کا دوران، ہواؤں کا چکر اور شمس و قمر کے دورے
ایسے ہی ہیں جیسے خون ہمارے جسموں میں چکر لگاتا رہتا ہے۔

اگر ہم غور سے دیکھیں گے تو عالم کو ایک انسان یا حیوان کی صورت

Marfat.com

میں جلوہ گر ہائیں گے۔ کہ اس کے ایک سردار چند ایک اعضائے رئیسہ اور غیر رئیسہ ہیں مگر اس بات کا وہی شخص احساس کر سکتا ہے جس نے ہر فن کی کچھ نہ کچھ تحصیل کی ہو، پھر تمام علوم کو ربط دے کر انہیں ملا کر دیکھا ہو تب ہی وہ میری اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اس میں بھی شک نہیں کہ ہر ایک جسم کا ایک مدبر و مدبر ہوتا ہے۔ تو جہانوں کا ارتباط اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق و استفادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا مدبر ایک ہی ہو۔

دیکھئے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والٰھکم الٰہ واحد تمہارا معبود ایک ہے پھر اس کے بعد کائنات کی ایک تشکل منظم پیش کرتے ہیں جس کا ایک مزاج ہے دیکھو وہ فرماتا ہے تمہارا معبود ایک ہے مگر اس وحدت کا آپ اسی وقت شعور کر سکتے ہیں جبکہ علوم و فنون کی تحصیل کئے ہوئے ہوں، اور آپ کی عقل میں ان کی ایک منظم شکل ہو جیسا کہ ہم اس کی توضیح کر چکے ہیں، اور آپ اس کے مزاج واحد ہونے کا احساس کر چکے ہوں۔ اسی سے آپ اس بات کو پہچان سکیں گے کہ عالم کا ایک ہی مدبر و مدبر ہے۔

علمائے یونان عالم کے ایک ہونے پہ بہت سی دلیلیں لائے ہیں مگر وہ سب خشک و کمزور دلائل ہیں۔ جو علم و حکمت سے خالی ہیں انہوں نے عالم کی تقسیم اعراض، افلاک اور جواہر کی صورت میں کی ہے پھر وہ کہتے ہیں ہماری عقل سوائے اس چیز کے جو ہم دیکھتے ہیں۔ تصور نہیں کر سکتی لہٰذا ان کے نزدیک جہانوں کی کثرت اگر ہے تو ناممکن الوجود سے ہے۔ افسوس ہے انہوں نے عالم کے رابطہ طبعی کی طرف بالکل دھیان

Marfat.com

ہنیں دیا۔

یہ آیت ہمیں علوم کی تحصیل کی طرف توجہ کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد جو آیت آتی ہے وہ ان علوم سے پیدا ہونے والے تہذیب و تمدن کو بے نقاب کرتی ہے۔ اُمتوں کی سیاست اور ان کے نظام پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس آیت میں حاکموں اور محکوموں کے درمیان مکالمے اور گم راہ قوموں کے عقائد کی بڑی اچھی تصویر کھینچی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبو نھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حباً اللہ۔ (۲-۱۶۵)	بعض لوگ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے خدا کے ساتھ اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں، بعض وہ لوگ ہیں جو عقلا ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ عالم کا ایک ہی موجد ہے جس نے ایک عجیب نظام واحد قائم کیا ہے لہذا ان کے دل اس کے عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہیں پھر وہ ایسے علوم و معارف پاتے ہیں۔ جن سے ان کے نفوس سرور و مسرت سے بھر جاتے ہیں۔ اور دل منور ہو جاتے ہیں۔ انھیں یقین کی جنت اور ایسا عقیدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جو دل کو روشن کر دیتا ہے، یعنی انہیں وحدت نظام کا احساس و یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ اس کے مطابق اپنے شہروں کا نظام قائم کرتے ہیں۔

Marfat.com

کہ حاکموں اور ماتحتوں کو ان کے مناسب مقام پر رکھتے ہیں، جن کے وہ مستحق ہوتے ہیں جیساکہ یہ کائنات اسی طرح پر ہے اور ایک جسم کی مانند ہے۔

لہذا پہلے معنی کے اعتبار سے وہ خدا کا عاشق ہو جائے گا۔ اور اس کے حسن نظام، رافت ورحمت، جمال وکمال کی وجہ سے اس کا اس درجہ فریفتہ ہو جائے گا۔ کہ اس محبت میں کسی طرح بھی فتور راہ نہ پا سکے گا، بلکہ اس میں زیادتی ہی ہوتی رہے گی۔ کیونکہ وہ آئے دن نئے نئے عجائبات وغرائبات کا مشاہدہ کرتا رہے گا۔

اور دوسرے معنی کے اعتبار سے مدنیت عام ہو جائے گی اور شہریت وتمدن راسخ ہو جائے گا جیسے پہاڑ راسخ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ راسخ اور پائیدار کیونکہ اس کی بنیاد ایک ایسے نظام پر ہوگی جو حکمت کی اساس پر قائم ہوگا جس پر نظام عالم قائم ہے۔

انہیں دو مقدمات پر اس کے بعد والی آیتیں انہیں دو معنی کی تفصیل کرتی ہیں۔ چنانچہ معنی اوّل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبو نھم کحب اللہ والذین آمنو اشد حبًا للہ (۲ - ۱۶۵)

بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرتے ہیں مگر جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بڑوں کے مقلد محض ہیں۔ اور ایسے معبود کی عبادت کرتے ہیں جس کی تخلیق کے اسرار سے انہیں کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔ لہذا دراصل وہ اپنے بڑوں سے محبت کرتے ہیں، یہی حال بتوں، حیوانات، آگ، اور شمس و قمر کے پوجنے والوں کا ہے۔ کہ وہ اپنے معبودوں سے صرف اس وجہ سے محبت رکھتے ہیں کہ وہ بچپن سے ان سے محبت کرنے اور ان کی عبادت کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص ان کے معبودوں کی توہین کرتا ہے تو وہ چراغ پا ہو جاتے ہیں اور ان کے دل پھٹنے لگتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے علوم وصنائع کی تحصیل کی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، کیونکہ ان کی دلیل مضبوط، ان کا تعلق راسخ، اور ان کا عقیدہ مستحکم ہوتا ہے۔

رہے بت پرست تو ان کے عقائد آسانی سے متزلزل ہو جاتے ہیں کیونکہ سچائی اپنے دلائل کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے لہذا بتوں سے ان کا علاقہ آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔

دوسرے معنی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:۔

ولو یری الذین ظلموا	اور جب یہ ظالم دیکھیں گے عذاب
اذ یرون العذاب ان	تو جان لیں گے کہ تمام طاقتیں
القوۃ للہ جمیعا وان	اللہ کو حاصل ہیں اور اللہ سخت
اللہ شدید العذاب	عذاب والا ہے جب بری ہو
اذ تبرا الذین اتبعوا	جائیں گے گرو اپنے چیلوں سے

Marfat.com

من الذین اتبعوا وراوا العذاب وتقطعت بہم الاسباب وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منہم کما تبرا وا منا کذلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم وما ہم بخارجین من النار۔

اور دیکھیں گے عذاب اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے تو چیلے کہیں گے کاش ہم دنیا کی طرف لوٹائے جاتے۔ تو ان سے بیزاری کا اظہار کرتے جیسے انہوں نے کیا ہے اسی طرح اللہ دکھاتا ہے ان کے اعمال کو حسرتیں بنا کر اور وہ آگ سے نہیں نکل سکتے۔

(۲ - ۱۶۵)

ان آیتوں میں ان ظالموں کو ڈرایا گیا ہے جو کٹر جاہل اور مقلد محض ہیں۔ اور ایسا نظام تمدن قائم کرتے ہیں۔ جو ان کے سرداروں کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ جن کے سامنے وہ جھکتے ہیں۔ لہذا ان کی جھوٹی کراماتیں دیکھ کر ان کی خود غرضانہ دسیسہ کاریوں پر ایمان لاتے ہیں۔

مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ اگر ان جاہلوں کو اس امر کا احساس ہو جاتا کہ ان کے نظام دنیوی کی بربادی اور آخرت کی رسوائی انہی خودغرض پجاریوں اور سرداروں کی وجہ سے ہے اور یہ بھی دوزخ کے کندے بنیں گے۔ تو وہ سمجھ جاتے کہ یہ بھی ہماری ہی طرح کمزور ہیں ان کے ہاتھوں میں سوائے بتوں، خودساختہ معبودوں، بنائے ہوئے اوہام، جھوٹی گمراہیوں اور بیکار طریقوں کے کچھ بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

اس طرح انہیں سوائے حسرت اور سوزشِ قلبی کے کچھ بھی نہیں ملتا۔ ان میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور نتیجہ یہ کہ دوسری قوم ان پر غالب آجاتی ہے۔ جو انہیں اپنا غلام بنا لیتی ہے اور وہ ظالم و جابر قوم ان پر غلبہ کر لیتی ہے۔ اور ان کے پجاریوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتی ہے۔

تب قوم کے کمزور افراد، ارباب حل وعقد کو پکارتے ہیں جیسا کہ آخرت کے سناٹے کے غروب ہوتے وقت ایسا ہی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں اے ہماری مدد کرو ہم تمہارے سامنے جھک گئے رہتے، تو کیا تم ہمیں ان ظالم، قاہر و جابر لوگوں سے نہیں بچاؤ گے۔ وہ جواب دیتے ہیں ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو، ہم تو اب تم سے بھی زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں نہ نفع ہے نہ نقصان، بس ایک عالم نفسی نفسی ہے، ہمیں معاف کر دو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جس طرح کہ عذاب آخرت کے بارے میں سچا ہوگا۔ عذاب دنیوی میں بھی اسی طرح سچا ہے، کہ ہم آئے دن تمام عالم کی گمراہ قوموں میں بربادی کے وقت ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ذلت و رسوائی کے عذاب کی طرف ہنکائے جاتے ہیں تو جو لوگ گمراہ سرداروں کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں وہ سخت نادم ہوتے ہیں مگر ندامت سے انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وقت گزر چکا ہوتا ہے۔

عذاب آخرت کے وقت وہ کہیں گے کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ جانا نصیب ہو جائے، یہی حال ان کا دنیا میں ہوتا

ہے کہ وہ تمنا کرتے ہیں کاش ہمیں آزادانہ زندگی نصیب ہو جائے تو ہم ان سے اظہار بیزاری کریں۔

لہذا ہمیں چاہیئے کہ اپنے نفوس کو ٹٹولیں۔ ان کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان لوگوں کی تقلید نہ کریں جنہوں نے ہماری آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ اور ہمیں ذلتوں میں پھنسا رکھا ہے۔

ہم رات دن مختلف حکومتوں سے یہی الفاظ سنتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں ہمارے فلاں فلاں سرداروں نے ظالموں کے ہاتھوں میں پھنسا دیا۔ کاش ہمیں ہماری حکومت پھر سے مل جائے تو ہم ان ظالم سرداروں کو کبھی اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیں بلکہ خود اپنی حکومت کا آپ ہی انتظام کریں گے۔ اور اپنے دماغ سے آپ ہی سوچیں گے اپنے صدر کو بس اپنا وکیل بنائیں گے اسے اپنے سر پہ ہرگز مسلط نہیں کریں گے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ یہ بات آیت کے موضوع سے خارج ہے کیونکہ اس آیت میں عذاب آخرت اور سرداروں اور ماتحتوں کی گفتگو کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں بھی ایسی ہی صورت پیش آتی ہے:۔

ومن کان فی ھذہٖ اعمٰی	جو یہاں اندھا وہ وہاں
فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی	بھی اندھا اور گمراہ تر

واضل سبیلا۔

کیونکہ جو نفوس یہاں ہیں وہی آخرت میں ہوں گے۔ ان کی عقلیں

اور ان کے نفوس جیسے یہاں ویسے وہاں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا ہے :۔

یاایہا الناس کلوا مما	اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں
فی الارض حلالا طیبا	ہے، حلال پاکیزہ۔ شیطان
ولا تتبعوا خطوات	کے قدموں کا اتباع نہ کرو۔
الشیطان انہ لکم عدو	وہ تمہارا کھلا دشمن
مبین۔ (۱۶۸-۲)	ہے۔

جوھر۔ ۵۲

گیارھویں آیت

وانا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (۲۔ ۱۹۶)

جب بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو کہہ دیجئے میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار سنتا

میں جب اس آیت تک پہنچا تو مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کو یہیں ختم کر دیا جائے میں اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ میں اسی نہج پر قرآن کی تفسیر لکھوں، وہ نہج جس کی طرف علامہ غزالی نے اشارہ کیا ہے۔ انشاءاللہ اس کے بعد دوسرا حصہ جلد شائع ہو جائے گا۔

جواہر القرآن والعلوم کا پہلا حصہ تمام ہوا۔

نوٹ:۔ پہلے ایڈیشن کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کے بعد تفسیر قرآن کے شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس ارادے کو انھوں نے پورا کیا ان معانی کی تفصیلی بحث وہاں ملاحظہ کیجئے یعنی جواہر القرآن والعلوم کا دوسرا حصہ مرتب نہ کیا۔ (مترجم)

Marfat.com

مُصنّف

استاذِ محترم فیلسوفِ مشرق حضرت علامہ طنطاوی جوہری سے میری ملاقات قاہرہ میں ۱۹۳۸ء میں ہوئی جب کہ میں الازہر میں تعلیم پانے کے لئے گیا تھا اس زمانے میں وہ دارالعلوم سے ریٹائرڈ ہو چکے تھے، اور کوئی ستر سال کے ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں بھی وہ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے، صبح صبح گھر سے نکلتے اور مختلف انجمنوں کا دورہ کرتے ہوئے افطار کے وقت گھر پہنچتے۔ انجمن والوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے اور زبردستی انہیں کچھ نہ کچھ پڑھانے لگتے۔

ان سے میری پہلی ملاقات انجمن الاخوۃ الاسلامیہ میں ہوئی، وہ تشریف لائے اور جو بھی نوجوان وہاں بیٹھے تھے، انہیں بڑے پیار و محبت سے تفسیر کا درس دینے لگے۔ اس وقت سے میں ان کا گرویدہ ہو گیا، اور ان کے اس قسم کے درس میں گاہے ماہے شریک ہونے لگا۔ پھر ان کے دولت کدے پر بھی آنا جانا رہا اسی طرح استادانہ شاگردانہ تعلقات قائم ہو گئے

Marfat.com

ایک دفعہ میں نے ان سے دریافت کیا یہ آپ کا نام کیسا عجیب ہے! فرمانے لگے میرے باپ شیخ طنطاوی کے بڑے معتقد تھے، اس لئے انہوں نے میرا نام ان کی نسبت سے طنطاوی رکھ دیا۔

طنطا قاہرہ سے کوئی تیس چالیس میل دور ایک قصبہ ہے۔ یہاں شیخ طنطاوی کا مزار ہے۔ شیخ طنطاوی کی مصر میں وہی حیثیت ہے جو خواجہ معین الدین اجمیری کی ہمارے ملک میں ہے انہوں نے مصر میں تبلیغ اسلام بڑے زور شور سے کی تھی، طنطا ریلوے اسٹیشن ہے اور بہت خوب صورت پر فضا مقام ہے یہاں ایک بڑا بھاری پارک ہے۔ جو کئی میل تک چلا گیا ہے۔

مصر میں بہت کم علماء داڑھی رکھتے ہیں مگر طنطاوی جوہری کی داڑھی اس قسم کی تھی۔ جیسے ہمارے علماء کی ہوتی ہے وہ ہمیشہ مصری لباس میں ملبوس رہتے، سر پر ازھری عمامہ، جبّہ اور پٹکا اور ہاتھ میں چھڑی۔

سانولا رنگ، لمبا قد، کھلا نقشہ، بلند ناک، بڑی بڑی آنکھیں، چوڑا سینہ اور نہایت سخت بدن تھا۔ اس بڑھاپے میں میں نے ایک دفعہ ان کے بازو چھوئے تو ایسے معلوم ہوئے جیسے وہ لوہے کے بنے ہوئے ہیں۔

وہ بڑے عالی حوصلہ، جفاکش، محنتی اور طالب علم قسم کے آدمی تھے اس زمانے میں بھی وہ باقاعدہ کسی نہ کسی استاد سے کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے اسی عمر میں اردو زبان بھی پڑھی۔

طنطاوی جوہری نے اس دور میں وہی کام کیا ہے جو غزالی نے اپنے دور میں کیا۔ انہوں نے کوئی بارہ سال تک، انگریزی، فرانسیسی اور سائنس پڑھی، پھر اسے قرآن پر منطبق کیا اور نوجوانوں کو دہریت ولا مذہبیت سے بچایا۔ غزالی کی طرح جو چیز سائنس کی اسلام کے خلاف نہ معلوم ہوئی اسے لے لیا اور جو چیز اسلام کے خلاف معلوم ہوئی اسے انہیں کی دلائل سے توڑ دیا، یا آیات میں تاویلیں کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ سوائے ہندوستان و پاکستان اور دو چار قدیم الخیال ممالک کے تمام دنیا میں انہیں کی تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔ ہے بھی یہی بات، اب ان پرانی تفسیروں کی چنداں ضرورت نہیں جو پرانے مذاہب کی تشریح یا تردید کرتی ہیں۔ اب تو ہمارے علما کو نئے مسائل کا علم ہونا چاہیے۔

شیخ طنطاوی کو ہندوستان و پاکستان دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ اسی شوق میں انہوں نے اردو پڑھی، اور وہ ہندوستان و پاکستان آئے۔

استاد مرحوم میں ایک خاص سنت یہ تھی کہ وہ نوجوانوں کی بے حد ہمت افزائی کرتے تھے۔ ان کی بے حد تعریف کرتے اور انہیں ان کی اپنی نظر میں اپنی ذات کی قدر قائم کر دیتے کہ ہم نوجوان یہ سمجھنے لگتے کہ ہاں ہم بھی دنیا میں کچھ ہیں، اور واقعی کچھ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

میں نے مصر کے زمانہ قیام میں ایک کتاب البدیٰ لکھی تھی جس میں بائیبل، وید، زرتشتی کتابیں، دھم پد اور مختلف

Marfat.com

کتابوں سے رسول اللہ کے متعلق بشارتیں جمع کی تھیں، میں کتاب ان کی خدمت میں لے گیا، اور میں نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے یہ کتاب ان کے سامنے تقریظ کے لئے پیش کر دی انہوں نے کتاب پڑھ کر میری اتنی ہمت بندھائی کہ میں اس صحبت سے یہ یقین لے کر اٹھا کہ میں بھی دنیا میں ایک بڑا آدمی بن سکتا ہوں۔

مہربان استاد کے چند ایک فقرے درج کرتا ہوں۔

"اے عالم مجتہد صارم الھندی میں نے تیری کتاب البشائر دیکھی، کتاب خوب ہے، مجھے اس کتاب کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو اپنے ملک کا نامور انسان ہو گا اپنے ملک کی اصلاح کرے گا، اور بڑا صاحب علم ہو گا۔"

پھر انہوں نے زبانی میری اس قدر تعریف کی کہ میں یا تو تقریظ کے لئے کتاب بڑھاتے ہوئے کانپ رہا تھا، یا یہ یقین لے کر اٹھا کہ اگر میں چالیس سال بھی زندہ رہ گیا۔ تو طنطاوی جوھری کی میرے سامنے کچھ بھی حیثیت نہ ہو گی،

مصری علماء سگرٹ اور قہوہ بہت پیتے ہیں مگر انہیں کسی قسم کی کوئی ایسی عادت نہ تھی، وہ بڑے سیدھے سادے اور بھولے بھالے تھے۔ یہ چاہتے تھے۔ کہ ساری دنیا میں گھوم پھر کر اسلام پھیلا دوں۔

ان کی یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو انہوں نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں شاہِ جاپان، میکاڈو کو بھجوائی تھی جب کہ

وہاں ۱۹۰۶ء میں تحقیق مذاہب کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اس کتاب کا اور ان کی کئی ایک کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے ان کی تفسیر کے اردو ترجمے کی دو جلدیں جامعہ دارالسلام عمر آباد سے شائع ہو چکی ہیں، الزھرہ اور نظام العالم بھی ان کی بہترین تصانیف ہیں۔

۱۹۲۲ء میں اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں انہوں نے پہلے ایڈیشن کی بہ نسبت کچھ ردو بدل بھی کی اور ایک ضمیمہ کا اضافہ بھی کیا۔ یہ ضمیمہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے چار فصلیں اور کچھ مطالب و مباحث کا اضافہ کیا۔ ان میں مکڑی، چیونٹی، زنبور، تعلیم اطفال، تخلیق اور ریاضی پر دلچسپ بحثیں ہیں۔

ہم نے اس کتاب کے دونوں مقدموں کا ترجمہ شروع میں دیدیا ہے، جس سے اس کتاب پر مزید تفصیل روشنی پڑتی ہے۔ تفصیل طلب حضرات اس کا مطالعہ فرمائیں۔

شیخ طنطاوی ایک گاؤں میں پیدا ہوئے، جامع الازھر میں تعلیم پانے کے بعد انہوں نے دارالعلوم (قاہرہ) میں تعلیم پائی اور پھر مدرس ہو گئے۔ سو سال کے قریب عمر پائی قاہرہ میں انتقال کیا۔ یورپ اور تمام عالم اسلامی ان کی قابلیت کا مداح ہے۔

مترجم

عبدالصمد صارم بن حضرت علامہ قاضی ظہور الحسن
ناظم سیوہاروی (منصب دار دربارِ نظام) بن مولوی محی الدین ذکا ڈپٹی
انسپکٹر تعلیمات، آپ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہم سبق تھے) بن ملا
علی احمد (آپ بچوں کو پڑھاتے اور سیپارے لکھ کر گزارہ کرتے) بن
جلال الدین، بن امین الدین، بن غلام علی (ہیبت رائے بیسالکہ
سے لڑے اور شہید ہوئے) بن محمد حنیف بن عماد الملک ثابت جنگ
قاضی بدرِ عالم (دربار شاہانِ مغلیہ سے انہیں یہ خطاب ملا تھا) بن
کمال الدین (یہ اکبر اعظم کے امرا سے تھے، فارسی اور اردو کے شاعر تھے)
بن عبدالشہید (بڑے عالم اور شیخ کامل تھے خواجہ نظام الدین بلخی
کے پیر صحبت تھے، ان دونوں صاحبان نے دینِ الٰہی کے خلاف احتجاج
کیا، بادشاہ کے مظالم کی وجہ سے خواجہ صاحب بلخ چلے گئے اور قاضی
عبدالشہید کی آدھی جاگیر ضبط ہوئی) بن تاج الدین بن عبدالرحمان

Marfat.com

(اکبری دور میں سیوہارے کے قاضی تھے) بن قاضی حسن زنجانی (یہ ہمارے مورث اعلی ہیں زنجان سے ہجرت کرکے ہندوستان آئے۔ اکبری دور میں لاہور کے قاضی تھے) بن محمد الملقب شاہ عبدالباری متوکل زنجانی بن ابو محمد جلال الدین، بن احمد الوالوفا اکمل الدین بن عبدالقاھر بن عبدالعلی بن ابی الفضل عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ابی القاسم بن ابو یوسف بن ابی المنصور عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی محمد بن ابی بکر بن احمد بن ابی الحسین بن محمد بن احمد بن امام قاسم بن محمد بن امیرالمومنین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

بچپن سے یہ سوچا کرتا تھا کہ میں کبھی بھی ملازمت یا شادی بیاہ نہیں کروں گا، قوم کی خدمت کروں گا، مولانا حسین احمد مدنی کی وجہ سے کانگریسی خیالات تھے۔ لہذا یہ سوچا کرتا تھا کہ جمعیۃ العلمائے ہند میں کام کروں گا کر تعلیم پانے کے بعد الازھر چلا گیا اس زمانے میں کانگریس نے نئی نئی وزارتیں سنبھالی تھیں ہندوستان سے میرے پاس کئی اخبارات آتے تھے ان سے معلوم ہوتا کہ ہندو مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اور جگہ جگہ گاؤ کشی بند کر رہے ہیں تو طبیعت کانگریس کی طرف سے کھٹی ہوگئی، اور یہ سوچنے لگا کہ ہندوستان واپس جاکر آزادانہ قوم و ملک کی خدمت کروں گا۔

ما درچہ خیالیم و فلک در چہ خیال، ہندوستان واپس آیا تو میرے چچازاد بھائی مولوی عبدالبصیر عتیق آزاد کا انتقال ہوگیا، وہ میرے بہنوئی تھے۔ بلکہ ہم دونوں بالکل حقیقی بھائیوں کی طرح تھے۔ وہ تین بچے چھوٹے چھوڑے ایک بیوہ اور ایک معذور باپ چھوڑ گئے۔ تو میں ملازمت کرنے پر مجبور ہوگیا۔

Marfat.com

تلاش معاش میں حیدر آباد دکن پہنچا وہاں صحت خراب ہو گئی تو لاہور چلا آیا ۱۹۴۴ء سے یہیں رہتا ہوں، کچھ دنوں رسالہ شاہکار کا ایڈیٹر رہا پھر انجمن حمایت اسلام کے شعبۂ "تالیف و طبع" میں ملازم ہو گیا، چھ ماہ نہ گزرے تھے کہ اورینٹل کالج میں جگہ مل گئی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے یہیں ملازم ہوں۔

دل میں یہ تڑپ ہے کہ ملازمت کو ٹھکرا کر لوجہ اللہ رات دن قوم و ملک کی خدمت کروں، مگر اب بیوی بچوں میں گھر کر رہ گیا ہوں، مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

صارم ۱۹۶۵ء

Marfat.com

انتظار

از — سید اسعد گیلانی

کیا یہ کسی محبوب کا انتظار ہے یا فصل بہار کا انتظار ہے

نہیں بلکہ — مصنف کو

اپنے عزیز ترین محبوب اسلامی نظام حیات کا انتظار ہے

— اور —

اپنی سب سے اعلیٰ فصل بہار اسلامی زندگی کا انتظار ہے

◎ موثر ◎ ولولہ ◎ جذبہ ◎ تحریکی ادب

صفحات ۹۰ صفحات — قیمت ایک روپیہ

آزاد بک ڈپو سرگودھا (مغربی پاکستان)

چوکھٹ کے اندر

- ایک وسیع دنیا آباد ہے
- انسانیت کا نصف بہتر ہے
- نسل انسانی کی تربیت گاہیں ہیں
- ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کی جنتیں ہیں

تہذیب مغرب کے پرستارو!

ان جنتوں کو ویران اور ان تربیت گاہوں کو برباد…

ام فاروق کی کتاب کا یہ موضوع… خواتین اور بچیوں کے لیے

صفحات… دیدہ زیب افسانے • قیمت…

آزاد بک ڈپو سرگودھا (مغربی…

Marfat.com

جواہرِ علومِ قرآنی

ترجمہ

التاج المرصع بجواهر القرآن والعلوم

مصنف ـــ طنطاوی جوہری

مترجم ـــ عبدالصمد صارم الازہری

آزاد بک ڈپو ★ اردو بازار ★ لاہور

سرگودھا